لَقَدْ كَانَ فِي قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ

قصص الاولیاء

یعنی

نزہۃ البساتین

اردو ترجمہ

روضۃ الریاحین

از:- حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

وحضرت مولانا ظفر احمد صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

جلد اول

ناشر

ادارہ تھانوی - دیوبند - یو - پی انڈیا

فہرست مضامین قصص الاولیاء قسط اول

(بقیہ فہرست بر صفحہ ۱۶۰)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ از مترجم عفی عنہ

ہے لائقِ حمد ذاتِ باری ہر شے میں ہے جس کی طرفہ کاری
اِک قطرہ سے آدمی بنایا دریا سے بڑھا چڑھا دکھایا
مخلوق تھی جتنی بحرؔ و برؔ کی ہر اِک کو جدا جدا خبر کی
ہے اشرفِ خلق آدمی زادؔ تقییدِ خردؔ میں سب سے آزاد
زمیں تھی پر آسماں بنایا خورشید سے ذرہ کو بڑھایا
پھر اُس پہ کیا ظہور اپنا چمکا دیا دے کے نور اپنا
ڈالی جو ظہور کی نگاہیںؔ مکشوفؔ ہوئیں طلب کی راہیں
کی طائرِ روحؔ نے وہ پرواز پہنچا درِ قدسؔ تک بصد ناز
اللہ بڑی ہے شان تیری ہے سب سے نرالی آن تیری
مقبول کو دم میں کر دے مردود مردود ہو ایک پل میں محمودؔ
تو چاہے تو بھوت بھی ولی ہو کفار کی صلبؔ میں نبی ہو
ہو کس سے بیان صفات تیری اے پاک ہے پاک ذات تیری

۱؎ تری ۱۲ ۲؎ خشکی ۱۲ ۳؎ اولادِ آدم ۱۲ ۴؎ عقل کی قید یعنی عقلمندی ۱۲ ۵؎ نظریں ۱۲ ۶؎ کھل گئی ۱۲ ۷؎ اڑنے والا ۱۲ ۸؎ پاک دروازہ (دربارِ خداوندی) ۱۲ ۹؎ نیک صالح ۱۲ ۱۰؎ پشت ۱۲

پوری مرے دل کی آرزو ہو دم جائے نکل تری ثنا میں	جب تک جیوں[۱] لب پہ تو ہی تو ہو اور نعت[۲] رسول مجتبا میں صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ رَفَعَ اَوْلِیَائَهٗ ذِكْرًا اَجْعَلَ لَهُمْ فِی الْحَیٰوةِ بُشْرٰی وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهٖ مُحَمَّدٍ اِمَامِ اَوْلِیَآئِهٖ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهِ الَّذِیْنَ هُمْ خُلَّصُ اَصْفِیَائِهٖ۔

اما بعد اولیاء اللہ کا ذکر موجب نزول رحمت ہونا ظاہر و باہر ہے محتاج دلیل نہیں اور ان کے واقعات کا مذاکرہ مورث[۳] محبت الٰہی و باعث حلاوۃ[۴] قلبی مفتقرالی البرہان[۵] نہیں۔ اسی لئے صلحاء سلف[۶] و خلف[۷] اس باب میں رسائل و کتب مدون[۸] کرتے چلے آئے ہیں اور آج تک یہی طریقہ جاری ہے چنانچہ منجملہ ان رسائل کے روض الریاحین فی حکایات الصالحین بھی ہے جس کے مصنف امام جلیل جرنیل ابی محمد عبداللہ بن اسعد یمنی یافعی ہیں۔ حضرت مصنف ممدوح کا تبحر[۹] فی الحدیث اور تقویٰ شہرۂ آفاق ہے۔ چونکہ یہ مستند کتاب عربی زبان میں تھی اور عربی خوانوں کے سوا اور کوئی نہیں مستفید ہو سکتا تھا اس لئے مناسب معلوم ہوا کہ اسے سلیس اردو زبان کا لباس پہنا کر شائقین کاشف[۱۰] العلوم کی خدمت میں خصوصاً اور دیگر اصحاب کے لئے عموماً پیشکش کیا جائے حق تعالیٰ کریم سے امید ہے کہ وہ ہمارے اس ارادے کو پورا فرمائے اور اسے مقبول و نافع فرما کر ہمارے لئے ذخیرہ سعادت اخروی کرے۔ آمین

۱؎ زندہ رہوں ۱۲ ۲؎ تعریف رسول ۱۲ ۳؎ اللہ کی محبت پیدا کرنیوالا ۱۲ ۴؎ دل کی شیرینی ۱۲ ۵؎ دلیل کا محتاج نہیں ۱۲ ۶؎ گذرے ہوئے ۱۲ ۷؎ بعد میں آنیوالے ۱۲ ۸؎ تالیف ۱۲ ۹؎ حدیث میں مہارت ۱۲ ۱۰؎ علوں کے طلب کرنے والے ۱۲

یارب العالمین بحق طٰہٰ ویٰسین

واضح ہو کہ ہم نے ترجمہ میں اصل مقصود کی رعایت رکھی ہے خصوصیات عنوان کا لحاظ نہیں رکھا اگر ہم محض لفظی ترجمہ کرتے تو شائقین کو لطف نہ آتا۔ کہیں ہم نے نظم کا ترجمہ کیا ہے کہیں ترک کر دیا ہے بجنسہٖ عربی اشعار لکھدیئے ہیں غرضکہ جہاں جہاں جیسا موقع و مناسب دیکھا ہے عملدرآمد کیا ہے۔

ذکر حضرت مصنف رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا نام عبداللہ ابن اسعد اور وطن آبائی آپ کا یمن ہے۔ مگر ہمیشہ حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً[1] ہی میں قیام پذیر رہے ہیں۔ مذہباً شافعی ہیں صاحب خوارق[2] و کرامات اور تصانیف کثیرہ ہیں۔ علوم ظاہری و باطنی کے جامع اور اپنے زمانے کے کبار[3] مشائخ سے تھے۔ آپ کے طریقہ کی نسبت حضرت غوث الثقلین سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ تک کئی واسطوں سے پہنچتی ہے۔ اپنی اکثر تصانیف میں جیساکہ تاریخ یافعی نشر المجالس روض الریاحین کہ جس کے ترجمہ کا اس وقت قصد ہے کرامات و خوارق[2] و احوال حضرت غوث پاک کا کثرت سے ذکر کیا ہے آپ جناب غوثیہ میں کمال اعتقاد و اخلاص رکھتے ہیں۔

وفات آپ کی یکم جمادی الاخریٰ روز شنبہ ۷۶۵ھ یا ۷۶۶ھ ہجری میں واقع ہوئی

مزار آپ کا مکہ معظمہ میں خواجہ فضیل عیاض رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے

---

[1] اللہ تعالیٰ ان دونوں کی عظمت و شرافت کو زیادہ کرے ۱۲
[2] عادت کے خلاف چیزیں ۱۲
[3] بڑے بزرگوں میں ۱۲

قریب ہے۔ قدس اللہ سرہٗ۔

کتاب کا خطبہ چونکہ نہایت طویل تھا اس لئے اُسے چھوڑ کر اصل مقصود کو پکڑ لیا ہے۔

مصنف کا اس تالیف سے مقصد

حضرت مصنف رحمۃ اللہ نے حمد و صلوٰۃ کے بعد فرمایا ہے کہ میں چونکہ اولیاء اور صالحین کی محبت کا خوگر[1] اور صوفیہ و عارفین اور اہلِ ذوق شوق و اہلِ خلوت و عزلت[2] کا عاشق و دلدادہ تھا اور عمدہ عمدہ کتب کا جو حقائق و دقائق[3] و احوال و اقوال و کرامات اولیاء سے لبریز ہوں شیفتہ و فریفتہ اس لئے مجھے ان کی محبت نے بمقتضائے مَنْ[4] اَحَبَّ الشَّيْءَ اَكْثَرَ ذِكْرَهٗ اس طرف متوجہ کیا کہ اُن کے ذکر میں ایک کتاب لکھوں کہ جس میں تمام اذکار و حکایات کا انتخاب اور بزرگوں کی کرامات و مقامات عالیہ کا لبِّ لباب[5] ہو اور ان کے کرامات و مقامات کیوں نہ ذکر کیئے جائیں کہ اُن کی ارواح میں جمالِ خداوندی کو بے حجاب[6] و بے نقاب دیکھتی ہیں اور اُن کی حکایات قلوب قاسیہ[7] کی حکایت بخش ہیں اور اُن کے حالات کی شراب ناب[8] تشنگانِ[9] محبت کی پیاس بجھانے والی ہے۔ میں یہ مستند حکایات محبین و عشاق اور جو اُس کی خوشبو سونگھنے والے ہیں اُن کی خدمت میں ہدیۃً پیش کرتا ہوں اور اس

---

[1] خوگر ۱۲ [2] گوشہ نشین ۱۲ [3] گہری باتیں ۱۲ [4] جو شخص جس چیز سے محبت رکھتا ہے وہ اس کو بکثرت یاد کرتا ہے ۱۲ [5] خلاصہ ۱۲ [6] بے پردہ ۱۲ [7] سخت دلوں ۱۲ [8] سرخ شراب (خوشگوار شراب) ۱۲ [9] محبت کے پیاسے ۱۲ +

کتاب کو روض الریاحین فی حکایات الصالحین سے مسمی اور نزھۃ النواظر و تحفۃ القلوب والحواضر فی حکایات الصالحین والاولیاء الاکابر سے ملقب کرتا ہوں۔

کن حضرات کی کتابوں سے مدد لی گئی

جن بڑے بڑے امام وفاضل اور بزرگوں کی کتابوں سے منتخب و ملخص[1] کر کے اس کتاب کو جمع کیا ہے منجملہ اُن کے یہ حضرات ہیں۔ جو ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

(۱) امام حجۃ الاسلام ابو حامد غزالی۔ (۲) امام استاذ ابوالقاسم قشیری (۳) امام شیخ شہاب الدین سہروردی۔ (۴) شیخ امام ابو عبداللہ محمد ابن ابراہیم خیبری۔ (۵) شیخ امام تاج الدین بن عطاء اللہ شاذلی سکندری (۶) شیخ ابوالعباس احمد بن علی القسطلانی۔ (۷) امام عالم ابوالفرج ابن جوزی۔ (۸) شیخ ابو عبداللہ محمد بن قدامہ مقدسی۔ (۹) شیخ امام عالم ابواللیث نصر محمد سمرقندی۔ (۱۰) امام ابوالعباس احمد بن علی معروف ابن الاطریانی رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

علاوہ ان دس حضرات کے اور بھی بہت سے بزرگوں کی تالیفات سے انتخاب کر کے پانچسو حکایتیں اس میں درج کی ہیں۔

ترتیب

مقصود کے علاوہ پانچ فصل اور ہیں جن میں سے دو فصل کو مقدمہ اور دو کو خاتمہ اور ایک کو خاتمۃ الخاتمہ قرار دیا ہے۔

[1] چن کر اور تلخیص کر کے ۱۲

مقدمہ کی پہلی فصل میں اولیاء صالحین فقراء و مساکین کے کچھ فضائل بیان کیے گئے ہیں۔ اور دوسرے میں اولیاء اور برگزیدہ لوگوں کی کرامات کا اثبات ہے خاتمہ کی پہلی فصل میں جواب اور رد منکرین[1] قضاء درج ہے جو بزرگوں کی حکایات کا انکار کرتے ہیں اور دوسرے میں فقراء و اولیاء کے عقائد کا ذکر ہے۔

خاتمۃ الخاتمہ میں کچھ ذکر جنت کے عجائبات کا ہے اور پھر کتاب کو خاتم الانبیاء و تاج الاصفیاء محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت شریف پر ختم کر دیا ہے۔

کن لوگوں کی حکایتیں درج کی گئی ہیں اور کیوں؟

اور ایسے لوگوں کی حکایات کو لکھا ہے کہ جو اولیاء اور صلحاء اور مشائخ صوفیہ و اہل دین و جذب و سالکین صادقین و صدیقین و فقراء مبارک ذات و مجاہدین و زاہدین و عابدین اُن حکایات سے انشاء اللہ تعالیٰ زاہد و عابد و اہل تقویٰ منتفع ہوں گے اور ارادتمندوں اور عقیدتمندوں کے دل قوی اور ثابت قدم ہوں گے چنانچہ تاج العارفین قطب العلوم سید الطائفہ ابو القاسم جنید قدس اللہ[2] روحہ و نور ضریحہ سے مروی ہے کہ اُن سے کسی نے سوال کیا کہ حضرت حکایات کے مذاکرہ[3] اور بزرگوں کے تذکرہ سے مریدوں کو کیا نفع ہوتا ہے فرمایا حکایات تو اللہ کے لشکروں میں سے ایک لشکر کے مثل ہیں کہ اُن سے مریدوں کے قلوب مطمئن اور ثابت قدم ہوتے ہیں سائل نے عرض کیا کہ حضرت اس کی کوئی دلیل بھی

---

[1] تقدیر اور خدائی فیصلے کے انکار کرنے والوں کی تردید ۱۲ [2] اللہ ان کی روح کو پاکیزہ بنائے اور ان کی قبر کو روشن کرے ۱۲ [3] ایک دوسرے سے ذکر کرنا ۱۲

ہے فرمایا! ہاں حق تعالیٰ فرماتا ہے وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنبَاءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهِ فُؤَادَكَ[1]۔

ایک واقعہ اور ایسے ہی شیخ صالح عارف کبیر ابو سلیمان دارانی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں ایک واعظ کی مجلس میں آیا اُس کے وعظ نے میرے دل میں اس وقت تو اثر کیا لیکن جب وعظ ختم ہو چکا تو دل میں کچھ بھی نہ تھا اُس کے بعد پھر گیا اور سُنا تو دل میں اس کا اثر راستہ تک باقی رہا بعد میں کچھ نہ رہا تیسری مرتبہ پھر سُنا تو راستہ میں بھی اثر تھا اور جب گھر آیا اُس وقت بھی اثر پایا پس میں نے اللہ تعالیٰ کی مخالفت اور معاصی کے سبب سامان توڑ چھوڑ ڈالے اور اللہ کا رستہ لے لیا۔ کہتے ہیں کہ اس حکایت کو جب شیخ عارف واعظ یحییٰ بن معاذ رازی رضی اللہ عنہ نے سُنا فرمایا کہ چڑیا نے کلنگ[2] کا شکار کر لیا۔

چڑیا سے مراد شیخ کا واعظ اور کلنگ سے ابو سلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ ہے اور مروی ہے کہ نیک بندوں کے ذکر کے وقت رحمت نازل ہوتی ہے۔

بغرض اختصار سندوں کا حذف اس کے بعد معلوم کرنا چاہئے کہ میں نے بنظر اختصار حکایات کی سندیں نہیں لکھیں اور نیز اس وجہ سے کہ ناظرین دو حال سے خالی نہیں۔ یا تو ان بزرگوں سے معتقد ہیں یا نہیں۔ اگر معتقد نہیں تو سند سے بھی کوئی نفع نہیں۔ اور اگر معتقد ہیں تو بغیر ذکر سند بھی فیضیاب ہوں گے۔ اور یہ حکایات مثل احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قوی سندوں پر موقوف بھی نہیں کیونکہ اُن سے کوئی حکم شرعی

---

[1] ہم تمام انبیاء کے حالات کو آپ پر بیان کریں گے جس سے آپ کے دل کو جما دیں ۱۲ [2] ایک مشہور پرندہ

مستنبط نہیں ہو سکتا بلکہ محض حکایات وعظیہ ہیں سو بہتر و مناسب یہی ہے کہ ان حکایات سے پند و فیض حاصل کریں اور انکار نہ کریں۔ کیونکہ شیوخ رضی اللہ عنہم نے فرمایا ہے کہ کم سے کم منکر کی سزا اور عقوبت یہ ہے کہ وہ اولیاء اللہ کی برکات سے محروم رہتا ہے کہ ایسے شخص پر سوء خاتمہ کا بھی خوف ہے۔ نعوذ باللہ من سوء الاقضاء۔

اللہ والوں کی محبت

شیخ عارف ابو تراب بخشی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب قلب اللہ تبارک وتعالیٰ سے اعراض اور روگردانی کی مخالفت کرتے کرتے خوگر ہو جاتا ہے تو اللہ کے بندوں کے پیچھے پڑتا اور اُن کا انکار کرتا ہے۔ شیخ عارف ابو الفوارس شاہ بن شجاع کرمانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ اولیاء اللہ کی محبت سے زیادہ افضل کوئی عبادت نہیں کیونکہ ان کی محبت اللہ عزوجل کی محبت کی علامت ہے۔ استاد ابو القاسم جنید رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ ہم کو جو علم اللہ کی طرف سے عطا ہوا ہے اس کی تصدیق کرنا بھی ولایت ہے۔ شیخ رضی اللہ عنہ کا مطلب یہ ہے کہ یہ ولایت صغریٰ ہے نہ ولایت کبریٰ۔

صوفیاء کرام کے مختلف مسلکوں کی تفصیل

میں کہتا ہوں کہ صوفیہ اصافیہ رضی اللہ عنہم کے مسلک میں لوگوں کی چار قسمیں ہیں۔

پہلی قسم تو وہ ہیں جو کہ صوفیہ کے علم کی تصدیق اُن کو حاصل ہے اور اُن کے طریقہ پاک کا اُن کو علم ہے اور اُن کے مشرب اور احوال سے ذوق بھی ہے۔

دوسری قسم وہ ہیں کہ اُن کو تصدیق مذکور اور علم مذکور تو حاصل ہے مگر دولت

ذوق نہیں۔

تیسری قسم وہ ہیں کہ اُن کو محض تصدیق ہے۔ علم اور ذوق سے محروم ہیں۔

چوتھی قسم وہ ہیں کہ نہ تصدیق ہے نہ علم نہ ذوق۔

یا اللہ ہم آپ سے بزرگوں کی برکات سے محرومی اور بے بہرہ ہونے سے پناہ مانگتے ہیں۔ اور مغفرت کے طالب ہیں۔ اللّٰھم آمین۔

اور یہ بات واضح رہے کہ یہ خاکسار اس کا معترف و مقر ہے کہ اُن کے احوال و ذوق سے بالکل خالی ہوں۔ اور اُن حضرات کی تحقیقات علمیہ سے جاہل اور اُن کے طریق پر چلنے سے عاجز مگر ہاں اُن کا دلدادہ اور شیفتہ ضرور ہوں اور ان کے صدق کا دل سے یقین رکھنے والا۔ (مترجم) اس مضمون کو کسی نے کیا خوب نظم کیا ہے ؎

اُحِبُّ الصّٰلِحِیْنَ وَلَسْتُ مِنْہُمْ		لَعَلَّ اللّٰہُ یَرْزُقُنِیْ صَلَاحًا

یعنی نیک بندوں سے محبت رکھتا ہوں اگرچہ ان میں سے نہیں ہوں۔ شاید اللہ تعالیٰ اُن کی محبت سے مجھے بھی نیکی نصیب فرمائے)۔

مقدمہ

اولیاء اللہ اور فقراء کے فضائل

پہلی فصل اُن آیات، احادیث و آثار میں جن سے اولیاء و فقراء کے فضائل ثابت ہوتے ہیں۔

آیات

کتاب اللہ میں ثبوت	اُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِیْنَ	اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ لوگ اُن کے ساتھ ہیں

اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْھِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّھَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیْقًا ذٰلِکَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰہِ وَکَفٰی بِاللّٰہِ عَلِیْمًا ۝	جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا ہے۔ اور وہ نبی صدیق۔ شہید اور نیک بندے ہیں۔ اور یہ لوگ (کیا ہی) اچھے ساتھی ہیں یہ اللہ کا فضل ہے اور اللہ ہی کا جاننا بس کرتا ہے۔
۲ اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ۝ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَکَانُوْا یَتَّقُوْنَ ۝ لَھُمُ الْبُشْرٰی فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ لَا تَبْدِیْلَ لِکَلِمٰتِ اللّٰہِ ذٰلِکَ ھُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ۝	اللہ تعالیٰ نے فرمایا آگاہ رہو جو خاصانِ خدا ہیں اُن پر نہ کچھ ڈر ہے اور نہ غمگین ہوں گے یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور ڈرتے رہے اُن کے لئے دنیا کی زندگی اور آخرت میں خوشخبری ہے نہیں بدلتیں اللہ کی باتیں یہی بڑی کامیابی ہے۔
۳ اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْھِمْ سُلْطٰنٌ۔	اور فرمایا کہ (اے ابلیس) جو میرے بندے ہیں اُن پر تیرا قابو نہیں۔
۴ وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا وَاِنَّ اللّٰہَ لَمَعَ الْمُحْسِنِیْنَ ۝	اور فرمایا جن لوگوں نے ہماری راہ میں مشقتیں اٹھائیں ہم انھیں اپنے رستے ضرور دکھائیں گے اور بیشک اللہ نیکوکاروں کے ساتھ ہے۔
۵ یُحِبُّھُمْ وَیُحِبُّوْنَہٗ	اور فرمایا اللہ تعالیٰ انھیں دوست

لہ اولیاء اللہ ۱۲ ؎ ۲ اچھا کام کرنے والے ۱۲ ؎

رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ	رکھتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کو دوست رکھتا ہے اور فرمایا۔ مسلمانوں میں کچھ مرد ایسے ہیں جنھوں نے اللہ کے عہد کو سچ کر دکھایا۔
۷ اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ	اور فرمایا۔ بیشک جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار تو اللہ ہے پھر اُسی عقیدہ پر جمے رہے ان پر فرشتے اُترتے ہیں کہ نہ خوف کرو اور نہ رنجیدہ ہو اور اُس جنت کا مژدہ[1] سنو جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے۔ ہم تمھارے دوست ہیں دنیا اور آخرت کی زندگی میں اور ہر شے تمھارے لئے موجود ہوگی جس کو تمھارا جی چاہے اور جو تم مانگو وہاں تمھارے لئے موجود ہے یہ بخشنے والے مہربان کی طرف سے بطور مہمانی کے ہے۔
۸ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اُمَّةٌ قَآئِمَةٌ يَّتْلُوْنَ اٰيٰتِ اللّٰهِ اٰنَآءَ الَّيْلِ وَهُمْ يَسْجُدُوْنَ يُؤْمِنُوْنَ	اور فرمایا۔ اہل کتاب میں کچھ ایسے بھی ہیں جو راتوں میں کھڑے پڑھتے رہتے ہیں اللہ کی آیتیں اور وہ سجدہ کرتے ہیں اللہ اور

[1] خوش خبری ۱۲

بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَیَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَیُسَارِعُوْنَ فِی الْخَیْرَاتِ وَاُولٰٓئِکَ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ ۝

پچھلے دن پر ایمان رکھتے ہیں اور نیک بات کا حکم کرتے ہیں اور بُری بات سے رُکتے اور نیک کاموں میں دوڑ پڑتے ہیں اور یہی لوگ نیک بندوں میں ہیں۔

۹ وَاصْبِرْ نَفْسَکَ مَعَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّھُمْ بِالْغَدٰوۃِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْھَہٗ وَلَا تَعْدُ عَیْنَاکَ عَنْھُمْ تُرِیْدُ زِیْنَۃَ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَہٗ عَنْ ذِکْرِنَا۔

اور فرمایا (ای محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے آپ کو اُن لوگوں کے ساتھ روکیں جو صبح شام اپنے رب کو پکارتے ہیں اور اُس کی رضامندی چاہتے ہیں اور تمھاری آنکھیں اُن سے نہ پھریں کہ آپ دنیا کی زندگی کی آرائش کے طالب ہو جائیں اور نہ اطاعت کیجے اُس کی جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل بنا دیا۔

۱۰ لِلْفُقَرَآءِ الَّذِیْنَ اُحْصِرُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ ضَرْبًا فِی الْاَرْضِ یَحْسَبُھُمُ الْجَاھِلُ اَغْنِیَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ تَعْرِفُھُمْ بِسِیْمَاھُمْ لَا یَسْئَلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا ۝

اور فرمایا خرچ کیا کرو اُن مفلسوں پر جو اللہ کی راہ میں روکے ہوئے ہیں زمین میں چل پھر نہیں سکتے انجان انھیں بے سوالی کی وجہ سے مالدار سمجھے آپ انھیں اُن کی صورت سے پہچان جائیں گے وہ لوگوں سے لپٹ کر نہیں مانگتے۔

ان آیتوں کے علاوہ اور بہت سی آیتیں ہیں جن سے فقرا و اولیاء کے فضائل ثابت ہوتے ہیں مگر ہم ان دس ہی آیتوں پر بس کرتے ہیں۔

احادیث

اولیاء و فقراء رحمتِ عالم کی نظر میں

فقراء اور اولیاء کے فضائل میں یوں تو بے شمار حدیثیں وارد ہوئی ہیں مگر ہم یہاں صرف ان حدیثوں پر اکتفا کرتے ہیں۔

اہل اللہ سے عداوت خدا سے لڑائی مول لینی ہے

لہ رُوِیْنَا فِیْ صَحِیْحِ الْبُخَارِیِّ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی قَالَ مَنْ عَادٰی لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتُهٗ بِالْحَرْبِ وَمَا تَقَرَّبَ اِلَیَّ عَبْدِیْ بِشَیْءٍ اَحَبَّ اِلَیَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَیْهِ وَمَا یَزَالُ عَبْدِیْ یَتَقَرَّبُ اِلَیَّ

صحیح بخاری میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے جو میرے ولی سے عداوت باندھے تو میں اُسے اپنے سے لڑائی کی اطلاع دیتا ہوں اور جن عملوں سے میرا بندہ مجھ سے قُرب طلب کرتا ہے ان میں سے زیادہ محبوب میرے نزدیک وہ عبادتیں ہیں جو میں نے اس پر فرض کی ہیں اور جب ہمیشہ میرا بندہ نوافل لہ کے ذریعہ سے میرا

لہ نوافل سے مراد نافلہ عبادات مراد ہیں خواہ وہ مالی ہوں یا بدنی ۱۲

بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی اُحِبَّهٗ فَاِذَا اَحْبَبْتُهٗ کُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِیْ یَسْمَعُ بِهٖ وَبَصَرَهُ الَّذِیْ یُبْصِرُ بِهٖ وَیَدَهُ الَّذِیْ یَبْطِشُ بِهَا وَرِجْلَهُ الَّذِیْ یَمْشِیْ بِهَا وَاِنْ سَاَلَنِیْ اَعْطَیْتُهٗ وَلَئِنِ اسْتَعَاذَنِیْ لَاُعِیْذَنَّهٗ۔	قرب طلب کرتا ہے تو میں اُسے چاہنے لگتا ہوں اور جب میری محبت بڑھتی ہے تو میں اس کا کان ہو جاتا ہوں کہ وہ اُس سے سُنتا ہے اور اُسکی آنکھ ہو جاتا ہوں کہ اس سے دیکھتا ہے اور اُس کا ہاتھ ہو جاتا ہوں کہ اُس سے پکڑتا ہے اور اُس کا پاؤں ہو جاتا ہوں کہ اس سے چلتا ہے اور اگر کچھ مجھ سے مانگتا ہے تو دیتا ہوں اور جو پناہ چاہتا ہے پناہ دیتا ہوں
۲ رُوِیْنَا فِیْ صَحِیْحِ مُسْلِمٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَیْضًا رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رُبَّ اَشْعَثَ اَغْبَرَ مَدْفُوْعٍ بِالْاَبْوَابِ لَا یُؤْبَهُ لَهٗ لَوْ اَقْسَمَ عَلَی اللّٰهِ لَاَبَرَّهٗ۔	صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بہت سے ایسے شخص ہیں کہ پریشان بال میلے کچیلے۔ دروازوں سے ڈھکیلے گئے ہیں کہ کسی کو اُن کی کچھ پرواہ نہیں (اور اللہ کے نزدیک انکا ایسا مرتبہ ہے کہ) اگر اللہ پر اَڑ کر کسی بات کیلئے قسم کھا بیٹھیں تو اللہ ضرور اُنکی قسم کو سچی کر دے
لوگوں میں افضل ۳ رُوِیْنَا فِی الصَّحِیْحَیْنِ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ	صحیحین میں ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہا ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ

أَیُّ النَّاسِ أَفْضَلُ قَالَ مُؤْمِنٌ یُّجَاهِدُ بِنَفْسِهٖ وَمَالِهٖ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ تَعَالٰی قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ ثُمَّ رَجُلٌ یَّعْتَزِلُ فِیْ شِعْبٍ مِّنَ الشِّعَابِ یَعْبُدُ رَبَّہٗ وَفِیْ رِوَایَۃٍ یَتَّقِی اللّٰہَ وَیَدَعُ النَّاسَ مِنْ شَرِّہٖ۔

لوگوں میں افضل کون ہے۔ فرمایا افضل تو وہ ہے جو اپنی جان و مال سے اللہ کی راہ میں جہاد کرے۔ عرض کیا یا رسول اللہؐ پھر کون ہے فرمایا وہ جو کسی غار میں سب سے علیحدہ ہو کر جا بیٹھے اور اپنے پروردگار کی عبادت کرے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ سے ڈرے اور لوگوں کو اپنے شر سے بچاوے۔

مترجم۔ صوفیہ کرام نے یہیں سے تو لیا ہے کہ جو خلوت (گوشہ نشینی) اختیار کرے اُسے چاہیئے کہ اپنے دل میں یہ سمجھے کہ میں لوگوں کو اپنے شر (برائی) سے بچاتا ہوں اور یہ خیال بھی نہ کرے کہ میں خود مکروہات سے بچتا ہوں کیونکہ یہ بات عُجب کی طرف دوڑاتی ہے سبحان اللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا عمدہ علاج ارشاد فرمایا ہے۔

ایمان والوں کے اوصاف و فضائل

ایک دوسری حدیث کے مضمون کو کسی نے کیا خوب نظم کیا ہے۔ جسے ہم بجنسہٖ درج ذیل کرتے ہیں :-

أَخَصُّ النَّاسِ بِالْاِیْمَانِ عَبْدٌ
خَفِیْفُ الْحَاذِ مَسْکَنُہُ الْقِفَارُ

لَہٗ فِی اللَّیْلِ حَظٌّ مِّنْ صَلٰوۃٍ
وَّمِنْ صَوْمٍ اِذَا طَلَعَ النَّهَارُ

وَقُوْتُ النَّفْسِ یَاْتِیْ فِیْ کَفَافٍ
وَکَانَ لَہٗ عَلٰی ذَاکَ اصْطِبَارُ

وَفِیْهِ عِفَّۃٌ وَّبِهٖ خُمُوْلٌ
اِلَیْهِ بِالْاَصَابِعِ لَا یُشَارُ

وَقَلَّ الْبَاکِیَاتُ عَلَیْهِ لَمَّا
قَضٰی نَحْبًا وَّلَیْسَ لَہٗ یَسَارُ

ترمذی و ابن ماجہ و مسند احمد عن ابی امامہ رض جامع صغیر جلد ۱ ص ۱۲۰

وَلَمْ تَمَسَّهُ يَوْمَ الْبَعْثِ نَارٌ	فَذٰلِكَ قَدْ نَجَا مِنْ كُلِّ شَرٍّ

ترجمہ۔ یعنی لوگوں میں ایمان اُسی کا حصّہ ہے جو ہلکا کم سامان والا ہو۔ اور خلوت میں رہے رات کو نماز دن بسے اور دن کو روزہ بسے اُسے حصہ ملا ہو۔ اور روزی اُسے بقدر حاجت ملتی ہو اور وہ اُس پر قانع ہو۔

اور اُس میں عفّت و پاکدامنی اعلیٰ درجہ کی ہو اور ایسا گمنام ہو کر لوگوں کی انگلیاں اُس کی طرف نہ اٹھتی ہوں۔ اور جو مرے تو اُس پر رونے والیاں بھی کم ہوں اور ترکہ کا نام و نشان نہ ہو۔ ایسا شخص ہر شر سے نجات پا گیا اور قیامت کو اُسے آگ نہ چھوئے گی۔

دنیا میں زندگی کس طرح گذاری جائے

فِي صَحِيْحِ الْبُخَارِيِّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ أَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَنْكِبِيْ وَقَالَ كُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيْبٌ أَوْ عَابِرُ سَبِيْلٍ۔

صحیح بخاری میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے شانے کو پکڑ کر فرمایا کہ دنیا میں مسافر اور راہ گیر جیسا رہ۔

وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ إِذَا أَمْسَيْتَ فَلَا تَنْتَظِرِ الصَّبَاحَ وَإِذَا أَصْبَحْتَ فَلَا تَنْتَظِرِ الْمَسَاءَ وَخُذْ مِنْ صِحَّتِكَ

اور ابن عمر رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے کہ جب تو شام کرے تو صبح کا انتظار نہ کر اور جب صبح کرے تو شام کا انتظار نہ کر (یعنی موت کے لئے ہر وقت مستعد رہ) اور اپنی تندرستی میں

لِمَرَضِكَ وَمِنْ حَيَاتِكَ لِمَوْتِكَ

اپنی بیماری کیلئے اور اپنی زندگی میں موت کیلئے سامان کرو

مساکین جنت میں پہلے داخل ہوں گے

رُوِّيْنَا فِيْ كِتَابِ التِّرْمِذِيِّ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُ الْفُقَرَاءُ الْجَنَّةَ قَبْلَ الْأَغْنِيَاءِ بِخَمْسِمِائَةِ عَامٍ

ترمذی میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ فقراء و مساکین اغنیاء سے پانچ سو برس پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔

میں نے ایک صاحب ولی کو وجد و حال میں دیکھا کہ وہ یہ شعر رو رو کر کہہ رہا تھا

قَالَ لَنَا حَبِيْبُنَا ۔۔۔ اَلْيَوْمَ لَهُمْ غَدًا لَنَا

یعنی ہمارے حقیقی محبوب نے ہمیں یہ کہدیا ہے کہ آج کا دن تو اُن کا ہوا اور کل کا دن ہمارا ہے

جنت میں مساکین کی کثرت

رُوِّيْنَا فِي الصَّحِيْحَيْنِ عَنْ أُسَامَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قُمْتُ عَلٰى بَابِ الْجَنَّةِ فَكَانَ عَامَّةُ مَنْ دَخَلَهَا الْمَسَاكِيْنَ وَأَصْحَابُ الْجَدِّ مَحْبُوْسُوْنَ غَيْرَ أَنَّ أَهْلَ النَّارِ قَدْ أُمِرَ بِهِمْ

صحیحین میں اسامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں جو جنت کے دروازہ پر کھڑا ہوا تو دیکھا کہ اکثر اس کے داخل ہونیوالے مساکین ہیں اور تونگر (مالدار) سب مقید و محبوس (گھرے ہوئے) ہیں مگر جو اُن میں جہنم کے قابل تھے اُنھیں جہنم میں لے جاتے کا

اِلَی النَّارِ وَقُمْتُ عَلٰی بَابِ النَّارِ فَاِذَا عَامَّۃُ مَنْ دَخَلَھَا النِّسَاءُ۔

حکم ہوگیا تھا اور جہنم کے دروازہ پر کھڑا ہوا تو دیکھا کہ اکثر داخل ہونے والے اسکے عورتیں ہیں

فقراء کا مرتبہ نگاہ نبوی میں

رُوِّیْنَا فِی الصَّحِیْحَیْنِ اَیْضًا عَنْ سَھْلِ ابْنِ سَعْدِ السَّاعِدِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ مَرَّ رَجُلٌ بِالنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِرَجُلٍ جَالِسٍ عِنْدَہٗ مَا رَاْیُکَ فِیْ ھٰذَا فَقَالَ رَجُلٌ مِّنْ اَشْرَافِ النَّاسِ ھٰذَا وَاللّٰہِ حَرِیٌّ اِنْ خَطَبَ اَنْ یُّنْکَحَ وَاِنْ شَفَعَ اَنْ یُّشَفَّعَ فَسَکَتَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثُمَّ مَرَّ رَجُلٌ اٰخَرُ فَقَالَ لَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا رَاْیُکَ فِیْ ھٰذَا فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ھٰذَا رَجُلٌ مِّنْ فُقَرَاءِ الْمُسْلِمِیْنَ ھٰذَا حَرِیٌّ اِنْ خَطَبَ اَنْ لَّا یُنْکَحَ وَاِنْ

صحیحین میں سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک شخص حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہو کر گذرا تو حضورؐ نے ایک شخص سے پوچھا جو آپ کے قریب بیٹھا تھا کہ تیرے نزدیک یہ شخص کیسا ہے اس نے عرض کیا یہ شریف لوگوں میں سے ہے اور قسم ہے اللہ کی یہ اس لائق ہے اگر پیغام بھیجے تو فوراً نکاح کر دیا جائے اور سفارش کرے تو قبول کی جائے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سن کر سکوت فرمایا پھر ایک اور شخص گذرا آپ نے پوچھا یہ کیسا ہے اس نے عرض کیا یا رسول اللہؐ یہ فقراء مسلمین سے ایک فقیر ہے اور یہ ایسا ہے کہ اگر کہیں پیام بھیجے تو کوئی قبول نہ کرے اور جو کسی کی

شفع أن لا يشفع وإن قال
لا يسمع لقوله فقال رسول الله
صلى الله عليه وسلم هذا خير
من ملء الأرض مثل هذا

اچھے اور برے ہمنشین

روينا في الصحيحين أيضا
عن أبي موسى
الأشعري رضي الله عنه أن
النبي صلى الله عليه وسلم قال
إنما مثل الجليس الصالح و
جليس السوء كحامل المسك
ونافخ الكير فحامل المسك
إما أن يحذيك وإما أن
تبتاع منه وإما أن تجد منه
ريحا طيبة ونافخ الكير إما
أن يحرق ثيابك وإما أن تجد
منه ريحا منتنة

اللہ کے لیے دوستی

في كتاب الترمذي
عن معاذ بن جبل

سفارش کرے تو کوئی نہ سُنے اور اگر بات کرے تو کوئی خیال نہ کرے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سُن کر فرمایا کہ یہ ایسا ہے اگر پہلے جیسے آدمی سے سارا عالم بھر جائے تو اُن سب سے یہ اچھا ہے

صحیحین میں ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اچھے ہمنشین (شریک مجلس) کی مثال مشک والے کی سی ہے اور بُرے ہمدم کی مثال بھٹی دھونکنے والے کی۔ مشک والا یا تو کچھ دیدے گا یا تو خود اُس سے کچھ خریدے گا اور یا خوشبو ہی سے منتفع ہو گا اور بھٹی والا یا کپڑے پھونک دے گا یا بدبو سے دماغ خراب کرے گا (یعنی نیک ہر حال میں نافع ہے اور بد صحبت ہر وقت مضر (نقصان دہ) ہے)۔

ترمذی میں معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے

رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ قَالَ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ اَلْمُتَحَابُّوْنَ فِیْ جَلَالِیْ لَھُمْ مَنَابِرُ مِنْ نُوْرٍ یَغْبِطُھُمُ النَّبِیُّوْنَ وَالشُّھَدَاءُ قَالَ التِّرْمِذِیُّ حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ وَفِیْ مُوَطَّا الْاِمَامِ مَالِکٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہُ بِاِسْنَادِہِ الصَّحِیْحِ یَقُوْلُ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی وَجَبَتْ مُحَبَّتِیْ لِلْمُتَحَابِّیْنَ فِیَّ وَالْمُتَجَالِسِیْنَ فِیَّ وَالْمُتَزَاوِرِیْنَ فِیَّ وَالْمُتَبَاذِلِیْنَ فِیَّ۔

روایت ہے کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو لوگ آپس میں ایک دوسرے سے میرے واسطے دوستی رکھتے ہیں اُن کے لئے قیامت میں نور کے منبر ہونگے اُن کے درجہ پر انبیاء اور شہداء بھی رشک کریں گے (یعنی یہ کہ ایسی ہی نعمت میسر آئے) اور موطا مالک (راضی رہے اللہ تعالیٰ اُنسے) بسند صحیح سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میری محبت اُن کے لئے واجب ولازم ہوگئی ہے جو آپس میں میرے واسطے محبت رکھتے اور میرے لئے ایک دوسرے کی زیارت کرتے اور ملتے ہیں اور میری ہی وجہ سے آپس میں دیتے لیتے ہیں۔

قیامت کے دن سایہ خداوندی میں جگہ پانیوالے

رُوِّیْنَا فِی الصَّحِیْحَیْنِ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

صحیحین میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ .... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے

قَالَ سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللّٰهُ تَحْتَ ظِلِّهٖ اِمَامٌ عَادِلٌ وَّشَابٌّ نَشَاءَ فِیْ عِبَادَةِ اللّٰهِ تَعَالٰی وَرَجُلٌ قَلْبُهٗ مُعَلَّقٌ بِالْمَسْجِدِ وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِی اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ اِجْتَمَعَا عَلَیْهِ وَافْتَرَقَا عَلَیْهِ وَرَجُلٌ دَعَتْهُ امْرَأَةٌ ذَاتُ مَنْصَبٍ وَّجَمَالٍ فَقَالَ اِنِّیْ اَخَافُ اللّٰهَ تَعَالٰی وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَاَخْفَاهَا حَتّٰی لَا تَعْلَمَ مَا تُنْفِقُ یَمِیْنُهٗ وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللّٰهَ خَالِیًا فَفَاضَتْ عَیْنَاهُ۔

کہ سات شخص ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انھیں اُس روز اپنے سایہ میں جگہ دے گا جس روز اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کا سایہ نہ ہوگا (۱) بادشاہ عادل (۲) وہ جوان جس نے اپنی پیاری عمر عبادت میں صرف کر ڈالی (۳) مسجد سے دل لگانے والا۔ (۴) وہ دو شخص جو اللہ کے واسطے آپس میں دوستی اور محبت رکھتے ہیں جب ملتے ہیں تو اسی واسطے ملتے اور جب علیحدہ ہوتے ہیں تو اسی دھن میں ہوتے ہیں (۵) وہ شخص کہ جسے کوئی حسین و جمیل نامدار عورت بدکاری کے واسطے بلاوے اور وہ یہ کہکر اس کی طرف رُخ نہ کرے کہ میں تو اپنے اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں (۶) وہ جو صدقہ دے کر اُسے ایسا چھپا دے کہ دائیں ہاتھ کی خرچ کرنے کی بائیں کو خبر نہ ہو (۷) جو اللہ تعالیٰ کو تنہائی میں یاد کرے اور اُس کی آنکھیں آنسوؤں سے بہہ جاویں۔

یہ دس حدیثیں فضائل اولیاء میں سب صحیح ہیں چنانچہ واضح ہے اور چند حدیثیں ہم اور ذکر کرتے ہیں کہ اُن کو بھی ائمہ حدیث نے اپنی اپنی کتاب میں مع سند ذکر کیا ہے۔

ابدال اور ان کی تعداد

(حدیث) انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے

مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری اُمت کے چالیس[۱] ابدال ہیں بائیس ۲۲ اُن میں سے شام میں اور اٹھارہ ۱۸ عراق میں۔ جب اُن میں سے کوئی وفات پاتا ہے تو اُس کی جگہ اللہ تعالیٰ دوسرے کو قائم فرما دیتا ہے۔ جب قیامت آئے گی سب فوت ہوجاویں گے۔

چند مخصوص بندے اور اُن کے احوال

(حدیث) ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے تین سو بندے ایسے ہیں کہ اُن کے دل آدم علیہ السلام کے دل کی مثل ہیں اور چالیس[۱] بندے ایسے ہیں کہ اُن کے دل ابراہیم علیہ السلام کے قلب مقدس کی مانند ہیں اور پانچ شخص ایسے ہیں کہ اُن کے دل جبریئل علیہ السلام کے دل کے قریب ہیں اور تین شخص اِس قسم کے ہیں کہ اُن کے دل میکائیل علیہ السلام کے قلب کے موافق ہیں اور ایک بندہ ایسا ہے کہ اُس کا دل اسرافیل علیہ السلام کے دل جیسا ہے جب ان میں سے یہ ایک مرجاتا ہے اللہ تعالیٰ اُس کی جگہ تین والوں میں سے ایک کو قائم کر دیتا ہے اور جب کوئی ان تین میں سے وفات پاتا ہے تو پانچ میں سے ایک کو خلیفہ بنا دیتا ہے۔ اور جب پانچ میں سے کوئی انتقال کرتا ہے تو حق تعالیٰ سات میں سے کسی کو اُس کا نائب بنا دیتا ہے اور جب سات میں سے کوئی راہی ہوتا ہے تو چالیس[۱] میں سے کسی کو اُس کی جگہ تفویض (سپرد) فرماتا ہے۔ اور جب اُن چالیس[۱] میں سے بھی کوئی موت کا جام پیتا ہے تو تین سو میں سے کسی کو اُس کا جانشین بنایا جاتا ہے

[۱] یہ ایک مخصوص لقب ہے ۱۲ ؏

اور جس وقت اُن تین سو میں سے کوئی رحلت کرتا ہے تو عام مخلوق میں سے کسی کو برگزیدہ کر کے اُس کے قائم مقام فرمایا جاتا ہے اور وہ ایسے متبرک لوگ ہیں کہ اُن کی برکت سے حق تعالیٰ اُمتِ محمدیہ سے بلا کو دفع فرماتا ہے۔

جاننا چاہیئے کہ اس حدیث میں جو ایک بندہ کا ذکر حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اس سے مراد قطب ہے اور وہ غوث بھی ہوتا ہے اور اُس کا مرتبہ اور منزلت اور اولیاء میں ایسی ہی ہوتی ہے جیسے دائرہ میں نقطہ کہ جو مرکز دائرہ ہوتا ہے تمام عالم کا انتظام اُسی کے متعلق ہوتا ہے

قلبِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم

اور بعض بزرگوں نے فرمایا ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے منجملہ قلوب انبیاء اور ملائکہ کے اپنے قلب مبارک کو اس لیئے ذکر نہ فرمایا کہ آپ کے قلب پُرنور کی مثل تو قادر مطلق نے عالم میں کسی کے قلب کو شرافت اور لطافت میں پیدا ہی نہیں فرمایا تھا۔ تمام انبیاء علی نبینا وعلیہم السلام اور کل ملائکہ کے قلوب محبوب خدا سرور کائنات خلاصۂ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب طاہر مطہر کے سامنے ایسے ہیں جیسے ستارے آفتاب کے روبرو صلوات اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین۔

شیخ عارف ابو الحسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ حق تعالیٰ نے تمام قلوب کی طرف نظر فرمائی تو کسی قلب کو سوائے قلب پاک سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنی طرف زیادہ مائل اور متوجہ نہ پایا اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کا شرف عطا فرمایا تاکہ رویۃ اور ہم کلامی باہم جلد ہو۔

انبیائے کرام کی ارواح

اور شیخ کامل غریق بحر معارف و توحید[1] ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تمام انبیاء علیہم السلام کی ارواح[2] میدان معرفت میں دوڑے ہیں اُن سب میں ہمارے نبی پاک محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مقدس ہی آگے بڑھکر بستانِ وصال ربانی[3] تک قدم زن ہوئی۔

ابدال، نجیب، عصائب، نقیب اور اوتاد

(حدیث) علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ ابدال شام میں ہیں۔ نجیب مصر میں اور عصائب عراق میں نقیب خراسان میں۔ اوتاد تمام زمین میں اور حضرت خضر علیہ السلام سب کے سردار و امیر ہیں۔

اور خضر علیہ السلام سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ تین سو اولیاء نشتر نجیب ہیں۔ اور زمین میں چالیس اوتاد دس نقیب سات عارف اور تین مختار ہیں اور ایک اُن میں سے غوث ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہم وانا اجمعین۔

ابدال

ابودرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے چند بندے ہیں کہ اُنھیں ابدال کہتے ہیں۔ اور جو مرتبہ اُنھیں نصیب ہوا ہے وہ روزہ، نماز، خشوع وخضوع، حسن ظاہری سے نہیں ہوا بلکہ خالص تقویٰ، نیتِ حسنہ اور سلامتِ صدر اور تمام مسلمانوں پر رحمت کی وجہ سے ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اُنھیں اپنے علم کے ساتھ برگزیدہ فرماکر اپنی ذات پاک

[1] معرفت و توحید کے سمندر میں غرق رہنے والے ۱۲ [2] ارواح روح کی جمع ۱۲ [3] اللہ تعالیٰ سے ملنے کا باغ ۱۲ [4] قدم رکھا ۱۲

کے لئے خالص بنایا ہے اور وہ چالیس آدمی ہیں کہ اُن کے قلب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قلب جیسے ہیں جو اُن میں سے مرتا ہے اللہ تعالیٰ اُن کی جگہ دوسرے کو خلیفہ بنا دیتا ہے وہ نہ کسی کو گالی دیتے نہ کسی کو بُرا کہتے ہیں نہ اپنے سے چھوٹوں کو ستاتے اور حقیر سمجھتے ہیں اور نہ اپنے سے بڑوں پر حسد کرتے ہیں خیر میں سب سے اچھے ہیں۔ اُن کی طبیعت سب سے زیادہ نرم اور سب سے زیادہ سخی ہے۔ تیز رو گھوڑے تند ہوائیں باوصف اپنی تیزی کے اُن کے مرتبہ کو نہیں پا سکتے۔ اُن کے قلوب نیکیوں کی طرف مبادرت (جلدی) کرنے میں بڑی اونچی چھتوں پر صعود کرتے ہیں (یعنی چڑھتے ہیں)۔ یہی لوگ اللہ کے گروہ ہیں آگاہ رہو کہ اللہ کا گروہ ہی فلاح پانے والا ہے۔

سب سے زیادہ عقلمند

براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے چند خاص بندے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انھیں جنتوں میں سب سے بلند جنت میں رکھے گا۔ اور وہ لوگ سب سے زیادہ عقلمند ہیں

راوی حدیث کہتے ہیں کہ ہم سب نے عرض کیا کہ وہ سب سے زیادہ عقلمند کس طرح ہوں گے۔ فرمایا اس طرح کہ اُن کی تمام سعی (کوشش) و ہمّت (توجّہ) اللہ ہی کی طرف ہے اور اُن کی تمام کوششوں کا خلاصہ اللہ کی رضامندی ہے۔ وہ دنیا اور اُس کی فضولیوں اور اُس کی ریاست اور عیش (آرام) سے بالکل بے رغبت ہو گئے ہیں اُن کے نزدیک دنیا بالکل حقیر ہے انھوں نے اس دنیا میں تھوڑے دنوں تو مصیبتوں اور مشقتوں پر صبر کیا پھر غیر متناہی

(نہ ختم ہونے والے) زمانہ میں راحت اٹھا رہے ہیں۔

فقراء کا شکوہ خدمتِ نبوی میں

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فقراء نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ مبارک میں ایک قاصد بھیجا اُس نے خدمتِ اقدس میں عرض کیا کہ میں فقراء کا قاصد ہوں۔ آپ نے فرمایا تو جن کا قاصد ہے میں انھیں دوست رکھتا ہوں۔ پھر اُس نے عرض کیا کہ فقراء نے آپ کی خدمت میں یہ عرض کیا کہ تمام خیر اغنیاء ہی کے حصہ میں آگئی اور ہم محروم رہ گئے۔ ایک روایت میں اس طرح آیا ہے کہ کہا یا رسول اللہ جنت تو اغنیاء ہی نے حاصل کر لی وہ حج کرتے ہیں اور ہم اُس پر قادر نہیں، وہ خیرات دیتے ہیں اور ہم کو اس پر دسترس (قدرت) نہیں، وہ غلام آزاد کرتے ہیں اور ہمیں استطاعت نہیں۔ وہ جب مریض ہوتے ہیں اپنے مال کو ذخیرہ بناتے ہیں (یعنی صدقہ و خیرات کرتے ہیں)۔

حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سن کر ارشاد فرمایا۔ میری طرف سے فقراء سے کہدو کہ تم میں جو صابر اور ثواب کی نیت رکھتے ہیں اُن کے لئے خاص ایسے تین درجے ہیں جو اغنیاء کے لئے نہیں۔ پہلا درجہ تو یہ ہے کہ جنت میں کچھ دریچے یاقوت احمر (سرخ پتھر) کے ہیں اور وہ اس قدر بلند واقع ہیں کہ جنت والے انھیں ایسا دیکھیں گے جیسے دنیا والے آسمان کے تارے اور ان میں سوائے نبی یا فقیر یا شہید فقیر یا مومن فقیر کے اور کوئی نہ جائے گا۔
دوسرا درجہ یہ ہے کہ فقراء اغنیاء سے پانسو برس پہلے جنت میں جائیں گے
تیسرا درجہ یہ ہے کہ جب فقیر سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ

اِلَّا اللہُ وَ اللہُ اَکْبَرُ۔ اخلاص کے ساتھ کہتا ہے اور غنی بھی اُس کے مثل کہتا ہے تو یہ غنی فقیر کی فضیلت اور ثواب کو نہ پہنچے گا اگرچہ غنی ان کلمات کے ساتھ دس ہزار درم بھی خرچ کر دے۔ اور کُل نیک عملوں میں اسی طرح قیاس کر لو۔ جب قاصد نے انھیں یہ خبر پہنچائی تو سب کے سب (مارے خوشی کے) پکار اٹھے کہ اے اللہ ہم راضی ہیں ہم راضی ہیں۔

فقراء سے تعلّق اور اس کا فائدہ

حسن بصریؒ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فقراء سے جان پہچان زیادہ رکھا کرو اور اُن کے ساتھ سلوک کیا کرو کیونکہ ان کے لئے بڑی دولت ہے۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ وہ دولت کیا ہے؟ فرمایا جب قیامت کا دن ہوگا انھیں کہدیا جائے گا کہ جس نے تمھیں ایک ٹکڑا روٹی کا کھلایا ہو یا ایک کپڑا پہنایا ہو۔ یا ایک گھونٹ پانی دیا ہو اُسے تلاش کرو اور ہاتھ پکڑ کر جنت میں لیجاؤ۔ اور نیز حسن بصری رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن بندہ فقیر اللہ تعالیٰ کے پاس لایا جائے گا تو وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے ایسی معذرت کرے گا جیسا کہ آدمی آدمی سے معذرت کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میری عزت وجلال کی قسم میں نے تجھ سے دنیا اس لئے علیحدہ نہیں رکھی کہ تو میرے نزدیک ذلیل تھا بلکہ اس لئے کہ میں نے تیرے لئے بڑی بڑی فضیلتیں عطائیں تیار کی ہیں۔ اور یہ صفیں جو سامنے کھڑی ہیں ان میں جاکر جس نے تجھے کچھ کھلایا پلایا پہنایا ہو اُس کا ہاتھ پکڑ وہ تیرا ہے جو اُسے چاہے کر۔ اُس وقت سب لوگوں کی یہ حالت ہو گی کہ پسینہ اُن کے مُنھ تک آیا ہوا ہو گا۔ وہ یہ ارشاد سُن کر صفوں میں گھسے گا

اور اُن لوگوں کو تلاش کر کے ہاتھ پکڑ کر بہشت میں اپنے ساتھ لے جائے گا۔

انس رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح مروی ہے۔

آخرت میں حصہ والے

اور مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ موسیٰ! میرے بعض بندے ایسے ہیں اگر وہ مجھ سے ساری جنت کا سوال کر بیٹھیں تو میں انھیں دیدوں۔ اور جو دنیا میں سے کچھ مانگیں تو ہرگز نہ دوں۔ اور یہ نہ دینا اس لیے نہیں کہ وہ میرے نزدیک ذلیل ہیں بلکہ اُس وجہ سے کہ میں چاہتا ہوں کہ آخرت میں اُس کے لئے اپنی عطائیں ذخیرہ کردوں اور دنیا سے اُسے ایسا بچاؤں جیسا کہ چرواہا اپنی بکریوں کو بھیڑیوں سے بچاتا ہے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر شے کی ایک کنجی ہے اور جنت کی کنجی مساکین، فقراء صادقین صابرین کی محبت ہے۔ وہ قیامت کے دن اللہ کے ہمنشین (ساتھ بیٹھنے والے) ہوں گے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا

اور مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ مجھے مسکین ہی زندہ رکھ اور مسکین ہی مار اور مسکینوں ہی کے گروہ میں میرا حشر کر۔

میں کہتا ہوں کہ یہ حدیث مساکین کے فضائل میں کافی ہے اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرماتے کہ مساکین کا میرے گروہ میں حشر فرما تو بھی اُن کی فضیلت میں بس تھا اور جب خود بدولت یہ فرمائیں کہ میرا حشر مساکین کے گروہ میں ہو تو اُن کی فضیلت و مراتب کی پھر کیا انتہا۔

جن کے دلوں میں نور واقع ہوتا ہے

مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا کہ نور جب انسان کے دل میں واقع ہوتا ہے تو اُس وقت اُس کا سینہ کھل کر کشادہ ہو جاتا ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا حضورؐ کوئی پہچان؟ فرمایا اس کی یہ پہچان ہے کہ ایسا آدمی دارِ غرور (دنیا) سے بھاگتا اور دارِ خلود (آخرت) کی طرف رجوع ہوتا اور موت کے آنے سے پہلے اُس کی تیاری کرتا ہے۔

میں کہتا ہوں اس حدیث کے موافق یہ نور اُسے میسر ہوگا جو دنیا کے اندر بے رغبت ہو۔

عقلمند اور بے وقوف

ترمذی میں شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عقلمند وہ آدمی ہے جو اپنے نفس سے حساب کتاب کرتا ہے اور آخرت کے لئے عمل کرے۔ اور عاجز و بے عقل وہ ہے جو اپنے نفس کو خواہشوں کی طرف لگائے اور باایں ہمہ اللہ تعالیٰ سے اپنی تمناؤں کے پورے کرنے کا منتظر رہے۔

مالدار و فقیر کے صدقہ میں فرق

زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی مالدار اپنے مال سے ایک لاکھ درہم نکال کر صدقہ دے اور کوئی فقیر ایسا ہو کہ جس کے پاس دو ہی درہم ہوں اور وہ اُس میں سے خوش ہو کر ایک درہم صدقہ کر دے تو یہ ایک درہم والا فقیر اس لاکھ درہم والے مالدار سے افضل ہے۔

میں کہتا ہوں اس حدیث کا مؤید ایک اور حدیث کا مضمون ہے وہ یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک درہم لاکھ درہم سے بڑھ گیا (گویا پہلی حدیث اس حدیث کی تفسیر ہے) اور فقیر کے صدقہ کی فضیلت اس آیت سے بھی معلوم ہوتی

ہے کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے وَالَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ اِلَّا جُهْدَهُمْ. یعنی کفار ان لوگوں کے صدقہ کو عیب لگاتے ہیں جنھیں اپنی سعی اور مشقت ہی کے بقدر ملتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اَفْضَلُ الصَّدَقَةِ جُهْدُ الْمُقِلِّ. سب صدقوں میں افضل صدقہ وہ ہے جو تنگدست آدمی اپنی مشقت اور سعی کے بقدر صدقہ کرے۔ فقراء کے فضائل میں بہت سی حدیثیں وارد ہیں مگر ہم اس پر اکتفا کرتے ہیں۔

آثار سلف صالحین و ائمہ عاملین رضی اللہ عنہم اجمعین

آثار سلف رحمہم اللہ بھی اس باب میں کثرت سے ہیں کہ اُن کا ضبط کرنا دشوار ہے مگر ہم یہاں نمونہ کے طور پر اسانید حذف کر کے لکھتے ہیں تاکہ جادۂ اختصار ہاتھ سے نہ جائے اور ناظرین کو ملال کا باعث نہ ہو۔

خواہش کے باوجود جب کسی چیز کی خریداری پہ قدرت نہ ہو

ضحاک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جو بازار میں جائے اور ایسی کوئی چیز دیکھے جسے اس کا دل چاہتا ہو اور اُس کے خریدنے کی استطاعت نہ رکھتا ہو اور پھر وہ صبر کر کے ثواب کی امید رکھے تو یہ فعل اُس کے لئے خدا کی راہ میں ہزار درہم خرچ کرنے سے بہتر ہوگا۔

صبر کا ثواب

ابو سلیمان دارانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ فقیر کا ٹھنڈا سانس بھرنا خواہش پوری نہ ہونے کے سبب غنی کی ہزار برس کی عبادت سے افضل ہے۔

فقیر کی عبادت کی مثال

امام المتقین سید الزاہدین ابو نصر بشر بن

الحارث رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ فقیر کی عبادت ایسی ہے جیسے خوبصورت عورت کے گلے میں موتیوں کا ہار۔ اور مالدار کی عبادت کی مثال ایسی ہے جیسے گوڑے پہ ہرا درخت۔

فقراء کا پھٹا پرانا لباس

بعض بزرگوں نے کہا ہے کہ فقراء کا موٹا لباس صوف اور پیوند لگا ہوا سیاہ جب وہ پہنتے ہیں تو اُن کے لئے حسن و خوبصورتی ہے اور دوسرے کے لئے وہی لباس بدنمائی کا باعث ہے۔

فقراء کا مرتبہ

ابن وہب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ مالک بن دینار رحمہ اللہ کے قبیلہ میں آگ لگ گئی تو قبیلہ کے نوجوان پکار اٹھے کہ لوگو دوڑو۔ مالک بن دینار کے گھر کی خبر لو۔ مالک بن دینار تہہ بند باندھے ہاتھ میں لوٹا لئے ان جوانوں پر آئے اور فرمانے لگے جو ہلکے سامان والے ہیں وہ قیامت کے روز نجات پائیں گے۔ اور یہ بھی فرمایا کہ اے مالدارو! تم رنج ہی میں مرے ہو کیونکہ عیش تو آخرت کا عیش ہے اور وہ فقراء کا حصہ ہے۔ اور فرمایا کہ فقیر کا ایک درہم غنی کے ایک دینار سے افضل و پاکیزہ ہے۔

فقیر اور سرمایہ دار ایک صحابی کی نظر میں

ابو الدرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مالدار بھی کھاتے پیتے ہیں اور ہم بھی کھاتے پیتے ہیں اور وہ پہنتے ہیں ہم بھی پہنتے ہیں اور جو اُن کے پاس زائد مال ہے نہ وہ اس سے متنفع ہوتے ہیں نہ ہم وہ بھی اُسے دیکھتے ہیں اور ہم بھی دیکھتے ہیں۔ قیامت کو اُن سے اس کا حساب لیا جائے گا اور ہم اُس سے بری ہوں گے

اور فرمایا ہمارے مالدار بھائیوں نے کچھ انصاف نہ کیا کیونکہ وہ اللہ کے واسطے ہم سے محبت کرتے ہیں اور دنیا کے مال و اسباب میں ہم سے علیحدہ رہتے ہیں۔ اُن پر ایک ایسا دن آنے والا ہے کہ وہ یہ تمنا کریں گے کاش ہم دنیا میں فقیروں کے مرتبے پر ہوتے اور ہمیں یہ خواہش نہ ہوگی کہ ہم ان کی جگہ ہوتے۔

افلاس ایک صحابی کی نگاہ میں

ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ ایک دن بیٹھے ہوئے تھے کہ ان کی بیوی اُن کی خدمت میں آئیں اور کہا کہ تم تو یہاں ان لوگوں میں بے فکر ہو کر اطمینان سے بیٹھے ہوئے ہو اور خدا کی قسم گھر میں آٹے کی ایک چٹکی تک نہیں انھوں نے بیوی سے مخاطب ہو کر کہا تم یہ سمجھ لو کہ ہمارے سامنے ایک ایسی سخت گھاٹی آنے والی ہے کہ اُس سے سوائے آزاد اور ہلکے سامان والوں کے کوئی بھی نجات نہ پائے گا یہ سُنکر وہ خوشی خوشی لوٹ کو چلی گئیں۔

فقر و فاقہ کے وقت کی دعا اور اس کے اثرات

بعض اکابر شیوخ سے مروی ہے کہ ان کی خدمت میں ایک شخص آیا اور عرض کیا کہ حضرت میرے لئے دعا فرمایئے مجھے عیال نے بہت ستایا ہے فرمایا جب تیرے اہل و عیال (بال بچے) روٹی ٹکڑے کی شکایت کیا کریں تو اُس وقت اللہ میاں سے دعا کیا کر کہ اُس وقت کی تیری دعا میری دعا سے بہتر ہے اور قبولیت کی بھی امید ہے۔

فاقہ کا مرتبہ بزرگوں کی نظر میں

بعض بزرگوں سے مروی ہے کہ جب انھیں اُن کی اولاد نے کہا کہ ہمارے

پاس آج رات کچھ کھانے پینے کو نہیں تو فرمایا ہمارا ایسا مرتبہ نہیں کہ اللہ میاں ہمیں بھوکا رکھے (بھوکا رہنا بڑے نصیبے اور مرتبے والوں کا کام ہے)۔ بعض مشائخ کو سنا ہے کہ جب انھیں فقر پیش آتا تو فرماتے مرحبا یہ صلحاء کا شعار ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فقر سے پناہ طلب کرنیکا مطلب

حضرت امام احمد حنبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اُن سے کسی نے پوچھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فقر سے پناہ مانگی ہے اس کی وجہ کیا ہے؟ حالانکہ فقر میں ثواب بہت ہے چنانچہ حدیثوں سے ظاہر ہے۔ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دل کے فقر سے پناہ مانگی ہے اور ہاتھ کے فقر سے پناہ نہیں مانگی کیونکہ فقر تو یہی ہے کہ قلب فقیر ہو جیسے غنا۔ غنائے قلب۔

اہل اللہ کی نظر میں دراہم کی حیثیت

استاد ابو القاسم جنید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اُن کی خدمت میں کسی شخص نے پانسو درہم پیش کئے اور کہا یہ درم ان لوگوں کو تقسیم کر دیجئے فرمایا تیرے پاس اور بھی درم ہیں کہا ہاں میرے پاس اور بہت سے ہیں۔ فرمایا تو یہ چاہتا ہے کہ تجھے جس قدر تیرے پاس ہیں ان سے بھی زیادہ ملے اُس نے کہا جی ہاں فرمایا یہ درہم تو ہی لے تو تو ہم لوگوں سے بھی زیادہ محتاج ہے۔ غرضکہ وہ درہم واپس کر دیئے اور قبول نہ کیے۔

روپے کے قبول کرنے سے انکار اور اس کی وجہ

مروی ہے کہ ابراہیم بن ادہم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں کسی نے دس ہزار درہم نذر گذارے انھوں نے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور صاف کہدیا تو

یہ چاہتا ہے کہ دس ہزار درہم دے کر فقراء کے دفتر سے ان کا نام خارج ہوجائے میں تو ہرگز نہ لوں گا۔

علماء اور زاہد کی حیثیت

مروی ہے کہ عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ آدمی کون ہیں؟ فرمایا علماء۔ کہا بادشاہ کون ہیں؟ فرمایا زاہد۔ کہا کمینے اور نیچے کون ہیں؟ فرمایا وہ جو اپنے دین کے ذریعہ سے کھائے (دین فروشی کرے یا تقریبن جائے)۔

حضرت ابراہیم بن ادہم کا مقولہ

حضرت ابراہیم بن ادہم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ دنیا والوں نے دنیا میں راحت ڈھونڈی اور انھیں راحت نہ ملی۔ اگر انھیں اس سلطنت حکومت کی خبر ہوجاتی جو ہمارے قبضہ میں ہے تو اُس پر تلواروں سے لڑ مرتے۔

زاہد کی حیثیت آخرت میں

حضرت ذوالنون مصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ زاہد آخرت کے بادشاہ ہیں اور زاہد وہ فقراء ہیں جو عارف باللہ ہیں۔

زاہد دلوں کے بادشاہ ہیں

شیخ کبیر ابو مدین شہیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سلطنت کی دو قسمیں ہیں ایک شہروں کی دوسرے بندوں کے دلوں کی۔ فی الحقیقت بادشاہ وہی ہیں جو زاہد ہیں۔

سب سے زیادہ عقل مند

علماء کی ایک جماعت جس میں امام شافعیؒ بھی ہیں۔ فرماتے ہیں اگر کوئی یہ وصیت کرے کہ سو درہم اُسے دیئے جائیں جو سب سے زیادہ عقلمند ہوں تو وہ درہم زاہدوں کو دینے چاہئیں۔

فقر کا فائدہ

شیخ کبیر عارف ابو عبداللہ قرشی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ فقر کے منافع اور فوائد میں سے یہ ہے کہ بھوک اور برہنگی کا الم ہو اور اس الم کے ساتھ لذت بھی ہو اور ان دونوں کے اندر رغبت ہو۔

اللہ کے بعض بندوں کا حال

قطب الاخوان بایزید بسطامی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے بعض بندے ایسے ہیں کہ اگر خدا تعالیٰ جنت میں انھیں اپنے دیدار سے روک دے تو وہ جنت سے ایسی پناہ مانگیں جیسے دوزخی آگ سے پناہ چاہیں گے۔

عارف کی نظر

ابو عثمان مغربی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ عارف کے لئے علم کے وہ انوار چمکتے ہیں کہ اُن کے سبب وہ غیب کے عجائبات کا معائنہ کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا سلوک نیک بندوں سے

اور شیخ کبیر عارف باللہ ابو سعید خراز رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے کسی بندہ کا کفیل و متولی بننا چاہتا ہے تو اُس پر اپنے ذکر کا دروازہ کھول دیتا ہے اور جب وہ ذکر سے لذت پانے لگتا ہے تو پھر اُس پر قرب (نزدیکی) کا دروازہ کھولدیتا ہے یہاں تک کہ پھر اُسے مجلس اُنس کی طرف اٹھاکر توحید کی کرسی پر بٹھا دیتا اور اپنے اور اُس کے درمیان سے حجاب (پردہ) اٹھاتا اور دار وحدانیت میں جاگزیں فرماکر جلال و عظمت کے حجاب اُس کے لئے برطرف کر دیتا ہے جب اُس کی نگاہ جلال و عظمت پر واقع ہوتی ہے تو وہ متحیر و فانی ہوکر اور حق سبحانہ کی حفظ میں آکر خواہشات نفس سے بالکل پاک و صاف ہوجاتا ہے

ادب کے طبقے

شیخ ابو نصر سراج رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگوں میں ادب کے تین طبقے ہیں۔

(۱) دنیا والوں کا طبقہ۔ اُن کا ادب بہت سے بہت فصاحت و بلاغت اور علوم کا سیکھنا اور امراؤ بادشاہوں کے قصص و حکایات کا بیان کرنا اور اشعار عرب کا پڑھنا۔

(۲) دینداروں کا طبقہ۔ ان کا نہایت سے نہایت ادب ریاضت نفس۔ اپنے کل اعضاء کو ادب سے رکھنا، حدود شرعیہ کا خیال رکھنا، شہوات کا ترک کرنا۔

(۳) خاصوں کا طبقہ اُن کا ادب طہارتِ قلب، اسرار کی رعایت وفائے عہد، وقت کی نگہداشت، خطرات کی طرف التفات نہ کرنا، مقاماتِ طلب، اوقاتِ حضور، مقاماتِ قرب۔ ان سب میں ادب کی رعایت ملحوظ رکھنا۔

زاہدوں اور دنیا داروں میں فرق

شیخ کبیر امام السالکین حجۃ اللہ قطب مقامات ابو محمد سہل بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سارے نیک کام زاہدوں کے نامۂ اعمال میں درج ہیں۔

میں کہتا ہوں کہ شیخ عارف کا یہ فرمانا نہایت ہی صحیح ہے اور مختصر بیان اس قول کا یہ ہے کہ اہلِ دنیا جو عمل کرتے ہیں اس میں خلوص نہیں ہوتا۔ مثلاً بعض لوگ نیک کام میں مال خرچ کرتے ہیں مگر مال کی محبت سے اُن کا دل مالا مال ہوتا ہے اور وہ محبت طاعات الٰہی سے اُنھیں روکے رکھتی ہے۔ اور زاہدوں کا یہ حال ہے کہ وہ خاص اللہ کے لئے تمام موجودات سے بے طرف اور دنیا اُن کے نزدیک مبغوض اور طاعت کے لئے وہ بالکل فارغ ہو گئے ہیں تمام اعضاء سے لیکر دل تک کل کے کل متوجہ الی اللہ ہیں۔ وہ عبادات قلبیہ اور بدنیہ دونوں جمع کرتے ہیں اور حق تعالیٰ جب ان کے دلوں پر نظر ڈالکر ملاحظہ

فرماتا ہے کہ غیر کی محبت کی ان کے دلوں میں گنجائش ہی نہیں تو وہ انھیں اپنے قرب کی دولت سے بہرہ ور فرماتا ہے اور انھیں اپنے فضلِ عظیم اور کرمِ عمیم سے وہ شئے بخشتا ہے کہ دنیاداروں کی عقل کی وہاں تک رسائی ہی نہیں۔

خداوندا ہمارے شر کی وجہ سے ہمیں اپنی خیر سے محروم نہ فرما اور ہمیں اپنے فضل عظیم سے حصہ عطا کر کے اپنی طرف مشغول فرما۔ اور بجاہ نبی کریمؐ میری اس دعا کو قبولیت کا جامہ پہنا۔ آمین آمین یا رب العالمین۔

زاہدین اور صوفیاء کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے فضائل اور محامد جس قدر یہاں بیان کیے گئے ہیں اُن کے دریائے فضل کے سامنے بمنزلہ ایک قطرہ کے ہیں اور ان کے آفتاب حسن کے مقابل ایک ذرہ کی برابر بھی نہیں۔

اور جس قدر ہم نے حدیثیں بیان کی ہیں اگرچہ بعض ان میں سے ضعیف ہیں مگر صحیح حدیثیں اس باب میں اس قدر ہیں کہ وہی بہت کافی ووافی ہیں اور خود سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جو حالت دنیا کے باب میں تھی اور نیز دیگر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیاء اور سلف صالحین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے حالات سے زہد کی فضیلت اچھی طرح اور بہت اچھی طرح ظاہر ہے۔

دولت اور علماء

امام کبیر عارف باللہ محقق ابو عبداللہ حارث بن اسد محاسبی رضی اللہ عنہ نے ان علماء کے حالات میں جو دنیائے دون کی طرف مائل و راغب ہیں ذکر فرمایا ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب بھی تو مالدار تھے اس لیے اگر ہم نے مال کمایا اور رکھا تو کیا گناہ ہے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کے ذکر سے اس لئے دلیل و حجت لاتے ہیں تا کہ لوگ ہمیں

مال جمع کرنے میں معذور سمجھیں۔ حالانکہ انھیں شیطان نے گمراہ کر رکھا ہے اور وہ سخت بے خبر ہیں اور بے وقوف۔ خدا تجھے کھوئے جو عبدالرحمٰن بن عوف اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم کے مال سے استدلال کرتا ہے یہ شیطانی مکر ہے۔ یہ لفظ تیری زبان پر اسلیئے لاتا ہے کہ تو کسی طرح برباد و ہلاک ہو جائے کیونکہ جب تو ایسا خیال کریگا کہ وہ بھی مال جمع کرتے تھے تو ادنی بات یہ ہے کہ تو نے بڑوں اور پیشواؤں کی غیبت کی اور انھیں بڑی تہمت سے متہم کیا اور جب تو نے بدلالت حال و قال یہ ہرزہ سرائی کی کہ حلال مال کا جمع کرنا جمع نہ کرنے سے افضل و اعلیٰ ہے تو تو نے سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء صلوات اللہ علیہم اجمعین پر نعوذ باللہ منہ عیب لگایا اور انھیں اپنے نزدیک جاہل سمجھا کیونکہ انھوں نے تیری طرح مال جمع نہ کیا اور اس فضیلت کو ترک کر دیا اور گویا کہ تو مدعی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کی جیسی کہ چاہیے خیرخواہی نہ کی کیونکہ انھوں نے مال جمع کرنے سے نہی فرمائی ہے۔ خدا کی قسم تو جھوٹا اور مفتری اور کذاب ہے تو نے رسول خدا پر جھوٹی تہمت لگائی وہ تو اپنی امت پر بڑے ہی مہربان اور مشفق اور ناصح تھے۔

دولت کی وجہ سے جنت کی حاضری میں تاخیر

ارے دیوانے یہی عبدالرحمٰن ابن عوف باوجویکہ بڑے متقی اور پرہیزگار اور طرح طرح کی حسنات اور خیرات کرنے اور خدا کی راہ میں مال لٹانے والے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دولتِ صحبت سے بہرہ مند اور جنت کی خوشخبری پائے ہوئے تھے مگر پھر بھی اس مال کی بدولت قیامت کے ہولناک میدان میں حساب کے لئے کھڑے کئے جائیں گے حالانکہ انھوں نے مال کو سوال سے بچنے اور نیک کام کرنے کے لئے

حاصل کیا تھا اور خدا کی راہ میں خوب دل کھول کر خرچ کیا اور پھر حدود شرعیہ کی رعایت ملحوظ رکھی اور پھر بھی جنت میں جانے کے وقت فقراء مہاجرین کی معیت نصیب نہ ہو گی اور آگے پیچھے گھٹنوں کے بل جائیں گے تو بھلا ہم جیسے جو دنیا میں ڈوبے ہوئے ہیں کس شمار میں ہیں اور ایسے شخص کی حالت سے سخت تعجب ہے جو دنیا کی شہوتوں میں آلودہ ہو کر لوگوں کا مال ظلم سے کھاتا اور دنیا کی زینت و مفاخرت کا بندہ بن کر عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی حالت سے استدلال کرتا ہے۔

صحابۂ کرام کا حال

اس کے بعد محاسبی رضی اللہ عنہ نے ایک طویل کلام کے بعد فرمایا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی یہ حالت تھی کہ وہ مسکنت پر شیفتہ و فریفتہ اور فقر کے خوف سے بالکل امن میں اور اپنی روزی میں خدا پر بھروسہ کئے ہوئے تھے خدا کی قضا و قدر پر دل سے خوش، مصیبت پر راضی برضا، فراخی میں شکر گذار، مصیبتوں میں صبر کرنے والے، خوش گزرانی میں اللہ کی حمد کرنے والے اور اس کی درگاہ میں عاجزی کرنے والے، اس کی رضا کو اپنی جانوں پر ترجیح دینے والے۔ اور مال و جاہ کی حُبّ سے بچنے والے تھے۔ جب دنیا ان پر متوجہ ہوتی تو وہ غمگین ہوتے اور جب فقر انھیں مُنہ دکھاتا تو کہتے واہ واہ یہ تو صلحا کی علامت ہے

ہمارا حال دولت کے سلسلہ میں

اے بھلے مانس میں تجھے خدا کی قسم دے کر کہتا ہوں کیا تو ان صفات مذکورہ سے موصوف ہے (جو ان کی برابری کا دعوٰی کرتا ہے) ارے تو تو ان صفات سے کوسوں دور ہے تیری حالت اُن کی حالت کی بالکل ہی مخالف ہے کیونکہ تو غنا کے وقت سرکشی کرتا، فراخی کے وقت اکڑتا۔ خوش گزرانی کے زمانے میں از حد خوشیاں

مناتا ناشکر نعمت سے غافل، مصیبت میں ناامید اور غضب ناک ہو جاتا ہے اور اُس کی قضاء وقدر پر راضی نہیں رہتا۔ فقر کو مبغوض رکھتا، مسکنت کو عار سمجھتا ہے۔

ہمارے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں فرق

تو مال کو اس لئے جمع کرتا ہے کہ دنیا اور اُس کی لذتوں اور تازگی سے خوب عیش اُڑائے (بھلا تیری اور ان کی حالت میں کیا نسبت) اُن کی تو یہ حالت تھی کہ وہ اللہ کی حلال کی ہوئی نعمتوں سے ایسے بے رغبت تھے کہ تو حرام سے اتنا نہیں۔ اور ذراسی لغزش کو وہ ایسی بڑی سمجھتے تھے کہ تو کبیرہ گناہوں کو بھی ایسا نہیں جانتا۔ کیا اچھا ہوتا کہ تیرا حلال وپاکیزہ مال اُن کے مشتبہ مال ہی جیسا ہوتا۔ اور کاش تو اپنے گناہوں سے ایسا ہی ڈرتا جیسا کہ صحابہ اپنی نیکیوں سے ڈرا کرتے تھے کہ دیکھئے قبول ہوئیں یا نہ ہوئیں۔ اور کیا اچھا ہوتا کہ تیرا روزہ اُن کے افطار ہی جیسا ہوتا۔ اور تیرا جاگنا ان کے سونے جیسا۔ اور تیری ساری نیکیاں اُن کی ایک ہی نیکی جیسی ہوتی۔ کیا تجھے یہ مناسب نہ تھا کہ تو بقدر کفایت ہی بس کرتا زیادہ کا حریص نہ ہوتا۔ اور مالداروں کی حالت سے عبرت حاصل کرتا کہ وہ حشر کے میدان میں سوال کے لئے کھڑے کئے جائیں گے اور تو ان میں سے نہیں (اور خدا کرے کہ نہ ہو) تو گروہ سابقین میں ملکر اور رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک زمرہ میں شامل ہو کر جنت میں چلا جائے گا نہ تجھے کوئی روکے گا، نہ حساب ہوگا نہ کتاب، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ فقراء اغنیاء سے پانچ سو برس پہلے جنت میں جائیں گے۔ ختم ہوا کلام محاسبی رحمہ اللہ کا۔

دنیا سے کم حصّہ پانے والے جنت میں پہلے جائیں گے

اور بعض بڑے مشائخ میں سے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ فقراء کی فضیلت بیان فرمارہے ہیں چنانچہ حضورؐ نے بہت کچھ فرمایا مگر اُن سب میں سے مجھے یہ یاد رہ گیا کہ آپ نے فرمایا کہ فقراء کی فضیلت میں یہی کافی ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے اغنیا ئے زمانہ سے پانچ سو برس پہلے جنت میں جائیں گی اور میری بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا عائشہ سے چالیس برس پہلے جائے گی کیونکہ اُسے بہ نسبت عائشہ رضؓ دنیا کم حاصل ہوئی ہے۔

حاتم اصم ایک عالم فقیہ کے کروفر سے متحیر

شیخ عارف جلیل معظم ابو عبد الرحمن حاتم اصم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ شہر رَے میں تشریف لائے۔ تین سو بیس آدمی حج کے ارادہ سے اُن کے ساتھ تھے۔ وہ سب کے سب صوفیہ کرام کا سا لباس پہنے ہوئے تھے نہ اُن کے پاس توشہ دان تھا نہ کھانے کا کچھ سامان۔

رَے میں ایک بڑا تاجر تھا مگر فقراء و مساکین کا عاشق وشیدا تھا۔ ان سب کو اُس نے مہمان رکھا جب صبح ہوئی تو اُس تاجر نے حضرت حاتم اصم رضؓ سے عرض کیا کہ یہاں ایک عالم فقیہ بیمار ہے میں اُس کی عیادت کے لئے جاتا ہوں اگر آپ کا ارادہ ہو تو آپ بھی چلیئے۔ انھوں نے کہا میں ضرور چلوں گا مریض کی عیادت ثواب کا باعث ہے۔ اور نیز عالم کی زیارت عبادت کا موجب ہے۔ جس عالم کی عیادت کو وہ تاجر جارہا تھا وہ محمد بن مقاتل رَے کے قاضی تھے غرضکہ سب جمع ہو کر اُن کے مکان پر آئے دیکھا تو ایک بڑا عالی شان دروازہ ہے۔ حاتم اصمؒ دیکھکر حیران رہ گئے اور جی میں

کہنے لگے۔ خدایا۔ عالم اور یہ چمک دمک۔ پھر اندر جانے کی اجازت ہوئی تو دیکھا کہ بڑا لمبا چوڑا مکان ہے۔ پردے پڑے ہوئے ہیں۔ حاتم اصم دیکھکر اور بھی حیران و متفکر ہوئے پھر جہاں قاضی صاحب بیٹھے وہاں گئے دیکھا تو بڑے نازک اور نرم نرم فرش پر قاضی صاحب بیٹھے ہوئے ہیں سرہانے ایک غلام مورچھل لئے کھڑا ہے۔ وہ تاجر جاتے ہی بیٹھ گیا اور حاتم اصم کھڑے کے کھڑے رہ گئے۔ قاضی ابن مقاتل نے اشارہ سے انھیں بھی بیٹھنے کو کہا مگر یہ نہ بیٹھے قاضی نے کہا شاید آپ کو کچھ حاجت ہے انھوں نے کہا ہاں۔ قاضی نے کہا فرمائیے کیا حاجت ہے۔ کہا مجھے ایک مسئلہ پوچھنا ہے۔ کہا پوچھئے۔ حاتم اصم بولے کہ اول آپ سیدھے بیٹھ جائیے قاضی مؤدب بیٹھ گیا حاتم اصم نے پوچھا کہ آپ نے یہ علم کہاں سے حاصل کیا؟ کہا میں نے بڑے بڑے ثقات سے حاصل کیا۔ کہا نام بتائیے؟ قاضی نے کہا اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ انھوں نے پوچھا کہ اصحاب رسولؐ کس سے مستفیض ہوئے؟ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ کہا رسول اللہؐ نے کس سے حاصل کیا۔؟ کہا جبرئیل سے۔ کہا جبرئیل نے کس سے سیکھا؟ کہا اللہ تعالیٰ سے۔ پھر فرمایا کہ جو علم جبرئیل علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچایا۔ اور رسول اللہؐ نے اصحاب کو اور اصحاب نے ثقات کو اور ثقات نے آپ تک پہنچایا۔ آیا اس علم میں آپ نے یہ بھی کہیں پڑھا ہے کہ جو امیر ہو اور اس کے گھر میں ثروۃ اور دنیا کا بہت سامان ہو وسیع مکان ہو وہ اللہ کے نزدیک بڑے مرتبہ والا ہے۔؟ کہا یہ تو نہیں پڑھا۔ کہا پھر کیا پڑھا ہے۔؟ کہا میں نے تو اپنے شیوخ سے یہ سُنا کہ جو دنیا میں زاہد ہو کر رہے اور آخرت کا حریص۔ اور اپنی آخرت کے لئے توشہ تیار کرے اور مساکین کو دوست رکھے اس کا اللہ کے نزدیک بہت بڑا مرتبہ ہے۔ حاتم اصم رضی اللہ عنہ نے سُن کر فرمایا

کہ آپ نے کس کا اقتدا کیا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحاب رضی اللہ عنہم کا یا فرعون و ہامان کا؟ بدعمل عالمو! جاہل لوگ جو دنیا میں منہمک ہیں تم ہی جیسوں کو دیکھکر گمراہ ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جب عالم ہی ایسے ہیں تو ہمارا کیا قصور۔ پھر حاتم اصم رضی اللہ عنہ یہ کہہ کر وہاں سے چلدیئے اور قاضی ابن مقاتل یہ باتیں سن کر اور زیادہ مریض ہوگیا (سبحان اللہ سلف صالحین تو تھے ہی مگر اُس وقت کے امراء اور خلفاء بھی ہمارے زمانہ کے صلحاء اور زہاد سے کم نہ تھے)۔

حاتم اصمؒ

میں کہتا ہوں کہ یہ حاتم اصم رضی اللہ عنہ بڑے مشائخ میں سے تھے امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ اُن کی خدمت میں آتے تھے اُن کے کلام سُنتے تھے اور اکثر باتیں ان سے پوچھتے تھے اور یہ انھیں جواب دیتے اور وہ ان کے جواب کو پسند فرماتے۔

علماء صالحین ہمیشہ ہر زمانہ میں صوفیہ کے پاک گروہ کے معتقد رہے ہیں اور ان کی زیارت کر کے ان کی صحبت سے برکات حاصل کرتے اور اُن کی دعاؤ آثار سے مستفیض ہوتے رہے ہیں۔

علماء صوفیاء کی خدمت میں

منجملہ اُن حکایات کے ایک یہ ہے کہ حضرت سفیان ثوری رضی اللہ عنہ رابعہ بصریہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں آیا کرتے اور بہت ادب سے پیش آتے اور امام شافعی۔ اور امام احمد رحمہما اللہ شیبان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آکر مستفیض ہوتے۔

حضرت شیبانؒ امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبل کی نظر میں

حضرت شیبان راعی اور امام احمد اور امام شافعی رحمہما اللہ کی ایک حکایت بھی مشہور ہے اور وہ یہ ہے کہ امام احمد بن حنبلؒ امام شافعی کی خدمت میں تشریف رکھتے تھے کہ شیبان راعی آئے امام احمد نے امام شافعی سے کہا میں چاہتا ہوں کہ

انھیں ان کی کم علمی پر آگاہ کروں تاکہ یہ بھی علم کی تحصیل پر مشغول ہوں۔ امام شافعیؒ نے منع کیا مگر انھوں نے نہ مانا اور شیبان سے دریافت کیا کہ اگر کوئی شخص پانچوں نمازوں میں سے ایک نماز بھول جائے اور یہ یاد نہ رہے کہ کونسی نماز بھولا ہے تو وہ کیا کرے؟ شیبان نے کہا احمد! ایسا قلب اللہ سے غافل ہے۔ واجب ہے کہ یہ شخص اپنے قلب کو سزا دے تاکہ پھر اپنے مولا سے غافل نہ ہو۔ اور اُسے چاہیئے کہ پانچوں نمازیں لوٹائے یہ سُن کر امام احمد پر غشی چھاگئی۔ جب ہوش میں آئے تو امام شافعی نے فرمایا میں نے تم سے نہ کہا تھا کہ انھیں مت چھیڑو۔ اور ایک روایت میں اس طرح آیا ہے کہ انھوں نے پوچھا کہ زکوٰۃ کس مقدار پر واجب ہوجاتی ہے۔ تو شیبان راعی بولے کہ تمھارے مذہب میں تو اونٹوں میں اس مقدار پر اور گائے بھینس میں اس مقدار پر اور بھیڑ بکریوں میں اس مقدار پر اور سونے میں اس مقدار پر اور چاندی میں اس مقدار پر اور کھیتی اور پھل دار درختوں میں اس مقدار پر زکوٰۃ واجب ہوجاتی ہے۔ اور میرے مذہب میں تو سب زکوٰۃ ہی کے لئے ہے۔ یہ حکایت سفیان ثوری کے ساتھ میں عنقریب بیان ہوگی۔

ابوبکر شبلیؒ کا علم

مروی ہے کہ جامع مسجد منصور میں شیخ کبیر ابوبکر شبلی رضی اللہ عنہ کا حلقہ رہتا تھا اور ان کے قریب ہی ایک بڑے فقیہ کا بھی حلقہ تھا انھیں ابو عمران کہتے تھے۔ ایک روز ان کے شاگردوں نے شبلی رحمۃ اللہ سے حیض کا ایک مسئلہ اس ارادہ سے پوچھا کہ انھیں جواب نہ آئے گا تو یہ شرمندہ ہوں گے شبلی رحمۃ اللہ نے اس مسئلہ میں جس قدر اقوال واختلاف تھے سب کے سب نہایت وضاحت سے بیان فرمائے ابو عمران نے جو سُنا تو وہ حیران ہوگئے حضرت شبلی رحمۃ اللہ کے سر کو بوسہ دیا اور کہا کہ اے ابوبکر آپ کو تو اس مسئلہ میں دس قول پہنچے ہیں اور میں نے ان میں سے صرف تین ہی

سنتے ہیں۔

ابوالعباس بن سریج شافعیؒ کی صوفیاء سے عقیدت

مروی ہے کہ ابوالعباس ابن سریج فقیہ شافعی ملقب بہ باز اشہب امام عارف بحر معارف ابوالقاسم جنید رضی اللہ عنہ کی مجلس پر گذرے اور اُن کے کلام سنتے جب بیٹھ چکے تو اُن سے کسی نے پوچھا کہ اس تقریر کے بارہ میں آپ کیا کہتے ہیں؟ فرمایا مجھے کچھ خبر نہیں۔ کیا کہوں ہاں اتنا ضرور کہتا ہوں کہ یہ بڑے زور کا کلام ہے

مروی ہے کہ ابن سریج اپنی وفات سے پہلے صوفیاء کرام سے معتقد ہو گئے تھے اور اُن کے طریق کو بہت ہی اچھا جانتے تھے۔

بعض علماء سے منقول ہے کہ ابوالعباس سریج فقیہ کی مجلس میں جو حاضر ہوا تو میں نے اصول و فروع میں اُن کے کلام سُنے تو مجھے نہایت ہی پسند آئے اور بہت ہی مسرور رہا۔ جب اُنھوں نے میرے سرور اور پسندیدگی کو دیکھا تو پوچھنے لگے جانتے ہو مجھے یہ علم کہاں سے حاصل ہوا پھر آپ ہی نے فرمایا کہ یہ سب کچھ ابوالقاسم جنید رضی اللہ عنہ کی صحبت کی برکت کا ثمرہ ہے۔

حضرت جنیدؒ کا علم و فضل اور علماء کا اعتراف

عبداللہ بن سعید بن کلاب سے لوگوں نے کہا تم ہر ایک کے کلام پر اعتراض کیا کرتے ہو یہاں ایک شخص ہیں لوگ اُنھیں جنید کہتے ہیں اُن کے پاس تو چلو دیکھیں تم ان کے کلام پر بھی کچھ اعتراض کرتے ہو یا نہیں۔ وہ حضرت جنید رضہ کے حلقہ میں حاضر ہوئے اور اُن سے توحید کے بارے میں سوال کیا انھوں نے ایسا شافی جواب دیا کہ عبداللہ حیران رہ گئے اور کہا ذرا آپ پھر اس مضمون کو بیان فرمائیے۔ حضرت جنید رضی اللہ عنہ نے اُسی مضمون کو دوسری عبارت میں ادا کیا۔ عبداللہ بولے یہ تو کچھ اور ہی شے ہے۔ پھر اعادہ فرمائیے۔ حضرت

جنیدؒ نے پھر اُس مضمون کو ایک اور عبارت میں بیان فرمایا۔ عبداللہ نے کہا جناب آپ کی تقریر مجھے ضبط نہیں رہتی آپ ذرا لکھ دیجئے تو انھوں نے فرمایا کیا خوب بیان بھی میں کروں اور لکھوں بھی میں ہی۔ یہ سُنکر عبداللہ وہاں سے اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اور حضرت جنیدؒ کے علم و فضل اور ان کی علو شان کے مقر و معترف ہوئے۔

علوم کے سلسلہ میں حضرت جنیدؒ کا جواب

مروی ہے کہ ابوالقاسم جنید رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ آپ نے یہ علوم کہاں سے حاصل کئے۔؟ فرمایا میں تیس برس حق تعالیٰ کے سامنے اس درجہ میں رہا ہوں (اپنے گھر کے ایک درجہ کی طرف اشارہ فرمایا) اس لئے اللہ تعالیٰ نے یہ علوم مجھے عطا فرمائے ہیں۔

اور فرمایا اگر میں یہ جانتا کہ آسمان کے نیچے" زمین کے اوپر اس علم سے کہ جس میں ہم اور ہمارے اصحاب گفتگو کرتے ہیں کوئی اور علم بھی افضل ہے تو میں اُس کے حاصل کرنے میں کبھی کوتاہی کرتا اور سعی میں کوئی دقیقہ بھی فروگذاشت نہ کرتا۔ اور فرمایا ہم نے تصوف باتیں بنانے سے حاصل نہیں کیا بلکہ بھوک، ترکِ دنیا اور لذائذ دنیا کی نعمتیں چھوڑنے اور ذکر الٰہی کی کثرت اور ادائے فرض و واجبات و اتباع سنت اور تمام اوامر کے بجالانے اور تمام منہیات کے چھوڑنے سے حاصل کیا ہے۔

امام الحرمین کی عقیدت صوفیہ سے

مروی ہے ابوالمعالی امام الحرمین رضی اللہ عنہ ایک روز صبح کی نماز کے بعد مسجد میں درس دے رہے تھے کہ شیوخ صوفیہ سے ایک شخص مع اپنے مریدین وہاں گذرے۔ جو ایک دعوت میں جارہے تھے امام الحرمین نے انھیں دیکھکر اپنے دل میں کہا کہ ان لوگوں کو کھانے پینے اور ناچنے کودنے کے سوا کوئی کام نہیں۔ رات دن اسی میں لگے رہتے ہیں

جب وہ شیخ دعوت سے لوٹ کر آئے تو امام مذکورہ کے پاس آئے اور پوچھا کہ مولوی صاحب ایک مسئلہ بتائیے کہ ایک شخص صبح کی نماز جنابت کی حالت میں پڑھتا ہے اور مسجد میں بیٹھکر درس دیتا ہے اور لوگوں غیبتیں کیا کرتا ہے وہ کیسا ہے؟ امام الحرمین یہ سُن کر نادم ہوئے اور توبہ کر کے صوفیاء کے معتقد ہو گئے۔ اور بیان کیا کہ واقعی مجھے اُس وقت نہانے کی حاجت تھی

امام احمدؒ صوفیاء کی خدمت میں

مروی ہے کہ امام احمد رضی اللہ عنہ باوجود اس علم وفضل کے ایک عارف صوفی کی خدمت میں جایا کرتے تھے۔ لوگوں نے پوچھا آپ ان بزرگ کے پاس کیوں جایا کرتے ہیں۔ یہ نہ کوئی محدث ہیں جو روایت حدیث کے لئے آپ جاتے ہیں نہ کوئی ظاہری کمال رکھتے ہیں فرمایا تمھیں کیا خبر ہے مغز تو انھیں کے پاس ہے۔ کہ وہ اللہ کی معرفت ہے۔

خلیفۂ وقت کی غلط فہمی اور صوفیاء کے قتل کا حکم

مروی ہے کہ ایک زمانہ میں صوفیاء کے اقوال بعض کم فہم لوگوں نے خلیفۂ وقت سے ایسے طور سے گوش گذار کئے کہ وہ اپنی کم فہمی کے سبب ان اقوال کو بد دینی اور الحاد کی باتیں سمجھ گیا اور تمام صوفیاء کو قتل کا حکم دیدیا۔ ان میں جنید بغدادی، سمنون اور نوری رحمہم اللہ بھی تھے سب سے پہلے شیخ ابو الحسن نوری جلاد کی طرف بڑھے۔ جلاد نے پوچھا کہ تم سب سے پہلے کیوں بڑھے۔ کہا میں چاہتا ہوں کہ میرے دوست ایک گھڑی اور زندہ رہیں۔ جلاد یہ سُن کر حیران ہوا کہ انھیں بد دین کس نے کہدیا۔

خلیفہ کو تنبیہ

آخر الامر یہ خبر خلیفہ تک پہنچی خلیفہ اور حاضرین نے بہت تعجب کیا اُس وقت مجلس میں قاضی موجود تھا اُس نے اجازت چاہی کہ میں جا کر ان لوگوں سے مسائل میں کچھ بحث کرتا ہوں اس سے اُن کا حال ظاہر ہو جائے گا خلیفہ نے اجازت

دی۔ قاضی اُن کی خدمت میں آیا۔ اور سب سے خطاب کر کے کہا کہ تم میں سے ایک آدمی میرے پاس آجائے میں اُس سے بحث کروں گا۔ یہ سُن کر ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ قاضی کے پاس آئے قاضی نے چند مسائل فقہیہ پیش کئے اور ان کا جواب چاہا شیخ نے اول دائیں طرف التفات کی پھر بائیں طرف پھر تھوڑی دیر سر جھکایا اور تمام مسائل کا جواب دیدیا۔ اُس کے بعد کہا کہ بعض خدا کے بندے ایسے بھی ہیں کہ جب وہ کھڑے ہوتے ہیں تو اللہ ہی کے ساتھ کھڑے ہوتے ہیں اور جب بولتے ہیں تو اللہ ہی کے ساتھ بولتے ہیں۔ اس کے بعد ایک ایسی لمبی تقریر کی کہ قاضی رو پڑا۔ پھر قاضی نے پوچھا کہ آپ نے اِدھر اُدھر کیوں التفات فرمائی تھی۔ فرمایا جو مسائل تم نے مجھ سے دریافت کئے تھے اُن کا جواب مجھے معلوم نہ تھا تو میں نے دائیں ساتھی سے پوچھا اس نے کہا میں نہیں جانتا۔ پھر بائیں جانب والے سے پوچھا اُس نے کہا مجھے بھی خبر نہیں۔ پھر میں نے اپنے قلب سے سوال کیا تو قلب نے رب العزت سے حاصل کر کے بیان کیا پھر میں نے تمھیں جواب دیا۔ قاضی یہ باتیں سُن کر بہت ہی متحیر ہوا اور خلیفہ سے کہلا بھیجا کہ اگر ایسے ہی لوگ بد دین اور زندیق ہیں تو روئے زمین پر کوئی بھی مسلمان نہیں۔

صوفیاءِ کرام کا حال

روایت ہے کہ شیخ کبیر بحر الحقائق (حقائق کے سمندر) موضح الدقائق (باریکیوں کے بیان کرنے والے) عارف کامل ابوالغیث بن جمیل قدس اللہ روحہ کی خدمت عالی میں یمن کے فقہاء نے اس غرض سے جانے کا قصد کیا کہ اُن کا امتحان کریں جب قریب پہنچے تو شیخ دیکھکر بے ساختہ بول اُٹھے کہ میرے غلاموں کے غلام آؤ خوب کیا جو آئے وہ یہ بات سُن کر بہت متحیر ہوئے اور انھیں یہ کلمہ سخت ناگوار معلوم ہوا پھر وہ لوگ شیخ الطریقین امام الفریقین فقیہ عامل عارف کامل ابوالذبیح اسمٰعیل بن محمد حضرمی رضی اللہ عنہ سے ملے اور جو شیخ ابوالغیث نے کہا تھا

اُن سے بیان کیا وہ یہ بات سُن کر ہنس پڑے اور کہا بات سچ ہے تم بے شک اُن کے غلاماں غلام ہو۔ دیکھو تم ہو خواہش نفس کے غلام اور خواہشِ نفس اُن کی غلام ہے۔

اَن پڑھ صوفی کا استحضارِ علمی

شیخ ابوالغیث بالکل اَن پڑھ تھے۔ مگر فقہاء اُن کی خدمت میں آیا کرتے اور جو دقیق سے دقیق مسائل ہوتے وہ اُن سے دریافت کیا کرتے اور وہ شافی جواب دیتے۔ صوفیاء کرام کو علماء و فقہا کے ساتھ جو واقعات پیش آئے ہیں وہ کثرت سے ہیں ہم انشاء اللہ تعالیٰ کسی مقام پر اسی کتاب میں ذکر کریں گے۔

صوفیاء کا مقام

استاذ امام ابوالقاسم قیشری رضی اللہ عنہ نے اپنے رسالہ میں فرمایا ہے کہ حق تعالیٰ نے اس گروہ صوفیہ کو برگزیدہ فرمایا ہے اور انبیاء کے بعد اپنے تمام بندوں پر فضیلت دی ہے اور اُن کے قلوب کو اسرار کا معدن بنایا ہے اور اُمت محمدیہ سے انھیں انوار و برکات کے ساتھ خاص فرمایا ہے اور انھیں کدوراتِ بشریہ سے پاک کر کے مشاہدات کے بالاخانوں پر چڑھا دیا ہے کہ ہر وقت حضوری کے مزے لیتے ہیں انھیں حق تعالیٰ نے عبودیت کے آداب قائم کرنے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ پھر رسالہ کے آخر میں فرمایا ہے کہ لوگوں کی دو قسمیں ہیں۔ ایک اہلِ نقل واثر۔ دوسرے اہل عقل و فکر۔ لیکن اس پاک جماعت کے شیوخ ان دونوں قسموں سے سبقت لے گئے ہیں۔ جو شے لوگوں کے نزدیک غائب ہے وہ اُن کے نزدیک حاضر۔ جو اوروں کا مقصود ہے وہ اُن کے پاس موجود۔ وہ اہلِ وصال اور دوسرے اہلِ استدلال ہیں۔

اور فرمایا ہر زمانہ میں ان پاک جماعت سے ایک ایسا شیخ کامل ہوتا ہے کہ[1]

[1] اس زمانہ میں جیسے حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی سلمہ اللہ تعالیٰ (بقیہ حاشیہ بر صفحہ ۵۵)

اُسے توحید میں بڑا درجہ حاصل ہوتا ہے اور قوم کا امام ہوتا ہے اور اُس وقت کے علماء اُس کے منقاد (فرمانبردار) و مطیع (اطاعت گذار) ہوتے اور اُس کے سامنے سب خضوع و تواضع (عاجزی) کرتے اور اس کی صحبت سے برکت حاصل کرتے ہیں۔

دوسری فصل اولیائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی کرامت کے اثبات میں

جاننا چاہیئے کہ کرامات کا ظہور اولیاء کے لئے عقلاً جائز اور نقلاً واقع ہے۔ عقلی جواز تو اس سے ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کے نزدیک یہ امر کوئی محال نہیں بلکہ ممکن ہے جیسا کہ حضرات انبیاء علیہم السلام کے معجزات کا ظاہر ہونا ممکن۔ یہی مذہب مشائخ عارفین اور اصولیین اور فقہاء اور محدثین رضی اللہ عنہم کا ہے اُن کی تصانیف شرق سے غرب تک اور عرب سے عجم تک اس مذہب کو صاف صاف بتلا رہی ہیں۔

کرامت مذہب صحیح مختار یہ ہے کہ جو شئے معجزہ ہو سکتی ہے وہ کرامت بھی ہو سکتی ہے مگر شرط یہ ہے کہ اُس معجزہ سے کفار کا معارضہ اور مقابلہ نہ کیا گیا ہو اب یہ اعتراض واقع نہ ہوگا کہ قرآن شریف بھی کسی ولی کی کرامت ہو سکتا ہے کیونکہ قرآن سے معارضہ کیا گیا ہے اور ایک شئے کے معجزہ اور کرامت ہونے سے یہ بھی لازم نہیں آتا کہ معجزہ اور کرامت دونوں متمیز نہ رہیں کیونکہ معجزہ میں ضروری بات یہ ہے کہ نبی اُسے ظاہر کرے اور کرامت میں ضروری یہ ہے کہ ولی اُسے چھپائے لیکن ضرورت کے وقت یا اللہ تعالیٰ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۴) اور دہلی میں مقتدائے اولیاء سرچشمہ توحید و فقر و اتقاء مولانا شاہ ابوالخیر صاحب عبداللہ احمدی مجددی سلمہ اللہ تعالیٰ ۱۲

کی طرف سے اجازت کے بعد۔

کرامت کا اظہار

یا غلبہ حال میں یا مریدین کے عقیدہ کی تقویت کے لئے ولی کو اظہار کرامت جائز ہے۔ چنانچہ بعض اولیاء سے مروی ہے کہ انھوں نے آسمان کی طرف پیالہ بلند کر کے شہد بھر کر ایک مرید کے منھ میں بھر دیا۔ اور مروی ہے کہ ایک کامل نے ایک شخص کو ہزاروں کوس کے فاصلہ سے کعبہ دکھا دیا۔ اور ایک دوسرے عارف نے ایک منکر کو کعبہ کا طواف کرا دیا۔ اور ہم نے محقق و معتبر طور سے سُنا ہے کہ بہت لوگوں نے بچشم خود دیکھا کہ خود کعبہ شریف ایک اولیاء کی جماعت کا طواف کر رہا ہے جن لوگوں نے یہ عجیب واقعہ دیکھا ہے اُن میں سے ایک کی میں نے بھی زیارت کی ہے اس کے سوا اور بہت سی کرامات ہیں کہ اُن کا ذکر اس مختصر میں سما نہیں سکتا۔

کرامت کا ثبوت نقل سے

نقلی کرامات کا ثبوت یہ ہے کہ قرآن پاک کی بہت سی آیتوں سے ثابت ہے اور احادیث و آثار اس مطلوب کے اثبات میں بے شمار ہیں۔

قرآن پاک میں حق تعالیٰ نے مریم علیہا السلام کے قصہ میں فرمایا ہے كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا قَالَ يَا مَرْيَمُ أَنَّى لَكِ هَٰذَا قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ۔ یعنی جب کبھی زکریا علیہ السلام محراب میں آتے تو مریم کے پاس رزق پاتے تو پوچھتے اے مریم یہ کہاں سے آیا مریم کہتیں یہ اللہ کے پاس سے آیا ہے۔ اللہ جس کو چاہے بے حساب رزق عطا فرمائے۔ اور حضرت مریم ہی کے قصہ میں یہ بھی وارد ہوا ہے۔ وَهُزِّي إِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسَاقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا اے مریم تو کھجور کی شاخ کو ہلا یہ تجھ پر تروتازہ میوے

گرائے گی۔ تفسیروں میں لکھا ہے کہ اس وقت کھجور کے تر و تازہ پھل آنے کا موسم نہ تھا۔

منجملہ ان آیات کے سورۂ کہف کی آیات میں جن میں حضرت موسیٰ و خضر علیہ السلام کا قصہ مذکور ہے کہ حضرت خضر کے ہاتھوں موسیٰ علیہ السلام نے کیسے کیسے عجائبات دیکھے اور منجملہ اس کے ذی القرنین کا قصہ ہے جو سورۂ کہف کے آخر میں مذکور ہے۔

اور منجملہ اُس کے آصف بن برخیا کا قصہ ہے کہ انھوں نے پلک جھپکنے میں بلقیس کا تخت حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں حاضر کر دیا تھا۔ اور یہ سب انبیاء نہ تھے اس لیے یہ قصص معجزات نہیں بلکہ کرامات ہیں۔

اب احادیث سے اثبات سُنئے

صحیحین میں جریج راہب کا قصہ آیا ہے کہ ایک شیر خوار بچہ سے اُنھوں نے دریافت کیا کہ لڑکے تیرا باپ کون ہے؟ وہ بول اٹھا کہ میرا باپ فلاں چرواہا ہے۔

اور حدیث میں غار والوں کا قصہ آیا ہے کہ غار کے مُنھ پر پتھر کی چٹان آگئی تھی جب اُنھوں نے نیک اور خالص عمل یاد کئے اور اُن کے وسیلے سے حق تعالیٰ سے دعا کی، تو وہ چٹان الگ ہو گئی اور وہ اُس سے نجات پا گئے۔

گائے کا واقعہ

اور حدیث میں ایک قصہ آیا ہے کہ ایک گائے پر ایک شخص نے بوجھ لادا تو وہ گائے اُس کی طرف متوجہ ہو کر بولی کہ میں بوجھ لادنے کے لئے پیدا نہیں کی گئی ہیں تو کھیتی میں کام آنے کے لئے پیدا کی گئی ہوں۔ لوگوں نے سُنکر کہا سبحان اللہ کیا عجیب بات ہے کہ گائے بھی کلام کرتی ہے۔ جب یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی سُنی تو فرمایا یہ قصہ بالکل صحیح ہے۔ میں اور ابو بکر اور عمر اس کی

تصدیق کرتے ہیں۔ یہ حدیث بھی صحیح مشہور ہے اور صحیحین میں مذکور ہے۔

حضرت ابوبکرؓ کے یہاں کھانے میں اضافہ

اور حدیث صحیح متفق علیہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور اُن کے مہمان کا قصہ مذکور ہے وہ کہتے ہیں کھانے میں سے جو لقمہ ہم اٹھاتے تھے وہ نیچے کی طرف سے بڑھ جاتا تھا۔ حتیٰ کہ سب نے کھالیا اور سیر ہو گئے اور کھانا پہلے سے زیادہ ہوگیا۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اُسے دیکھکر اپنی بی بی سے فرمایا کہ اے بنی فراس کی بہن یہ کیا بات ہے؟ انھوں نے کہا اے میری آنکھوں کی ٹھنڈک مجھے بھی خبر نہیں کیا ماجرا ہے۔ مگر اتنا جانتی ہوں کہ یہ کھانا پہلے سے تین حصے زیادہ ہے۔

حضرت عمرؓ کی کرامتیں

اور حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پہلی امتوں میں محدث (یعنی وہ لوگ جنھیں الہام ہوتا ہے) پیدا ہوتے تھے۔ اگر میری امت میں کوئی ایسا ہے تو وہ عمرؓ ہے۔

اور وارد ہوا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک مقام پر لشکر بھیجا اس لشکر کے سردار ساریہ نامی ایک شخص تھے جب وہ لشکر وہاں گیا اور مقابلہ ہوا تو دشمن نے یہ فریب دیا کہ ایک پہاڑ کی کھو میں کچھ لوگ چھپا دیئے تاکہ وہ عین موقع پر کام آئیں۔ جب میدان گرم ہوا تو قریب تھا کہ ساریہ رضی اللہ عنہ دھوکا کھا جائیں اور مغلوب ہوں کہ اتنے میں آواز آئی یا سَارِیَۃُ الْجَبَل یا سَارِیَۃُ الْجَبَل یعنی اے ساریہ پہاڑ کی طرف سے ہوشیار رہ۔ وہ یہ آواز سُن کر ہوشیار ہو گئے۔ یہ آواز حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دی تھی کہ آپ اس وقت جمعہ کا خطبہ پڑھ رہے تھے کہ پڑھتے پڑھتے آپ نے یہ الفاظ فرمائے۔ خدا تعالیٰ نے وہ آواز جو ہزاروں کوس کے فاصلہ پر تھی پہنچا دی اس قصے

سے حضرت عمرؓ کی دو کرامتیں ثابت ہوئیں۔ ایک تو لشکر کا حال انھیں اتنی دور سے معلوم ہو جانا۔ دوسرے آپ کی آواز کا اتنی دور پہنچنا۔ اور منجملہ اُن احادیث کے وہ حدیث صحیح ہے جو سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے بارے میں وارد ہوئی ہے کہ ابو سعد کے بارے میں انھوں نے بد دعا کی تھی تو وہ کہا کرتا تھا کہ مجھے تو سعد کی بد دعا لگ گئی۔

حضرت سعیدؓ بن زید کی بد دعا کا اثر

اور سعید بن زید بن عمرو بن نغیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں آیا ہے کہ اُن پر ایک عورت نے یہ دعویٰ کیا کہ انھوں نے کچھ زمین میری غصب کر لی ہے سعیدؓ بولے اے خدا اگر یہ جھوٹی ہے تو اسے اندھا کر دے اور اسے زمین ہی میں قتل کر۔ مرنے سے کچھ دنوں پہلے وہ اندھی ہو گئی۔ ایک دن کچھ ٹٹولتی پھر رہی تھی کہ ایک گڑھے میں گر کر مر گئی۔ بخاری و مسلم نے اس حدیث کو روایت کیا ہے۔

حضرت خبیبؓ کے ہاتھوں میں بے موسم پھل

حدیث میں حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کے قصہ میں آیا ہے کہ بنت حارث بن نوفل جو راویہ ہیں کہتی ہیں کہ میں نے خبیبؓ سے اچھا کوئی قیدی نہیں دیکھا۔ میں نے ایک روز دیکھا کہ وہ انگور کا خوشہ کھا رہے ہیں۔ حالانکہ زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے اور مکہ میں کہیں انگور نہ تھا۔ تو یہ رزق تھا جو حق تعالیٰ نے انھیں دیا تھا۔

صحابہ کرامؓ کے لئے روشنی

اسید بن حضیر اور عباد بن بشیر رضی اللہ عنہما کے بارے میں وارد ہوا کہ ایک رات یہ دونوں صاحب حضور رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں بیٹھے تھے اور رات بہت تاریک

تھی جب خدمت سراپا برکت سے رخصت ہوئے تو دیکھتے کیا ہیں کہ قدرتِ باری تعالیٰ سے اُن کے آگے آگے دو روشن چیزیں چراغ کی مثل جا رہی ہیں جب وہ ایک دوسرے سے علیحدہ ہوئے تو اُن میں سے ایک چراغ ایک کے ساتھ اور دوسرا دوسرے کے ساتھ ہولیا جب وہ اپنے اپنے گھر پہنچ گئے تو وہ روشن چیزیں نظروں سے غائب ہوگئیں۔

بادل سے آواز

اور حدیث صحیح میں اُس شخص کا قصہ وارد ہوا ہے جس نے بدلی میں آواز سُنی ہے کہ فلاں شخص کے باغ کو سیراب کر دو پھر وہ بدلی کے ساتھ ساتھ گیا۔

شیر کی اطاعت

اور وارد ہوا ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ایک شیر نے راستہ بند کر رکھا تھا اور لوگ رستہ چلنے سے رُکے ہوئے تھے جب کہ حضرت ابن عمر رضہ کا وہاں گذر ہوا تو آپ نے شیر سے فرمایا کہ ہٹ جا۔ اس نے دُم ہلائی اور چلدیا۔ پھر لوگ چلے اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا ہے جو اللہ سے ڈرتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے ہر شے کو ڈرا دیتے ہیں۔

پانی پر چلنا

اور حدیث شریف میں وارد ہوا ہے کہ جناب سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والتحیات نے علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ کو ایک موقع پر جہاد کے لئے بھیجا۔ جب یہ چلے تو راہ میں سمندر کا ایک ٹکڑا پڑا۔ انھوں نے اللہ تعالیٰ کے نام کے وسیلہ سے جناب باری میں دعا فرمائی اور اللہ کا نام لے کر پانی پر چلے گئے اور دریا پار ہوگئے۔

پیالہ کی تسبیح

اور وارد ہوا ہے کہ سلمان اور ابوالدرداء رضی اللہ عنہما کے سامنے ایک پیالہ پانی کا رکھا ہوا تھا کہ یکایک وہ پیالہ سبحان اللہ سبحان اللہ پڑھنے لگا اور ان دونوں حضرات نے اُس کی تسبیح سُنی۔

فرشتوں کا سلام

روایت ہے کہ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کو فرشتے سلام کرتے تھے اور وہ اُن کا سلام سُنتے۔ ایک دن انھوں نے کسی مرض کی وجہ سے داغ لگا لیا اُس دن سے ملائکہ کا سلام سُننا موقوف ہوگیا۔ اور ایک سال تک نہ سُنا۔ ایک سال کے بعد پھر اُسی طرح سُننے لگے۔

بال غبار آلود

اور حدیث صحیح میں وارد ہوا ہے کہ بہت سے اللہ کے بندے ایسے ہیں کہ میلے کچیلے اور بال غبار آلود رہتے ہیں اور جو کسی کے دروازے پر جائیں تو کوئی بات نہ پوچھے اور دھکے دیکر نکال دیں اور شان اُن کی یہ ہے کہ اگر وہ کسی بات پر اَڑ کر خدا کی قسم کھا بیٹھیں تو اللہ تعالیٰ اُن کی قسم کو پورا کر دیتا ہے۔

میں کہتا ہوں کہ اگر اثبات کرامات میں سوائے اس حدیث کے اور کوئی حدیث نہ ہوتی تو یہی حدیث اس مقصد کے اثبات میں کافی ووافی تھی۔ اور اسی باب میں صحابہؓ اور تابعین اور دیگر متقدمین سے اس کثرت سے روایات منقول ہیں کہ حد شہرت بلکہ تواتر کو پہنچ گئی ہیں اور علماء نے اس باب میں سیکڑوں کتابیں تصنیف کی ہیں اور ہم عنقریب حضرت اویس رضی اللہ عنہ کا قصہ اور دیگر بزرگانِ سلف وخلف کی حکایات کرامات کے باب میں ذکر کریں گے۔

ایک اعتراض اور اس کا جواب

اب جو کوئی یہ اعتراض کرے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم اولیاء اللہ سے قُرب کے درجہ میں کہیں زیادہ تھے پر باوصف اس کمال کے جس قدر کرامات اولیاء اللہ سے منقول ہیں اتنی صحابہؓ سے منقول نہیں تو جواب اس کا یہ ہے کہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے پہلے لوگوں نے پوچھا تھا کہ عبداللہ! یہ کیا بات ہے حضرات صحابہ سے اس قدر کرامات منقول

نہیں جتنی کہ اولیاء کرام سے۔ تو امام نے جواب دیا کہ صحابہ کے ایمان قوی تھے انھیں اس کی احتیاج نہ تھی کہ کرامات سے انھیں تقویت دی جاتی بخلاف اوروں کے کہ جیسے کوتاہ بیں سمجھتے ہیں اُن کے ایمان میں اس قدر قوت نہیں اس لئے انھیں احتیاج ہے کہ اظہار کرامات سے یقین اور ایمان کو قوت دی جائے۔

میں کہتا ہوں کہ اسی بناء پر بعض شیوخ کبار سے منقول ہے کہ مریم علیہا السلام سے خوارق عادات ابتدائے حال میں صادر ہوئے تاکہ اُن کے ایمان کو قوت دی جائے اور یقین کو درجۂ کمال پر پہنچایا جائے چنانچہ جب زکریا علیہ السلام اُن کے پاس جاتے تو اُن کے پاس بلا سبب ظاہری رزق پاتے۔ اور جب اُن کا ایمان و یقین کامل ہوگیا تو پھر سبب کی محتاج کردی گئیں۔ چنانچہ انھیں حکم ہوا وَهُزِّي إِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسَاقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا۔ اے مریم کھجور کی شاخ اپنی طرف کرکے ہلا وہ تم پر تر و تازہ پھل گرا دے گی۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت تھی کہ بلا ہلائے مریم کو رزق پہنچاتے لیکن اب اس کی احتیاج نہ تھی ایمان اور یقین کامل ہوگیا تھا۔

کرامات کی وجہ اور صحابہ کرامؓ کی کرامات کی کمی

شیخ امام عارف باللہ محقق شیخ الطریقہ شہاب الدین

۱؎ سبحان اللہ امام رحمہ اللہ نے کیا لطیف بات فرمائی اس سے یہ بات معلوم ہوگئی کہ بعض بزرگان دین جو دنیوی اسباب کو بڑی شد و مد سے اختیار کرتے ہیں یہ دلیل اُن کے نقص کی نہیں ہوسکتی بلکہ یہ عین کمال ہے کیونکہ عبدیت کا مقتضی یہی ہے اور اسباب کو چھوڑنا ابتدائے حال میں ہوتا ہے۔ سچ ہے ؎ در نیابد حال پختہ ہیچ خام ✦ پس سخن کوتاہ باید والسلام (ترجمہ) کوئی خام (کچا) پختہ حال حاصل نہیں کرتا ہے۔ بات مختصر کرنی چاہیئے اور بس ۱۲ ✦

سہروردی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کرامات اور خوارق تو اس لئے بندہ پر کھولے جاتے ہیں کہ اُس کا ضعیف یقین قوت پذیر ہو جائے۔

اور جن لوگوں سے کرامات صادر ہوئی ہیں اُن سے اوپر ایک اور پاک گروہ ہے کہ اُن کے قلوب سے حجاب اُٹھائے گئے ہیں اور اُن کے قلوب روح یقین سے زندہ ہیں اب انھیں خوارق و کرامات کی کچھ حاجت نہیں اور نہ آیات و قدرت کی ضرورت ہے اسی لئے یہ کرامات صحابۂ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت کم منقول ہیں۔ اور متاخرین مشائخ سے بہت وجہ یہ کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے قلوب منور تھے۔ آخرت کا انھوں نے معائنہ کر لیا تھا دنیا سے بے رغبت ہو گئے تھے۔ ان کے نفوس پاک ہو گئے تھے، اُن کے امور عادیہ عبادت بن گئے تھے، اُن کے قلوب کے آئینے صیقل ہو گئے تھے۔ یہ سب کچھ اس لئے تھا کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے نور حاصل کرتے تھے، نزولِ وحی (وحی اُترنے) کا مشاہدہ کرتے، فرشتوں کی آمد و رفت ان کے سامنے ہوتی اس لئے وہ کرامات اور خوارق اور آیاتِ قدرت سب سے مستغنی (بے نیاز) تھے۔ سو جو یقین کے اس مرتبہ کو پہنچ جاتا ہے وہ تمام حکمت میں ایسی چیز کا مشاہدہ کرتا ہے کہ دوسروں کو وہ آیات قدرت سے نظر آتا ہے۔ اور اور لوگ آیاتِ قدرت دیکھ کر تعجب کرتے ہیں کیونکہ وہ محجوب (پردہ میں) ہیں اور اُن کا یقین ان ہی آیات سے قوت پاتا ہے اور یہ لوگ کھلی آنکھوں ایسی چیزوں کو دیکھتے ہیں اس لئے انھیں کچھ تعجب و حیرت نہیں ہوتی۔

اولیاء اللہ اور کرامتیں

اور فرمایا اولیاء اللہ سے طرح طرح کی کرامات کا صدور ہوتا ہے۔ غیب سے آوازیں سنتے ہیں زمین

کی طلب میں اُن کے لئے کھینچ جاتی ہیں۔ شئے کی ہیئت بدل جاتی ہے مثلاً مٹی کا سونا ہوجانا وغیرہ۔ جو باتیں دل میں پوشیدہ ہوتی ہیں وہ اُن پر کھل جاتی ہیں۔ بعض واقعات ہونے سے پہلے انھیں معلوم ہوجاتے ہیں اور یہ سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور اتباع کا ثمرہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع زیادہ کرتا ہے اُسے قرب و عبودیت زیادہ ملتی ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم کہدو اگر تم اللہ کو چاہتے ہو تو میرا اتباع کرو اللہ خود تمھیں چاہنے لگے گا۔

کرامت معجزہ کا تتمہ

اور فرمایا اولیاء اللہ کی کرامات انبیاء علیہم السلام کے معجزات کا تتمہ ہے کیونکہ یہ کرامتیں انھیں رسول ؑ کے اتباع سے حاصل ہوتی ہیں اس لئے کرامت ولی کی اُس کے رسول کی اطاعت پر دلالت کرتی ہے ہر پیغمبر کے بعد اُن کے متبعین ایسے ہوئے ہیں کہ اُن سے کرامات اور خوارق عادات صادر ہوئے ہیں۔ ختم ہوا کلام شیخ شہاب الدین سہروردی رح کا۔

امام قشیری کا بیان بسلسلۂ کرامت

استاذ امام ابوالقاسم قشیری رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ ہر ولی کی کرامت اس کے پیغمبر کے معجزات میں سے شمار کی جاتی ہے۔ اور فرمایا کرامت کی بہت سی قسمیں ہیں کبھی تو اس طرح ہوتی ہے کہ کوئی دعا مقبول ہوجاتی ہے۔ اور کبھی فاقہ میں کھانا اللہ تعالیٰ کی قدرت سے بغیر ظاہری سبب کے ظاہر ہوجاتا ہے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ پیاس میں پانی ملجاتا ہے اور کبھی تھوڑی دیر میں بہت سی مسافت قطع ہوجاتی ہے اور کبھی کسی دشمن سے نجات دیدیتے ہیں۔ اور کبھی غیب سے آواز سُنتے ہیں اور اس قسم کے افعال جو عادت

کے خلاف ہی سرزد ہو جاتے ہیں۔ انتہیٰ۔

کرامت اور جادو میں فرق

میں کہتا ہوں اگر کوئی پوچھے کہ کرامات اور سحر میں کیا فرق ہے ہمیں تو بظاہر کوئی فرق معلوم نہیں ہوتا؟ **تو جواب** اُس کا یہ ہے کہ **محققین** عارفین نے فرمایا ہے کرامت اور سحر میں بڑا فرق ہے۔ دیکھو سحر تو فاسق، فاجر، بددین اور کفار اور جو احکام شریعت اور متابعت سنت سے روگردانی کرنے والے ہیں سب کوئی کرسکتا ہے اور **کرامت** کا ظہور اولیاء اللہ کے ہاتھوں ہوتا ہے۔ اور اولیاء کی شان یہ ہے کہ وہ احکام اور آداب شرعیہ میں بڑے درجے پر پہنچے ہوئے ہوتے ہیں۔

منکرینِ کرامت کی مثال

میں کہتا ہوں جو لوگ کرامت کا انکار کرتے ہیں۔ وہ مختلف ہیں بعض تو ایسے ہیں کہ اپنے زمانہ کے اولیاء کی کرامت کا انکار کرتے ہیں اور پہلے زمانہ کے اولیاء (جیسے معروف کرخی، سہل تستری جنید بغدادی رضی اللہ عنہم) کے کرامت کا اعتراف کرتے ہیں تو اُن کی مثال شیخ ابوالحسن شاذلی رضی اللہ عنہ نے خوب بیان کی ہے۔ فرمایا ان لوگوں کی مثال ایسی ہے جیسے یہود کہ موسیٰ علیہ السلام کی تصدیق کرتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب۔ کیونکہ آپ کے زمانہ کو پایا اور موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ کو نہیں پایا۔

بعض کہتے ہیں بے شک اِس زمانہ میں اللہ تعالیٰ کے ایسے بندے ہیں کہ اُن سے کرامات کا ظہور ہوتا ہے لیکن اپنے زمانہ کے اولیاء اللہ میں سے کسی کی تعیین نہیں کرتے تو یہ لوگ بھی محروم ہیں کیونکہ جب کسی کا اقرار نہیں کرتے تو کبھی بھی اُنھیں فیض نہ ہوگا اے اللہ ہم توفیق اور حسن خاتمہ کا اپنے اور اپنے مشائخ اور تمام امت محمد [illegible]

کرنے اور انکار سے بچنے کی درخواست کرتے ہیں آپ قبول کیجئے۔ آمین۔

کرامت کا انکار غلط ہے

بعض علماء سے کسی نے اولیاء اللہ کی کرامت کے بابت دریافت کیا تو انھوں نے فرمایا ایسا کون ہے جو کرامت کا انکار کرتا ہے کرامت کے اثبات کے لئے تو یہی دلیل کافی ہے کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے اِنَّ اللّٰہَ یَفْعَلُ مَا یُرِیْدُ یعنی حق تعالیٰ جو چاہے کر سکتا ہے[1]۔

میں کہتا ہوں جو شخص کرامات اولیاء اللہ کا انکار کرتا ہے اُس سے سخت تعجب ہے کیونکہ کرامت کے بارے میں قرآن پاک کی بہت سی آیتیں اور احادیث صحیحہ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے آثار اور سیکڑوں حکایات وارد ہیں جو کھلم کھلا بزرگانِ سلف وخلف سے صادر ہوئی ہیں۔ اور حکایات تو اس کثرت سے منقول ہیں کہ شمار میں نہیں آسکتیں

منکرین کرامت کی زیادتی

بعض منکر ایسے ہیں کہ اگر اولیاء اللہ کو یہ بھی دیکھ لیں کہ وہ اپنی کرامت سے ہوا میں دوڑ رہے ہیں تو بھی کہیں گے کہ جادو ہے۔ یا یہ بکواس کریں گے کہ یہ لوگ شیاطین ہیں۔ اور جو توفیق الٰہی سے ازلی محروم ہے وہ بے دیکھے تو امر حق کی تکذیب کرتا ہی ہے مگر جب وہ ظاہر طور پر بھی دیکھ لے تب بھی انکار ہی کرتا ہے جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے وَلَوْ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ كِتَابًا فِي قِرْطَاسٍ فَلَمَسُوهُ بِأَيْدِيهِمْ لَقَالَ الَّذِينَ

[1] یہ دلیل اس لئے کافی ہے کہ کرامت ولی سے جس شے کا صدور ہوتا ہے اُس کا کرنے والا ولی نہیں ہے بلکہ خود اللہ تعالیٰ ہے اور صرف ولی کے ہاتھوں اُس کا ظہور ہوجاتا ہے اور یہ معلوم ہی ہے کہ حق تعالیٰ کو سب قدرت ہے جو چاہے کرے مردہ کو بھی زندہ کرسکتا ہے ۱۲ مترجم ✣

کَفَرُوْٓا اِنْ ھٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ۔ یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اگر ہم تم پر کاغذ پر لکھی ہوئی کتاب اُتاریں (یعنی کفار اسے دیکھی آنکھوں اُترتے ہوئے دیکھیں) اور کفار اُسے اپنے ہاتھوں سے چھو کر دیکھ بھی لیں تب بھی منکر اور کافر یہی بولیں گے کہ یہ تو کھلا جادو ہے۔

اولیاء کو جادوگر کہنا

تعجب اور سخت تعجب اور غضب کی بات ہے کہ اولیاء کو جادوگر اور شیاطین کہتے ہیں (کیا دکھائی نہیں دیتا) کہ اُن میں ذیل کی کیسی عمدہ اور پاکیزہ صفتیں موجود ہیں اور وہ اِن صفات سے موصوف ہیں، مقرب ہیں، صالح ہیں، زاہد و عابد صابر و شاکر، خائف و متقی ہیں، متوکل و راضی ہیں، عارف ہیں، بُری خصلتوں سے پاک، اور خصائل حمیدہ سے آراستہ اخلاقِ موٰلی سے پیراستہ، اللہ کی طاعت میں سرگرم، آداب شریعت اور اتباعِ سنت سے مزین، پستی سے معالی کے بالاخانوں پر چڑھنے والے ہر حال میں اپنے مولا کے ساتھ مشغول، دنیا بلکہ آخرت سے منھ پھیرنے والے ہیں۔ انھوں نے اپنے نفوس کو بقاء دائمی کے لئے مردہ کر ڈالا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے انھیں بقاء دائمی بخشی، اللہ کا جمال و جلال اُن کے قلوب پر متجلی ہے۔ اور یہ سب دولت اُنھیں اس لئے ملی کہ اُنھوں نے خدا کی راہ میں کماحقہ کوشش کی جیسا کہ اللہ تعالیٰ اپنے کلام پاک میں فرماتا ہے وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا یعنی جو ہماری راہ میں کوشش کرے گا اُسے ہم اپنے راستے دکھائیں گے اور اس میں کچھ شک نہیں کہ آیاتِ ذیل کے مورد اور مصداق یہی لوگ ہیں قال اللہ تعالیٰ۔

وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِیْنَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ وَجِلَتْ قُلُوْبُھُمْ۔

وَ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ وَجِلَتْ قُلُوْبُھُمْ وَاِذَا تُلِیَتْ عَلَیْھِمْ اٰیٰتُہٗ زَادَتْھُمْ اِیْمَانًا وَّعَلٰی رَبِّھِمْ یَتَوَکَّلُوْنَ۔

اِنَّہٗ لَیْسَ لَہٗ سُلْطٰنٌ عَلَی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰی رَبِّھِمْ یَتَوَکَّلُوْنَ ○

(ترجمہ) اور خوشخبری سنا دیجئے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان عاجزی کرنے والوں کو جو (ایسے نیک ہیں) کہ جب اللہ کا نام لیا جاتا ہے تو اُن کے دل ڈر جاتے ہیں۔

ایمان والے وہی ہیں کہ جب اللہ کا نام آتا ہے تو اُن کے دل ڈر جاتے ہیں اور جب اللہ کی آیتیں اُن پر پڑھی جاتی ہیں تو وہ آیتیں اُن کا ایمان بڑھا دیتی ہیں اور وہ اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں۔

بے شک شیطان کا اُن پر کچھ نہیں چلتا جو ایمان لائے اور اپنے پروردگار پر بھروسہ کرتے ہیں۔

بے حساب جنت میں

اور حدیث صحیح میں ہے کہ بعض بندے ایسے ہوں گے کہ وہ بے حساب جنت میں جائیں گے وہ لوگ ایسے ہیں جو نہ تعویذ گنڈے کرتے اور نہ کسی سے کراتے اور نہ بدفالی لیتے ہیں۔ بلکہ سب امور میں اپنے پروردگار پر بھروسہ کرتے ہیں۔ تو دیکھو اس حدیث کے مصداق یہ لوگ ہیں یا اہلِ دنیا۔ اور حدیث صحیح میں وارد ہے کہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مصعب[1] ابن عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ ایک مینڈھے کی کھال پہنے جا رہے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ سے فرمایا دیکھتے ہو مصعب کی کیا حالت ہے۔ اللہ و رسولؐ کی محبت نے ان کا

---

[1] یہ صحابی مسلمان ہونے سے پہلے بڑے مالدار تھے جب مسلمان ہوئے تو اللہ و رسولؐ کی محبت میں اُن کی یہ حالت ہوگئی جو حدیث میں مذکور ہے ۱۲ منہ

یہ حال بنا دیا۔

احسان کی تعریف

اور حدیث شریف میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے پوچھا کہ یا رسول اللہ احسان کیا ہے؟ آپ نے فرمایا احسان یہ ہے کہ اللہ کی عبادت اس طرح کر کہ گویا اُسے دیکھ رہا ہے۔ اور اگر یہ نہ ہو سکے تو اس طرح عبادت کر کہ وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔ اِس حدیث کے مضمون کے پورے نمونے ظاہر ہے کہ یہی لوگ ہیں جو اپنے نفس کا ہمیشہ جائزہ لیتے رہتے ہیں۔

سادگی علامتِ ایمان ہے

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ سادگی اور بے تکلفی اور فاخرہ لباس چھوڑ دینا ایمان کی علامت ہے۔

اِس کے سوا اس قدر احادیث اور بزرگوں کے حالات ہیں کہ وہ اس امر کو بتلا رہے ہیں کہ جو مراتبِ علیا قرآن پاک اور احادیث صحیح میں وارد ہیں اُن کے مصداق ایسے ہی لوگ ہیں اور اِن ہی لوگوں کی سعی قابلِ قدر ہے اور اللہ تعالیٰ ان ہی کی شان میں فرماتا ہے۔ رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ یعنی گھروں میں ایسے لوگ ہیں کہ جنھیں اللہ کے ذکر سے نہ تجارت غفلت میں ڈالتی ہے اور نہ بیع۔

اہلِ دنیا نگاہِ نبوی میں

اور یہ اہلِ دنیا، حریص اور دنیا پر گرنے والے کبھی بھی اِن اوصاف کے مورد نہیں ہو سکتے یہ وہ لوگ ہیں کہ اِن کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اگر دو بھیڑیے بکریوں کے ایک گلہ میں چھوڑ دیے جائیں تو وہ اتنا فساد نہ مچائیں اور نہ مال کو تباہ و برباد کریں جتنا کہ آدمی کے دین کو مال کی حرص برباد کرتی ہے۔ اور یہ وہ لوگ ہیں کہ جن کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

اِنَّ الْاِنْسَانَ لَیَطْغٰی اَنْ رَّاٰہُ اسْتَغْنٰی۔ یعنی بیشک انسان سرکشی کرتا ہے اس وجہ سے کہ وہ اپنے کو غنی دیکھتا ہے۔

میں کہتا ہوں کہ الحمد للہ جس مقدمہ کا ذکر اوّل خطبہ میں کیا گیا ہے وہ تمام ہو گیا اور اب میں حسب وعدہ صلحا کی حکایات شروع کرتا ہوں۔ مگر میں نے ان حکایات کے بیان کرنے میں کسی قسم کی ترتیب عمر، زمانہ، مکان، فضیلت وغیرہ کی رعایت نہیں رکھی کیفما اتفق (یعنی جس طرح اتفاق ہوا) حکایات لکھی ہیں۔ بعض جگہ ایک ایک میں دو دو حکایتیں بھی جمع کر دی ہیں اور اس کے مختلف سبب ہیں۔

حکایات

صلحاء و اولیاء کاملین رضی اللہ عنہم اجمعین

ذوالنون مصری کی حاضری ایک یمنی بزرگ کی خدمت میں

(۱) ذوالنون مصریؒ فرماتے ہیں کہ یمن کے بزرگوں میں سے ایک شخص کو میں نے سنا کہ وہ خوف، خشوع، تواضع، حکمت میں یکتائے فن ہے۔ جب میں حج کے لئے بیت اللہ گیا اور وہاں سے فارغ ہوا دل میں شوق پیدا ہوا کہ آؤ اس بزرگ یمنی کی بھی زیارت کریں اور اُن کے کلام موعظت فرجام (نصیحت) سے فیضیاب ہوں۔ میرے ساتھ میں چند اصحاب میرے ہمخیال بھی تھے اور اُن میں ایک ایسا جوان تھا کہ صلحاء کی علامت سے اُس کا چہرہ روشن اور خوفِ الٰہی کا پورا منظر تھا بغیر بیماری زرد رو اور بلا درد اُس کے آنکھ سے پانی جاری تھا۔ خلوۃ دوست تنہائی پسند تھا۔ دیکھنے سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ابھی اس پر کوئی مصیبت پڑی ہے۔ اور ہم

اسے ملامت کیا کرتے تھے کہ بھائی اپنے نفس پر اتنی سختی مناسب نہیں کچھ آرام بھی دینا چاہیے لیکن وہ سن کر چپ ہو رہتا کچھ جواب نہ دیتا تھا۔ اور یوماً فیوماً مجاہدے اور سعی میں سرگرم تھا۔ "الغرض" وہ جوان ہم میں یمن تک ساتھ رہا۔ یمن پہنچکر ہم نے اس بزرگ کا گھر تلاش کیا۔ دروازے پر پہنچکر دستک دی وہ بزرگ باہر آیا ہم نے دیکھا اس کا چہرہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا ابھی قبر سے اٹھکر آیا ہے سب سے اول ہم میں سے اس جوان نے سلام و کلام و مصافحہ کیا اس نے مرحبا کہا پھر ہم سب نے بھی سلام کیا پھر سب بیٹھ گئے اور اس جوان نے ہم سے پہلے اس بزرگ سے بات چیت کرنی شروع کی اور کہنے لگا حضرت آپ اور آپ جیسے بزرگوں کو حق تعالیٰ نے دلوں کے امراض کا طبیب اور معالج بنایا ہے اور میرے دل میں ایک زخم ہے اور ایسی بیماری ہے کہ وہ دل میں راسخ و متمکن ہو گئی ہے اگر آپ اپنے پاس سے کچھ مرہم عنایت فرمائیں تو غایت کرم و احسان ہو گا۔

خوفِ خداوندی شیخ نے فرمایا جو تمہیں پوچھنا ہو پوچھو۔ جوان نے پوچھا کہ حضرت خوف الٰہی کی علامت کیا ہے؟ شیخ نے فرمایا جب خوفِ الٰہی ہوا کرتا ہے سب خوفوں سے بندہ مامون ہو جاتا اور اللہ ہی کا خوف دل میں گڑ جاتا ہے۔ وہ جوان یہ بات سن کر تھرا اٹھا پھر بیہوش ہو کر گر پڑا۔ جب ہوش میں آیا تو پوچھا کہ حضرت بندہ کو کب یقین ہوتا ہے کہ میں خائف ہو گیا ہوں؟ فرمایا دنیا کی لذتوں کو اس طرح چھوڑ دے جیسے کوئی بیمار بیماری بڑھ جانے کے خوف سے کھانے پینے کی چیزوں سے پرہیز کرتا اور کڑوی دوا پر صبر کرتا ہے اسی طرح یہ خائف بھی دنیا کی لذتوں کو چھوڑ دیتا ہے۔ یہ سن کر اس جوان نے ایسی چیخ ماری کہ ہم سمجھ گئے کہ اس کی طائر روح نے جسدِ عنصری سے پرواز کی۔

محبتِ الٰہی پھر دیر کے بعد ہوش آیا تو پوچھا کہ حضرت یہ فرمایئے کہ خدائے تعالیٰ کی

محبت کی کیا علامت ہے۔؟ شیخ نے فرمایا اے دوست محبت کا بہت بڑا درجہ ہے۔ جوان نے عرض کیا کچھ تو فرمائیے؟ فرمایا اُن کے قلوب سے حجاب (پردہ) اُٹھا دیا جاتا ہے اور وہ اپنے دلوں کے انوار (روشنیوں) سے محبوب حقیقی کی عظمت و جلال کا مشاہدہ کرتے ہیں۔ اُن کی ارواح روحانیہ (عالم بالا سے متعلق) اُن کے قلوب حجبیہ (پردہ سے ہمکنار)۔ اُن کی عقول سماویہ (بلند و بالا) ہوجاتی ہیں اور وہ ملائکہ کی جماعت کے ساتھ رہتے ہیں اور ان امور کو آنکھوں سے مشاہدہ کرتے اور حق تعالیٰ کی عبادت میں اپنی پوری استطاعت صرف کر ڈالتے ہیں اور اس عبادت سے نہ انھیں جنت کی طمع ہوتی ہے نہ جہنم کا خوف ہوتا ہے یہ سُنکر اُس جوان نے ایک چیخ ماری اور جان بحق تسلیم کی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔ شیخ نے بوسہ دیا اور رو کر کہنے لگے دیکھو خائفین کا تضرع اور محبین کا یہ درجہ ہے۔

اللہ تعالیٰ کے ذاکرین کی احتیاط

(۲) حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں ملک شام میں گیا تو وہاں ایک سبز و شاداب باغ پر میرا گذر ہوا کیا دیکھتا ہوں کہ سیب کے درخت کے نیچے ایک جوان نماز پڑھ رہا ہے۔ میں نے آگے بڑھکر اُسے سلام کیا اُس نے کچھ جواب نہ دیا دوسری مرتبہ پھر میں نے سلام کیا تو اُس نے اپنی نماز کو جلد ختم کر کے زمین پر اُنگلی سے یہ شعر لکھے

مُنِعَ اللِّسَانُ مِنَ الْكَلَامِ لِاَنَّهٗ	اَلْبَلَاءِ وَجَالِبُ الْاٰفَاتِ
فَاِذَا انْطَقْتَ تَكُنْ لِرَبِّكَ ذَاكِرًا	لَا تَنْسَہٗ وَاحْمَدُهٗ فِي الْحَالَاتِ

یعنی زبان بولنے سے اس لئے روکی گئی ہے کہ وہ طرح طرح کی بلیات کا کھنڈانہ اور آفات کی کھینچنے والی ہے اس لئے تمھیں چاہئے کہ جب بولو اللہ ہی کا ذکر کرو اور اُسے کسی وقت بھی نہ بھولو اور ہر حالت میں اُس کی حمد کرتے رہو۔

ایسی چیز لکھو جو قیامت کے دن کے لئے خوشی و مسرت کا ذریعہ ہو

ذوالنون مصریؒ فرماتے ہیں کہ میں یہ دیکھکر بہت دیر تک روتا رہا۔ پھر میں نے بھی جواب میں زمین پر انگلی سے یہ شعر لکھ دیئے ؎

وَمَا مِنْ کَاتِبٍ اِلَّا سَیُبْلٰی — وَیُبْقِی اللّٰہُ دَھْرٌ مَا کَتَبَتْ یَدَاہُ
فَلَا تَکْتُبْ بِکَفِّکَ غَیْرُ شَیْءٍ — یَسُرُّکَ فِی الْقِیَامَۃِ اَنْ تَرَاہُ

یعنی ہر لکھنے والا ایک دن قبر میں خاک ہو جائے گا اور اُس کا نوشتہ ہمیشہ باقی رہے گا۔ اِس لئے تمھیں لازم ہے کہ اپنے ہاتھ سے ایسی شئے کے سوا کہ جس کے دیکھنے سے قیامت میں خوشی و مسرت ہو کچھ نہ لکھو۔

ذوالنون مصریؒ فرماتے ہیں کہ اُس جوان نے یہ دیکھکر ایک چیخ ماری اور جان بحق تسلیم کی۔ میں نے چاہا کہ اُسے غسل دے کر دفن کر دوں کہ یکایک آواز آئی کہ کوئی پکار کر کہہ رہا ہے ذوالنون اسے چھوڑ دے حق تعالیٰ نے اس سے وعدہ فرما لیا ہے کہ اس کی تجہیز و تکفین فرشتے کریں گے۔ ذوالنون کہتے ہیں میں یہ سُن کر الگ ہو گیا اور ایک درخت کے نیچے جا کر نماز پڑھنے لگا چند رکعتیں پڑھکر جو میں گیا تو وہاں اُس کا نشان تک نہ پایا اور نہ اُس کی کچھ خبر ہوئی رضی اللّٰہ عنہ وعنّا۔

عبادتِ خداوندی میں ایک نوجوان کا حالِ زار

(۳) ذوالنون مصریؒ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ بیت المقدس کے پہاڑ پر جا رہا تھا کہ یکایک میں نے ایک آواز سُنی کوئی کہتا ہے کہ خادموں اور غلاموں کے بدن سے دُکھ درد دُور ہو گئے اور وہ طاعتِ خداوندی میں مشغول ہو کر کھانے

پینے سے غافل ہو گئے اور ان کے بدن حقیقی بادشاہ کے سامنے کھڑے ہونے کے عادی ہو گئے"
حضرت ذوالنون مصری فرماتے ہیں کہ میں اُس آواز کے پیچھے پیچھے چلا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ وہ آواز دینے والا ایک امرد جوان ہے۔ مُنھ پر زردی چھارہی ہے، بدن نحیف ہے۔ ہوا چلنے سے ہری شاخ کی طرح لچکتا ہے۔ اُس پر دو چادریں ہیں ایک چادر کا تہہ بند کر رکھا ہے دوسری اوڑھ رہا ہے جب اُس نے مجھے دیکھا تو درخت کے اندر چھُپنے لگا میں نے کہا اولڑکے اتنا تنفر اور اتنی کج خلقی! یہ تو مومنین کی شان اور اخلاق کے خلاف ہے یہ سُنکر وہ مجھ سے بولا۔ اور کچھ پند و نصیحت کی پھر اللہ تعالیٰ کے سامنے سجدہ میں گر پڑا اور ان الفاظ سے مناجات کی ھذا مقام من لاذ بك واستجار بمعرفتك والف محبتك فیا الٰہ القلوب وما تحویه من جلال عظمتك احجبنی عن القاطعین لی عنك۔ یعنی اے اللہ یہ مقام اس شخص کا ہے جو تیرے ساتھ گھُونگا پھر اور تیری معرفت کے ساتھ پناہ چاہی اور تیری محبت کا دلدادہ ہو، بس اے دلوں کے مالک اور اُس جلال و عظمت کے مالک جو دلوں میں ہے جو لوگ مجھے آپ سے قطع اور الگ کرنے والے ہیں مجھے اُن سے چھپا دے پھر وہ میری نظروں سے غائب ہو گیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

ایک پیر فرتوت کا اللہ تعالیٰ سے تعلق

اور حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں شام کے پہاڑوں میں سفر کر رہا تھا چلتے چلتے ایک ٹیلے پر پہنچا وہاں ایک شیخ کو پایا کہ اُن کی بھویں بڑھاپے کی وجہ سے آنکھوں پر آگئی تھیں۔ میں نے اُنھیں سلام کیا وہ سلام کا جواب دے کر بارگاہِ الٰہی میں اِس مضمون سے مناجات کرنے لگے۔ اے وہ ذات جسے گنہگار پکارتے ہیں تو

اُسے قریب پاتے ہیں۔ اور اے وہ ذات کہ زاہد جس کا قصد کرتے ہیں تو اُسے محبوب پاتے ہیں۔ اور اے وہ ذات جس کے ساتھ مجاہدہ در یاضت کرنے والے اُنس پکڑتے اور دعا کرتے ہیں تو اُسے قبول کرنے والا پاتے ہیں۔

ابدال مرد و عورت کا نکاح

(۴) استاذ ابو القاسم جنید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک ابدال مرد اور ایک ابدال عورت کے نکاح کی مجلس میں حاضر ہوا وہاں حاضرین مجلس میں سے ہر ایک نے اپنا ہاتھ اوپر بڑھایا اور موتی دیاقوت سب کے سامنے لا ڈالے۔ حضرت جنیدؒ فرماتے ہیں کہ میں نے بھی ہاتھ بڑھایا اور زعفران سامنے لا رکھی تو خضر علیہ السلام فرمانے لگے تم نے دولہا دلہن کے لئے مناسب ہدیہ پیش کیا حاضرین میں سے کسی نے بھی ایسا ہدیہ نہیں دیا۔

اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی طرف نگاہ اُٹھانے کا نتیجہ

بعض عارفین نے فرمایا ہے کہ مجھے چالیس حوریں دکھائی دیں میں نے اُنھیں دیکھا کہ ہوا میں اُڑ رہی ہیں اور چاندی سونے کے کام کے لباس سے آراستہ ہیں۔ میں نے جو اُنھیں نظر بھر کر دیکھا تو چالیس روز تک عتاب میں رہا پھر ان کے بعد اسی حوریں جو حُسن و جمال میں اُن سے بھی زیادہ تھیں دکھائی دیں۔ آواز آئی کہ انھیں دیکھ۔ میں یہ سُنکر فوراً سجدہ میں گر پڑا اور گرتے ہی اپنی آنکھیں خوب زور سے بھینچ لیں۔ اور عرض کیا اَعُوذُ بِکَ مِمَّا سِوَاکَ لَا حَاجَۃَ لِی بِھٰذَا (اے اللہ میں آپ کے سوا سے پناہ مانگتا ہوں مجھے اس کی کچھ حاجت نہیں) اسی طرح برابر عجز و زاری کرتا رہا۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں مجھ سے ہٹا دیا۔

ایک نماز کے عاشق کی پنڈلی میں درد اور اس کا قدرتی علاج

(۵) شیخ

عبدالواحد بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میری پنڈلی میں درد ہو گیا تھا اُس کی وجہ سے نماز میں بڑی تکلیف ہوتی تھی۔ ایک رات جو میں نماز کے لئے اُٹھا تو اُس میں سخت درد ہوا اور بمشکل نماز پوری کر چادر اسرہانے رکھ سو گیا۔ خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک حسینہ جمیلہ لڑکی جو سراپا حُسن کی پتلی تھی، چند خوبصورت بنی ٹھنی لڑکیوں کے ہمراہ ایک نازو انداز کے ساتھ میرے پاس آکر بیٹھ گئی اور لڑکیاں جو اُس کے ہمراہ تھیں اُس کے پیچھے بیٹھ گئیں۔ اُن میں سے ایک کو اُس نے کہا کہ اِس شخص کو اُٹھاؤ مگر دیکھو بیدار نہ ہونے پائے۔ وہ سب کی سب میری طرف متوجہ ہوئیں اور مجھے سب نے مل کر اٹھایا میں یہ سب کیفیت خواب میں دیکھ رہا تھا پھر اُس نے اپنی خواصوں سے کہا کہ اس کے لئے نرم نرم بچھونے بچھاؤ اور اپنے اپنے موقع سے تکیے رکھدو۔ اُنھوں نے فوراً سات بچھونے اوپر تلے بچھائے کہ میں نے عمر بھر کبھی ایسے بچھونے نہ دیکھے تھے پھر اُس پر نہایت خوبصورت سبز رنگ کے تکیے نصب کئے پھر حکم کیا کہ اسے اس فرش پر لٹادو مگر دیکھو خبردار جاگنے نہ پائے مجھے اُنھوں نے اِس بچھونے پر لٹا دیا اور میں اُنھیں دیکھتا اور سب باتیں سُنتا تھا۔ پھر اُس نے حکم دیا کہ اس کے چاروں طرف پھول پھلواری رکھدو۔ اُنھوں نے سُنتے ہی طرح طرح کے پھول رکھدیئے پھر وہ میرے پاس آئی اور اپنا ہاتھ میرے اُسی درد کی جگہ رکھا اور ہاتھ سے سہلایا پھر کہا کھڑا ہو۔ نماز پڑھ حق تعالیٰ نے تجھے شفا دی یہ اُس کا کہنا تھا کہ میری آنکھ کھل گئی میں نے اپنے آپ کو بھلا چنگا پایا گویا کبھی بیمار ہی نہ تھا وہ دن اور آج کا دن میں کبھی بیمار نہیں ہوا۔ اور میرے دل میں اب تک اِس کے اِس کہنے کی کہ "کھڑا ہو نماز پڑھ حق تعالیٰ نے تجھے شفا دی" لذت وحلاوت موجود ہے۔

وِرد و وظائف کے ناغہ ہونے پر تنبیہ و ترغیب (۶) شیخ عبدالواحد

رضی اللہ عنہ ہی فرماتے ہیں کہ ایک رات کا واقعہ ہے کہ مجھے نیند آئی اور معمولی وِرد وظائف بھی چھوٹ گئے خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک نہایت خوبصورت حسین لڑکی ہے کہ اُس سے زیادہ میں نے کسی کو حسین نہ دیکھا سبز ریشمی کپڑے پہن رہی ہے اِس کے پاؤں میں دو جوتیاں ہیں کہ وہ تسبیح کر رہی ہیں اور اُس کے تسمے تقدیس۔ اور مجھ سے کہتی ہے ابن زید! میری طلب میں کوشش کر کیونکہ میں تیری طلب میں ہوں۔ پھر اُس نے یہ شعر پڑھا ؎

من یشتری ومن یکن سکنی		یا من فی ربحہ من الغبن	.

(یعنی جو مجھے خریدے اور جو میرے دل کا چین و آرام بنے وہ اپنی تجارت کے نفع میں خسارہ سے مامون رہے گا) میں نے پوچھا تیری قیمت کیا ہے؟ اُس نے یہ شعر پڑھا ؎

محبۃ اللہ ثم طاعتہ		وطول فکر یشاب بالحزن	

(یعنی میری قیمت اللہ کی محبت اور محبت کے ساتھ اُس کی طاعت۔ اور میری قیمت ایسا طویل فکر ہے جو حزن کے ساتھ ہو) میں نے کہا اے لڑکی تیرا مالک کونسا ہے تو اُس نے جواب دیا ؎

لمالکٍ لا یرد لی ثمنا		من خاطب قد اتاہ بالثمن	

(یعنی میرا وہ مالک ہے کہ اگر کوئی میری خواہش کرنے والا اُس کے پاس میری قیمت لائے تو وہ اُس قیمت کو رد نہیں کرتا بلکہ قبول کر لیتا ہے)۔

کہتے ہیں کہ شیخ عبدالواحدؓ یہ خواب دیکھ کر جاگ اُٹھے اور اس کے بعد سے قسم کھالی کہ رات کو کبھی نہ سوؤں گا۔ اِن بزرگ کا یہ حال تھا کہ اُنھوں نے صبح کی نماز چالیس برس تک عشاء کے وضو سے پڑھی ہے۔

نفعنا اللہ من برکاتہ رضی اللہ عنہ	

شب بیداری

(۷) مروی ہے کہ شیخ مظہر سعدی رضی اللہ عنہ حق تعالیٰ کے شوق میں ساٹھ برس برابر روئے ایک شب خواب میں کیا دیکھتے ہیں کہ گویا میں ایک نہر کے کنارے ہوں اور اس میں مشک خالص پڑا بہہ رہا ہے۔ اُس کے کناروں پر موتیوں کے درخت سونے کی شاخوں والے کھڑے لہلہا رہے ہیں۔ اتنے میں چند لڑکیاں بنی ٹھنی حُسن و جمال میں یکتا آئیں اور پکار پکار کر یہ الفاظ گائیں۔ سبحان المسبح بکل لسان سبحانہ سبحان الموجود بکل مکان سبحانہ سبحان الدائم فی کل الازمان سبحانہ (یعنی پاک ذات ہے وہ ذات جس کی ہر زبان پاکی بیان کرتی ہے۔ پاک ذات ہے وہ جو ہر مکان میں موجود ہے۔ پاک ذات ہے وہ جو ہر زمانے میں پاک ذات ہے)۔ میں نے پوچھا تم کون ہو اور کیا کرتی ہو انھوں نے کہا ؎

برانا الہ الناس رب محمد		یقوم علی الاقدام باللیل قوم	
یناجون رب العالمین الٰھھم		فتسری ھموم القوم والناس نوم	

(یعنی لوگوں کے معبود اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پروردگار نے اُس قوم کے لئے پیدا کیا ہے جو رات کو اپنے پروردگار کے سامنے قدموں پر کھڑے رہتے اور اپنے معبود رب العالمین سے مناجات کرتے رہتے ہیں اور حق تعالیٰ کے ذوق و شوق میں اُن کی یہ حالت ہے کہ شب کو اُن کے افکار برابر چلتے رہتے ہیں اور اور لوگ پڑے سوتے ہیں)۔

شب بیداری کا چھوڑنا اور اس کا نتیجہ

(۸) شیخ ابوبکر ضریر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے ہاں ایک غلام نوجوان خوبصورت تھا دن کو روزہ رکھتا، رات بھر قیام کرتا تھا وہ ایک دن

میرے پاس آیا اور بیان کیا کہ آج میں سو گیا تھا کہ معمولی اوراد بھی ترک ہو گئے۔ خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ گویا سامنے سے محراب پھٹ گئی ہے اور چند حسین لڑکیاں اُس میں سے نکلی ہیں۔ اُن میں ایک لڑکی نہایت ہی بدصورت ہے کہ میں نے عمر بھر کبھی نہ دیکھی تھی میں نے پوچھا کہ تم سب کس کے واسطے ہو اور یہ بدصورت کس کے لئے؟ اُنھوں نے کہا ہم سب تو تیری گذشتہ راتیں ہیں۔ اور بُری صورت والی تیری یہ رات ہے جس میں تو سو رہا ہے اگر اسی رات تو مر گیا تو یہی تیرے حصّے میں آئے گی۔ یہ خواب بیان کر کے اُس جوان نے ایک چیخ ماری اور جان بحق تسلیم کی۔

تہجّد اور شب بیداری کی اہمیّت

(۹) بعض عارفین نے کہا ہے کہ ایک رات کا واقعہ ہے کہ میں سو گیا اور ایسا سویا کہ معمولی اوراد بھی رہ گئے۔ خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک ایسی حسین لڑکی کھڑی ہے جو تمام عمر میں میں نے کبھی ایسی نہ دیکھی تھی، اور اُس میں سے خوشبو ایسی مہک رہی تھی کہ میں نے کبھی نہ سونگھی تھی اُس نے مجھے ایک رقعہ دیا اور کہا کہ اسے پڑھ میں نے جو پڑھا تو اُس میں یہ اشعار تھے ؎

لذ ذت بنومۃ عن خیر عیش	مع الولدان فی غرف الجنان
تعیش مخلداً لا موت فیھا	و تنبقی فی الجنان مع الحسان
تیقظ من منامک ان خیرا	من النوم التھجد بالقرآن

(۱) یعنی تو سونے کی لذت میں مشغول ہو گیا اور جنت کی کھڑکیوں کے عمدہ عیش او وہاں کے خادموں سے غافل رہا۔

(۲) جنّت میں تو ہمیشہ خوبصورت عورتوں کے ساتھ ہمیشہ کو رہے گا اور

وہاں موت نہیں۔

(۴) اِس وقت اِس خوابِ غفلت سے ہوشیار ہو۔ سونے سے تہجّد کی نماز اور قرآن شریف ہے۔

اِن اشعار کے پڑھتے ہی میری آنکھ کھُل گئی اور اپنے آپ کو ایک خوف زدہ سا پایا اب جب کبھی مجھے یہ اشعار یاد آجاتے ہیں تو میری نیند بالکل اُڑ جاتی ہے۔

ٹھنڈے پانی کے اہتمام پر سرزنش

(۱۰) مروی ہے کہ شیخ سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک روز ابوالقاسم جنید رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے تو اُنھیں روتے ہوئے پایا۔ پوچھا کہ حضرت آپ کیوں روتے ہیں۔؟ فرمایا کل شب کو لڑکی آئی تھی اُس نے کہا اباجان آج کی رات سخت گرمی ہے میں یہ ٹھلیا پانی کی ٹھنڈا ہونے کے لئے کسی جگہ لٹکاتی ہوں میں نے کہا اچھا جہاں موقع دیکھو وہاں لٹکادو۔ وہ تو لٹکا کر گئی اور مجھے نیند کا غلبہ ہوا حتیٰ کہ میں سوگیا۔ خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک عورت نہایت حسین وجمیل جس کی نظیر دُنیا میں نہیں مل سکتی آسمان سے زمین پر اُتری۔ میں نے اُس سے پوچھا کہ تو کس کے لئے ہے۔؟ اُس نے کہا میں کسی کے لئے بھی سہی مگر اُس کے لئے تو ہوں نہیں جو ٹھنڈا پانی پیئے۔ میں یہ خواب دیکھکر بیدار ہوگیا اور اُس ٹھلیا کو توڑ دیا۔ حضرت جنید فرماتے ہیں کہ اُس ٹوٹی ٹھلیا کو پھر کسی نے نہ اُٹھایا۔

رات میں پڑے سونے پر تنبیہ

شیخ ابوسلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں بھی ایک رات سوگیا تھا اور معمولہ وظائف بھی رہ گئے تھے۔ خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک نہایت حسین حور ہے کہ وہ کہہ رہی ہے کہ ابوسلیمان! تم تو مزے سے پڑے سو رہے ہو اور میں تمھارے لئے پانچ سو برس سے

پرورش کی جارہی ہوں۔

جہاد کی ایک آیت کا اثر ایک نوخیز جوان پر

(۱۱) شیخ عبدالواحد بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم نے جہاد کی تیاری کی میں نے اپنے ساتھ والے رفیقوں سے کہا کہ جہاد کے فضائل میں ہر ایک شخص دو دو آیتیں پڑھنے کے لئے تیار ہو جائے۔ پس ایک شخص نے ہم میں سے یہ آیۃ پڑھی

اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَہُمْ وَاَمْوَالَہُمْ بِاَنَّ لَہُمُ الْجَنَّۃَ

(یعنی بیشک اللہ تعالیٰ نے خریدی مسلمانوں سے اُن کی جان اور مال اس قیمت پر کہ اُن کے لئے جنت ہے) یہ آیت سُن کر ایک لڑکا جو چودہ پندرہ برس کی عمر کا تھا اور اس کا باپ بہت سا مال چھوڑ کر مرگیا تھا کھڑا ہوا اور کہا عبدالواحد! کیا اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی جان و مال جنت کے بدلے خرید لی۔ شیخ نے فرمایا ہاں بیشک اُس نے خریدی۔ اُس نے کہا تو میں گواہ کرتا ہوں کہ میں نے اپنا مال اور جان جنت کے بدلہ میں بیچ دی۔ میں نے کہا دیکھ خوب سوچ سمجھ لے کہ تلوار کی دھار بڑی تیز ہوتی ہے اور تو بچہ ہے مجھے یہ خوف ہے کہ شاید تجھ سے صبر نہ ہو سکے اور عاجز ہو جائے اُس نے جواب میں کہا کہ یا شیخ میں اللہ تعالیٰ سے معاملہ کروں اور پھر عاجز ہو جاؤں اس کے کیا معنی؟ میں خدائے تعالیٰ کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ میں نے اپنا سب مال اور اپنی جان فروخت دی۔ شیخ رحؒ نے فرمایا کہ میں اتنی بات کہکر بہت ہی پہنچا اور نادم بھی ہوا اور اپنے جی میں کہا کہ دیکھو اس بچہ کی کیسی عقل ہے اور ہم کو باوجود بڑے ہونے کے عقل نہیں۔

الغصہ اُس لڑکے نے اپنے گھوڑے اور ہتھیار اور کچھ خرچ ضروری گے

سوا کُل مال صدقہ کر دیا جب چلنے کا دن ہوا تو سب سے پہلے ہمارے پاس آیا اور کہا یا شیخ! السلام علیکم۔ شیخ کہتے ہیں میں نے سلام کا جواب دیکر کہا خوش ہو۔ تمھاری بیع نفع مند ہوئی پھر ہم جہاد کے لئے چلے اور اُس لڑکے کی یہ حالت تھی کہ رستہ میں دن کو روزہ رکھتا اور رات بھر نماز میں کھڑا رہتا۔ اور ہماری اور ہمارے جانوروں کی خدمت کرتا اور جب ہم سوتے تو ہمارے جانوروں کی حفاظت کرتا۔ جب ہم روم کے ایک شہر کے قریب پہنچے تو ہم نے دیکھا کہ وہ جوان چلّا چلّا کر کہہ رہا ہے کہ اے عیناء مرضیہ تو کہاں ہے۔ میرے رفیقوں نے کہا کہ شاید یہ مجنون ہوگیا میں نے اُسے بُلا کر پوچھا کہ بھائی کسے پکار رہے ہو۔ اور عیناء مرضیہ کون ہے تو اُس نے ساری کیفیت بیان کی کہ میں کچھ غنودگی کی سی حالت میں تھا کہ میرے پاس ایک شخص آیا اور کہا کہ عیناء مرضیہ کے پاس چلو میں اُس کے ساتھ ساتھ ہولیا وہ مجھے ایک باغ میں لے گیا کیا دیکھتا ہوں کہ نہر جاری ہے پانی نہایت صاف و شفاف ہے۔ نہر کے کنارے نہایت حسین حسین لڑکیاں ہیں کہ زیور ولباس گرانبہا سے آراستہ و پیراستہ ہیں۔ جب اُنھوں نے مجھے دیکھا تو خوش ہوئیں اور آپس میں کہنے لگیں کہ یہ عیناء مرضیہ کا خاوند ہے۔ میں نے اُنھیں سلام کہہ کے پوچھا تم میں عیناء مرضیہ کونسی ہے؟ اُنھوں نے کہا ہم تو اُس کی لونڈیاں باندیاں ہیں وہ تو آگے ہے۔ میں آگے گیا تو ایک نہایت عمدہ باغ میں لذیذ و ذائقہ دار دودھ کی نہر بہتی دیکھی اور اُس کے کنارہ بھی پہلی عورتوں سے زیادہ حسین دیکھیں اُنھیں دیکھکر تو میں مفتون ہوگیا وہ مجھے دیکھکر بہت ہی خوش ہوئیں اور کہا کہ یہ عیناء مرضیہ کا خاوند ہے۔ میں نے پوچھا وہ کہاں ہے؟ کہا کہ وہ تو آگے ہے ہم تو اُس کی خدمت کرنے والی ہیں تم گھر جاؤ۔ میں آگے گیا دیکھا تو ایک نہر خالص مزیدار شراب کی جاری ہے اور اُس کے

کنارے ایسی حسین وجمیل عورتیں بیٹھی ہیں کہ اُنھوں نے پہلی سب عورتوں کو بھی بُھلا دیا۔ میں نے سلام کر کے اُن سے پوچھا کہ عیناء مرضیہ کیا تم میں ہے۔ اُنھوں نے کہا کہ ہم تو نہیں ہیں ہم سب تو اُس کی کنیزیں ہیں وہ آگے ہے تم آگے جاؤ۔ میں آگے گیا تو ایک تیسری نہر خالص شہد کی بہتی دیکھی اور اُس کے کنارے کی عورتوں نے پچھلی سب عورتوں کو بُھلا دیا۔ میں نے اُن سے بھی سلام کر کے پوچھا کہ عیناء مرضیہ کیا تم میں ہے۔؟ اُنھوں نے کہا اے ولی اللہ ہم تو اُس کی لونڈی باندیاں ہیں تم آگے جاؤ۔ میں آگے چلا۔ تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک سپید موتی کا خیمہ ہے اور اُس کے دروازے پر ایک حسین لڑکی کھڑی ہے اور وہ ایسے عمدہ عمدہ زیور ولباس سے آراستہ ہے کہ میں نے آجتک کبھی نہیں دیکھی۔ جب اُس نے مجھے دیکھا تو خوش ہوئی اور خیمہ میں پکار کر کہا کہ اے عیناء مرضیہ تمھارا خاوند آگیا۔ میں خیمہ کے اندر گیا دیکھا کہ ایک جڑاؤ سونے کا تخت بچھا ہوا ہے اُس پر عیناء مرضیہ جلوہ افروز ہے۔ میں اُسے دیکھتے ہی مفتون ہو گیا۔ اُس نے دیکھتے ہی کہا مرحبا مرحبا اے ولی اللہ اب تمھارے یہاں آنے کا وقت قریب آگیا میں دوڑا اور چاہا کہ گلے سے لگاؤں اُس نے کہا کہ ٹھیرو ابھی وقت نہیں آیا اور ابھی تمھاری روح میں حیاتِ دنیوی باقی ہے آج رات انشاء اللہ تم یہیں روزہ افطار کرو گے۔ میں یہ خواب دیکھکر جاگ اُٹھا اور اب میری یہ حالت ہے کہ صبر نہیں۔

شیخ عبدالواحدؒ فرماتے ہیں کہ ابھی ہماری باتیں ختم نہ ہوئی تھیں کہ دشمن کا ایک گروہ آیا اور اُس لڑکے نے سبقت کر کے اُن پر حملہ کیا اور نو کافروں کو مار کر شہید ہو گیا۔ جب وہ شہید ہوا تو میں اُس کے پاس آیا دیکھا تو خون میں لت پت ہے اور قہقہہ مارکر خوب ہنس رہا ہے تھوڑی دیر نہ گذری تھی کہ طائرِ روح قفسِ عنصری سے پرواز کر گیا

ایک عابد کی عالم وجد و کیفیت میں خدا سے التجا

(۱۲) مروی ہے کہ ایک صالح شخص نے اللہ کی چالیس سال عبادت کی ایک روز اُن پر مقام ناز غالب ہوا اُس کے غلبہ میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا خداوندا جو کچھ آپ نے میرے لئے جنت میں تیار کیا ہے اور جس قدر حوریں میرے لئے مہیا فرمائی ہیں وہ مجھے دنیا میں دکھا دیجئے۔ ابھی مناجات ہی میں مشغول تھے کہ محراب پھٹی اور ایک حور نکلی اور ایسی حسین و جمیل تھی کہ اگر دنیا میں آجاوے تو تمام دنیا مفتون و مجنون ہو جائے عابد نے پوچھا نیک بخت تو کون ہے آدمی ہے یا پری؟ اُس نے چند شعر عربی کے پڑھے جن کا یہ مضمون تھا کہ تو اپنے مولا سے جو چاہتا تھا وہ تجھے ملا اور مجھے اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے کہ میں تیری مونس بنوں اور تمام رات تجھ سے باتیں کروں۔"

عابد نے پوچھا تو کس کے لئے ہے؟ کہا آپ کے لئے۔ کہا تجھ جیسی مجھے کتنی ملیں گی کہا سَو۔ اور ہر ایک حور کی سَو خادمہ۔ اور ہر خادمہ کی سَو باندیاں اور ہر باندی پر سَو انتظام کرنے والیاں ہیں۔ عابد یہ سُن کر بہت خوش ہوئے اور خوشی میں آکر پوچھا کہ اے پیاری کیا کسی کو مجھ سے بھی زیادہ ملے گا؟ حور نے کہا کہ تم۔ بیچارے تو کچھ بھی نہیں ہو اتنا تو ادنیٰ ادنیٰ کو جو صبح و شام استغفر اللہ العظیم پڑھ لیتے ہیں۔ اور سوا اس کے اُن کا اور کچھ کام نہیں اُنھیں مل جائے گا۔

ایک بُت پرست آغوش توحید میں

(۱۳) شیخ عبدالواحد بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں جہاز میں سوار تھا تلاطم امواج سے جہاز ایک جزیرہ میں جا پہنچا اُس جزیرہ میں ہم نے دیکھا کہ ایک شخص ایک بُت کی پرستش کر رہا ہے ہم نے اُس سے دریافت کیا تو کس کی

عبادت کرتا ہے اُس نے بُت کی طرف اشارہ کیا ہم نے کہا تیرا یہ معبود صانع (بنانے والا) نہیں بلکہ خود دوسرے کا مصنوع (دوسرے کا بنایا ہوا) ہے۔ اور ہمارا معبود وہ ہے جس نے اسے اور سب چیزوں کو پیدا کیا ہے۔ اُس بُت پرست نے دریافت کیا بتاؤ تم کس کی عبادت کرتے ہو؟ ہم نے جواب دیا کہ ہم اُس ذات پاک کی عبادت کرتے ہیں جس کا آسمان میں عرش ہے اور زمین میں اُس کی دستگیری ہے اور زندوں اور مُردوں میں اُس کی تقدیر جاری ہے اُس کے نام پاک میں اُس کی عظمت اور بڑائی نہایت بڑی ہے اُس نے پوچھا تمھیں یہ باتیں کس طرح معلوم ہوئیں ہم نے کہا اُس بادشاہِ حقیقی نے ہمارے پاس ایک سچے رسولؐ کو بھیجا اُس نے ہمیں ہدایت کی۔ پھر اُس نے پوچھا کہ وہ رسول کہاں ہیں اور اُن کا کیا حال ہے؟ ہم نے جواب دیا کہ جس کام کو خدا نے اُنھیں بھیجا تھا۔ جب وہ پورا کر چکے تو اُنھیں اپنے پاس بُلا لیا۔ اُس نے کہا بھلا رسولِ خدا نے تمھارے پاس اپنی کیا نشانی چھوڑی؟ ہم نے کہا اللہ کی کتاب۔ کہا مجھے دکھاؤ۔ ہم اُس کے پاس قرآن شریف لے گئے۔ کہا میں تو جانتا نہیں تم پڑھکر سُناؤ۔ ہم نے اُسے ایک سورۃ پڑھکر سُنائی وہ سُنکر روتا رہا اور کہنے لگا جس کا یہ کلام ہے اُس کا حکم تو دل وجان سے ماننا چاہیے۔ اور کسی طرح اُس کی نافرمانی نہ کرنی چاہیئے۔ پھر وہ مسلمان ہو گیا۔ ہم نے اُسے دین کے احکام اور چند سورتیں سکھلائیں جب رات ہوئی اور ہم سب اپنے اپنے بچھونوں پر لیٹ رہے وہ بولا کہ بھائیو! یہ معبود جس کا تم نے مجھے پتہ اور صفات بتائیں سوتا بھی ہے؟ ہم نے کہا وہ سونے سے پاک ہے وہ ہمیشہ زندہ قائم ہے اُس نے کہا تم کیسے بُرے بندے ہو کہ تمھارا مولا نہیں سوتا اور تم سوتے ہو۔ اُس کی یہ باتیں سُنکر ہمیں بڑی حیرت ہوئی۔

نومسلم کا خدا پر بھروسہ

القصہ ہم وہاں چند روز رہے جب وہاں سے کوچ کا ارادہ ہوا اُس نے کہا بھائیو! مجھے بھی ساتھ لے چلو ہم نے قبول کرلیا چلتے چلتے ہم عبادان پہنچے۔ میں نے اپنے یاروں سے کہا کہ یہ ابھی مسلمان ہوا ہے اس کی کچھ مدد کرنی چاہیئے۔ ہم سب نے چند درہم جمع کر کے اُسے دیئے اور کہا کہ اسے اپنے خرچ میں لانا۔ وہ کہنے لگا کَلَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ تم تو عجیب آدمی ہو تم ہی نے تو مجھے رستہ بتایا اور خود ہی راہ سے بھٹک گئے مجھے سخت تعجب آتا ہے کہ میں اُس جزیرہ میں بُت کی عبادت کیا کرتا تھا میں اُسے پہچانتا بھی نہ تھا اُس وقت اُس نے مجھے ضائع نہیں کیا پھر جب میں اُسے جاننے لگا تو اب وہ مجھے کس طرح ضائع کر دے گا۔ تین دن کے بعد ایک شخص نے مجھے آکر خبر دی کہ وہ نومسلم مر رہا ہے اُس کی خبر لو۔ یہ سُنکر میں اُس کے پاس گیا اور پوچھا کہ تجھے کچھ حاجت ہے؟ کہا کچھ نہیں جس ذات پاک نے تمہیں جزیرہ میں پہنچایا اُسی نے میری سب حاجتیں پوری کر دیں۔

خواجہ عبدالواحدؒ فرماتے ہیں کہ مجھے وہیں بیٹھے بیٹھے نیند کا غلبہ ہوا اور میں سو گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک سرسبز باغ اُس میں ایک قُبّہ ہے اور ایک مکلّف تخت بچھا ہوا ہے اُس پر ایک نہایت حسین نوعمر عورت جلوہ افروز ہے کہتی ہے خدا کے لئے اُس نومسلم کو جلد بھیجو مجھے اُس کی جُدائی میں بڑی بیقراری و بے صبری ہے اتنے میں میری جو آنکھ کُھلی دیکھا تو وہ تو سفر آخرت کر چکا رحمۃ اللہ علیہ میں نے اُسے غسل و کفن دے کر دفن کر دیا جب رات ہوئی تو خواب میں وہی باغ اور قبہ اور تخت پر وہ عورت اور پہلو میں اُس نومسلم کو دیکھا کہ وہ یہ آیت پڑھ رہا ہے وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ۔ (اور فرشتے اُن پر یہ

کہتے ہوئے ہر دروازہ سے آویں گے سلامتی ہے تم پر بسبب اس کے کہ تم نے صبر کیا اچھا بدلا ہے آخرت کا)۔

کرشمۂ قدرت

(۱۴۱) ابو عبداللہ قرشی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایک روز ابو اسحٰق ابراہیم بن طریف کی خدمت میں موجود تھا۔ ایک شخص آیا اس نے یہ مسئلہ دریافت کیا کہ حضرت اگر کوئی اپنے نفس سے یہ عہد کرلے کہ میں فلاں کام بغیر اپنے حصول مطلوب نہ کروں گا تو یہ جائز ہے یا نہیں؟ فرمایا ہاں جائز ہے۔ اور ابو لبابہ رضی اللہ عنہ کے قصہ[ل] سے استدلال فرمایا۔ ابو عبداللہ قرشی فرماتے ہیں کہ میں نے

ل یہ قصہ اس طرح ہوا تھا کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی قریظہ کا محاصرہ کیا تھا اور یہ ارادہ تھا کہ جب یہ قلعہ سے نکلیں گے تو انھیں قتل کر دیا جائے گا۔ ابو لبابہ انصاری رضی اللہ عنہ کو اُن کا منشا دریافت کرنے کے لئے بھیجا اور اُن کا مال اور اولاد سب بنی قریظہ میں تھی جب وہاں گئے تو وہاں کے لوگوں نے اُن سے پوچھا کہ کہو حضرتؐ کا کیا ارادہ ہے انھوں نے گلے کی طرف اشارہ کیا مطلب یہ تھا کہ قتل کریں گے۔ یہ بھید اُنھیں دے کر بہت نادم ہوئے کہ میں نے کیا حرکت کی اس ندامت کے سبب اپنے آپ کو ستون سے باندھ دیا کہ جب تک میری توبہ قبول نہ ہوگی میں اُسی سے بندھا رہوں گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سُنکر فرمایا اگر وہ میرے پاس آجاتے تو میں اُن کے لئے استغفار کرتا اللہ سے معاف کراتا۔ خیر اب انھیں اسی پر چھوڑ دو اللہ تعالیٰ ضرور اس بارے میں فیصلہ فرمائے گا۔ جب سات دن بے آب ودانہ گذر گئے تو ضعف بہت ہو گیا اور بیہوش ہو کر گر پڑے اس وقت یہ آیۃ نازل ہوئی یَآ اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ وَتَخُوْنُوْٓا اَمٰنٰتِکُمْ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اَمْوَالُکُمْ وَاَوْلَادُکُمْ فِتْنَۃٌ وَّاَنَّ اللّٰہَ عِنْدَہٗٓ اَجْرٌ عَظِیْمٌ ؁

(یعنی اے ایمان والو! نہ خیانت کرو اللہ و رسول کی اور نہ خیانت کرو (بقیہ بر صفحہ

یہ مسئلہ سُن کر اپنے جی میں عہد کر لیا کہ میں جب تک کوئی نمونۂ قدرتِ الٰہی نہ دیکھ لوں گا اُس وقت تک بے آب و دانہ رہوں گا۔

القصّہ مجھ پر سات دن گذر گئے اور میں اُس وقت دُکان کرتا تھا میں اپنی اُسی حالت میں کرسی پر بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص ظاہر ہوا اُس کے ہاتھ میں ایک برتن تھا آکر کہنے لگا عشا تک صبر کر اِس برتن سے تجھے ملے گا یہ کہکر غائب ہوگیا جب شام ہوئی تو میں عشا اور مغرب کے مابین درود وظائف میں مشغول تھا کہ دیوار پھٹی اور ایک حور اُس میں سے نکلی اُس کے ہاتھ میں وہی برتن تھا اور اُس میں شہد جیسی کوئی شے تھی وہ میرے پاس آئی اور تین بار اُس نے مجھے چٹایا میں اُس کے چاٹتے ہی بیہوش ہوگیا کچھ دیر بعد جو افاقہ ہوا تو وہاں اُس حور کو نہ پایا لیکن اُس کی حلاوت و شیرینی سے ایسا مفتون ہوا کہ اُس کے بعد سے کسی قسم کا کھانا لذیذ نہ معلوم ہوتا تھا اور اُس کی صورت میرے دل میں ایسی بسی کہ دنیا کی کوئی شے مجھے بھلی نہ معلوم ہوتی تھی اور اُس کی آواز نے مجھے ایسا بے خود کر دیا تھا کہ کسی کی آواز مجھے نہ بھاتی تھی۔ یہی حالت ایک مدت تک رہی۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۷) آپس کی امانتوں میں جان بوجھکر اور جان لو تم کہ تمھارے مال داولاد بھی خراب کرنے والے ہیں اور یہ بھی جانو کہ اللہ کے پاس بڑا ثواب ہے) جب لوگوں نے آکر انھیں بشارت دی اور یہ آیتیں سُنائیں اور کھولنا چاہا تو بولے جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ کھولیں گے۔ میں نہ کھولوں گا۔ آخر پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آکر خود کھولا ۱۲ ✝

مالک بن دینارؒ کا نظریہ

(۵۱) مروی ہے کہ مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ ایک روز بصرہ کی گلیوں میں پھر رہے تھے کہ ایک کنیز کو نہایت جاہ وجلال اور حشم وخدم کے ساتھ جاتے دیکھا۔ آپ نے اُسے آواز دیکر پوچھا کہ کیا تیرا مالک تجھے بیچتا ہے۔؟ اُس نے کہا شیخ کیا کہتے ہو ذرا پھر تو کہو مالکؒ نے کہا تیرا مالک تجھے بیچتا ہے یا نہیں؟ اُس نے کہا بالفرض اگر فروخت بھی کرے تو کیا تجھ جیسا مفلس خریدے گا۔ کہا ہاں تو کیا چیز ہے میں تو تجھ سے بھی اچھی خرید سکتا ہوں وہ سُن کر ہنس پڑی اور خادموں کو حکم دیا کہ اس شخص کو ہمارے ساتھ گھر تک لے آؤ۔ خادم لے آیا۔ وہ اپنے مالک کے پاس گئی اور اس سے سارا قصہ بیان کیا وہ سُن کر بے اختیار ہنسا کہ ایسے درویش کو ہم بھی دیکھیں۔ یہ کہکر مالک بن دینار کو اپنے پاس بُلایا دیکھتے ہی اُس کے قلب میں رُعب سا چھا گیا اور پوچھنے لگا آپ کیا چاہتے ہیں؟ کہا یہ کنیز میرے ہاتھ بیچدو اس نے کہا آپ اس کی قیمت دے سکتے ہیں؟ فرمایا اس کی قیمت ہی کیا ہے میرے نزدیک تو اس کی قیمت کھجور کی دو سڑی گلی گٹھلیاں ہیں۔ یہ سُن کر سب ہنس پڑے اور پوچھنے لگے کہ یہ قیمت آپ نے کیونکہ تجویز فرمائی۔؟

دنیا کی حسین عورتوں میں عیوب

کہا اس میں بہت سے عیب ہیں عیب دار شے کی قیمت ایسی ہی ہوا کرتی ہے جب اُس نے عیبوں کی تفصیل پوچھی تو شیخ بولے سُنو! جب یہ عطر نہیں لگاتی تو اس میں بدبو آنے لگتی ہے، جو مُنہ صاف نہ کرے تو مُنہ گندہ ہو جاتا ہے، بو آنے لگتی ہے اور جو کنگھی چوٹی نہ کرے اور تیل نہ ڈالے تو جوئیں پڑجاتی ہیں اور بال پراگندہ اور غبار آلود ہو جاتے ہیں۔ اور جو اُس کی عمر زیادہ ہو گئی تو بوڑھی ہو کر کسی کام کی بھی

نر رہے گی۔ حیض اسے آتا ہے، پیشاب پاخانہ یہ کرتی ہے۔ طرح طرح کی نجاستوں سے یہ آلودہ ہے، ہر قسم کی کدورتیں اور رنج و غم اسے پیش آتے رہتے ہیں یہ تو ظاہری عیب ہیں۔ اب باطنی سُنو۔ خود غرض اتنی ہے کہ تم سے جو محبت ہے وہ غرض کے ساتھ ہے یہ وفا کرنے والی نہیں اور اس کی دوستی سچی نہیں۔ تمھارے بعد تمھارے جانشین سے ایسی ہی ملجائے گی جیساکہ اب تم سے ملی ہوئی ہے اس لیے اِس کا اعتبار نہیں۔

حُور اور اس کے اوصاف

اور میرے پاس اس سے کم قیمت کی ایک کنیز ہے کہ اُس کے لیے میری ایک کوڑی بھی صرف نہیں ہوتی اور وہ سب باتوں میں اِس سے فائق ہے۔ کافور، زعفران، مشک، جوہر نور سے اُس کی پیدائش ہے۔ اگر کسی کھاری پانی میں اُس کا آبِ دہن گرادیا جائے تو وہ شیریں اور خوش ذائقہ ہوجائے اور کسی مردہ کو اپنا کلام سُنادے تو وہ بھی بول اُٹھے۔ اور جو اُس کی ایک کلائی سورج کے سامنے ظاہر ہوجائے تو سورج شرمندہ ہوجائے۔ اور جو تاریکی میں ظاہر ہو تو اُجالا ہوجائے اور جو وہ پوشاک و زیور سے آراستہ ہوکر دنیا میں آجائے تو تمام جہان معطر و مزین ہوجائے۔ مشک اور زعفران کے باغوں اور یاقوت و مرجان کی شاخوں میں اُس نے پرورش پائی ہے اور طرح طرح کے آرام میں رہی ہے، اور تسنیم کے پانی سے غذا دی گئی ہے۔ اپنے عہد کی پوری ہے دوستی کو نباہنے والی ہے۔ اب تم بتاؤ کہ ان میں کونسی خریدنے کے لائق ہے؟ جواب دیا کہ جس کی آپ نے مدح و ثنا کی ہے یہی مستحق خریدنے اور طلب کرنے کے ہے۔

شیخ نے فرمایا پھر اُس کی قیمت تو ہر وقت ہر شخص کے پاس موجود ہے اُس میں کچھ بھی صرف نہیں ہوتا۔ پوچھا کہ جناب فرمایئے تو اُس کی قیمت کیا ہے؟

حُور کی قیمت

شیخ نے فرمایا اس کی قیمت یہ ہے کہ رات بھر میں ایک گھڑی کیلئے

جملہ امور سے فارغ ہوجاؤ اور نہایت اخلاص کے ساتھ دو رکعت پڑھو۔ اور اُس کی قیمت یہ ہے کہ کھانا جب تمہارے سامنے چنا جاوے تو اُس وقت کسی بھوکے کو خالص اللہ کی رضا کیلئے دے دیا کرو۔ اور اس کی قیمت یہ ہے کہ راہ میں اگر کوئی نجاست یا اینٹ ڈھیلا پڑا ہو اُسے اُٹھا کر رستہ سے پرے پھینک دیا کرو۔ اور اُس کی قیمت یہ ہے کہ اپنی عمر کو تنگدستی اور فقر و فاقہ اور بقدر ضرورت سامان پر اکتفا کرنے میں گزار دو۔ اور اس مکّار دنیا سے اپنے فکر کو بالکل الگ کر دو اور حرص سے برکنار ہو کر قناعت کی دولت کو لو۔ پھر اس کا یہ ثمرہ ہوگا کہ کل تم بالکل چین سے ہو جاؤ گے اور جنّت میں جو آرام و راحت کا مخزن ہے عیش اُڑاؤ گے۔

اُس شخص نے سُنکر کہا کہ اے کنیز سُنتی ہے شیخ کیا فرماتے ہیں؟ سچ ہے یا جھوٹ کنیز نے کہا سچ کہتے ہیں۔ اور خیر خواہی کی بات ارشاد فرماتے ہیں۔ کہا اگر یہی بات ہے تو میں نے تجھے اللہ کے واسطے آزاد کیا اور فلاں فلاں جائداد تجھے دی اور غلاموں سے کہا کہ تم کو بھی آزاد کیا اور فلاں فلاں زمین تمہارے نام کو دی اور یہ گھر اور تمام مال اللہ کی راہ میں دیا دروازہ پر ایک بہت موٹا کپڑا پڑا تھا اُس کو کھینچ لیا اور تمام پوشاک فاخرانہ نکالکر اُسے پہن لیا اُس کنیز نے یہ حال دیکھکر کہا تمہارے بعد میرا کون ہے؟ اُس نے بھی اپنا لباس سب پھینکدیا اور موٹا کپڑا پہن لیا اور وہ بھی اس کے ساتھ ہوگئی مالک بن دینار رضی اللہ عنہ نے یہ حال دیکھکر اُن کے لئے دعائے خیر فرمائی اور خیر باد کہکر رخصت ہوئے اور وہ حضر یہ دونوں اللہ کی عبادت میں مصروف ہوگئے اور عبادت ہی میں جان دیدی۔ رحمۃ اللہ علیہما۔

ایک نوجوان کو مالک بن دینار کی ترغیب اور اس کا اثر

(۱۶) جعفر بن سلیمان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

کہ ایک مرتبہ میرا اور مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کا بصرہ میں گذر ہوا پھرتے پھرتے ایک عالی شان محل پر پہنچے۔ اندر گئے تو دیکھا کہ اس میں مدد لگ رہی ہے اور ایک طرف کو ایک نہایت خوبصورت جوان (جو ہم نے کبھی ایسا حسین شخص نہ دیکھا تھا) اُس محل کی تعمیر کا انتظام کر رہا ہے اور معماروں اور مزدوروں سے کہہ رہا ہے کہ فلاں فلاں کام اس طرح کرو۔ یہ دیکھکر مجھ سے مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا دیکھتے ہو یہ جوان کیسا حسین ہے اور اس مکان کے بنانے پر کس قدر حریص ہے مجھے تو اس کی حالت پر رحم آتا اور یہ جی چاہتا ہے کہ اس کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کروں کہ اسے مخلص و برگزیدہ بنادے کیا عجب ہے کہ یہ جنت کے جوانوں میں سے ہو جاوے ہم اس گفتگو سے فارغ ہو کر اس جوان کے پاس گئے اور سلام کیا اُس نے سلام کا جواب دیا مگر مالک رحمہ اللہ کو اُس نے نہ پہچانا کچھ دیر کے بعد جب اُس نے پہچانا تو تعظیم کے لئے کھڑا ہو گیا اور بہت مدارات کی اور عرض کیا حضرت! کیسے تکلیف فرمائی؟ مالک رحمہ اللہ نے فرمایا میں تم سے یہ پوچھتا ہوں کہ اس محل میں تمہارا ارادہ کس قدر مال صرف کرنے کا ہے؟ کہا ایک لاکھ درہم مالک رحمہ اللہ نے فرمایا یہ سب مال تم مجھے نہیں دیدیتے کہ میں اسے موقع پر خرچ کردوں اور تمہارے لئے اس سے عمدہ محل کا ذمہ دار ہو جاؤں اور صرف محل ہی نہیں بلکہ اُس کے ساتھ اُس کا سامان لونڈی غلام خادم یاقوت سُرخ کے قبّے خیمے سب ہوں گے اور محل کی مٹی زعفران اور مشک کی ہوگی اور تیرے اس محل سے پائدار اور وسیع بہت ہوگا۔ ابدالآباد تک قائم رہے گا اور اُس کو کسی معمار کا ہاتھ نہ لگا ہوگا صرف اللہ تعالیٰ کے کُن (ہوجا) فرمانے سے بنا ہوگا اُس جوان نے سُن کر کہا مجھے آج رات کی آپ مہلت دیجئے اور کل صبح پھر تشریف لائیے۔ مالک رحمہ اللہ نے

فرمایا بہت بہتر۔

جعفر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مالک بن دینار کو تمام رات اُس جوان کا خیال رہا۔ جب صبح ہونے کے قریب ہوئی تو اللہ تعالیٰ سے اُس کے لئے خوب دعا فرمائی اور صبح اپنی ہم دونوں پھر اُس کے پاس پہنچے دیکھا کہ جوان محل کے دروازہ پر بیٹھا ہے جب اُس نے مالک رحمہ اللہ کو دیکھا بہت خوش ہوا اور کہا کل کا وعدہ بھی یاد ہے؟ مالک رحمہ اللہ نے فرمایا ہاں یاد ہے کیا تم ایسا کرو گے؟ کہا ہاں ضرور۔ یہ کہکر اُس نے مال کے توڑے منگائے اور اُن کے سامنے رکھ دیئے اور دوات قلم اور کاغذ منگایا۔ مالک رحمہ اللہ نے اُس کاغذ پر اس مضمون کا اقرار نامہ لکھدیا۔

اقرار نامہ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۞ یہ تحریر اس غرض سے ہے کہ مالک بن دینار فلاں پسر فلاں کے لئے اللہ تعالیٰ سے ایک ایسا ایسا بمعاوضہ اُس کے اُس محل کے دلانے کا ضامن ہو گیا ہے۔ اور اگر اُس محل میں اس سے زیادتی ہو تو وہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اور بمعاوضہ اس مال کے میں نے اُس کے لئے ایک اور محل جنت میں اُس کے محل سے زیادہ وسیع خرید کر لیا ہے اور وہ محل اللہ تعالیٰ کے سایہ اور قرب میں ہو گا۔ فقط۔

یہ لکھکر اُس جوان کے حوالہ کیا اور وہ سب مال لے آئے اور دن بھر میں سب کا سب تقسیم کر دیا۔ شام کو مالکؒ کے پاس رات کے گذارے کے سوا کچھ نہ تھا۔

اقرار نامہ کا جواب اس واقعہ کو چالیس دن بھی نہ گذرے تھے کہ ایک روز مالکؒ صبح کی نماز سے فارغ ہو کر تشریف لے جا رہے تھے۔ کہ یکایک محراب پر جو نظر پڑی دیکھا تو وہی کاغذ جو اُنھوں نے جوان کو لکھکر دیا تھا رکھا ہوا ہے کھولکر دیکھا تو اُس کی پشت پر بغیر سیاہی یہ لکھا ہوا ہے کہ "یہ اللہ عزیز حکیم کی

طرف سے مالک بن دینار کے لئے برأۃ اور فارغخطی ہے جس محل کی تم نے ہمارے اوپر ضمانت کی تھی وہ ہم نے اُس جوان کو دیدیا ستر حصّہ اور زیادہ دیا۔ مالکؒ یہ دیکھکر حیران رہ گئے اور اُسے لیکر اُس جوان کے گھر گئے دیکھا تو دروازہ اُس کا سیاہ ہے[۱] اور گھر سے رونے پیٹنے کی آواز آرہی ہے۔ ہم نے جوان کا حال پوچھا معلوم ہوا کہ کل وہ مرگیا پھر ہم نے غسل دینے والے کو بلاکر پوچھا کہ کیا تم نے اُس جوان کو غسل دیا ہے اُس نے کہا ہاں میں نے ہی دیا ہے۔ مالکؒ نے پوچھا اچھا بیان کرو اُس کی موت کس طرح ہوئی کہا کہ اُس نے مرنے سے پہلے مجھ سے یہ کہا تھا کہ جب میں مرجاؤں تو مجکو تم غسل وکفن دینا اور ایک پرچہ دیا اور یہ کہا کہ اس پرچہ کو کفن پر رکھدینا۔ میں نے اُس پرچہ کو کفن کے نیچے رکھدیا اور اُسے دفن کردیا۔ مالکؒ نے وہ پرچہ جو محراب سے ملا تھا نکال کر اُس غسال کو دکھایا وہ دیکھکر فوراً بول اُٹھا کہ خدا کی قسم وہ یہی پرچہ تھا جو میں نے کفن کے اندر رکھدیا تھا۔ اس کے بعد ایک جوان کھڑا ہوا اور مالکؒ سے کہا کہ میں آپ کو دو لاکھ درہم دیتا ہوں آپ ایسے محل کے کفیل ہوجیے۔

فرمایا ہوگیا جو ہونا تھا وہ بات گئی۔ اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے۔ بعد اس کے مالک بن دینار رحمہ اللہ جب کبھی اُس جوان کو یاد کرتے روتے اور اس کے لئے دعا فرماتے رحمۃ اللہ علیہ۔

ایک خوش حال اور سرمایہ دار ہاشمی نوجوان

(۱۷) محمد بن سماک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بنی امیہ میں موسیٰ بن محمد بن سلیمان ہاشمی سب سے زیادہ عیاش اور بے فکر تھا رات دن سوائے کھانے

---

[۱] یہ اُس زمانہ میں علامت ماتم کی ہوگی واللہ اعلم ۱۲ +

پینے پہننے اور کنیز کانِ مہوش[۱] کے ساتھ مشغول ہونے اور آرام طلبی اور تن پروری[۲] کے کوئی کام دین و دنیا کا اُسے نہ تھا اور حُسن صورت بھی اللہ تعالیٰ نے اُس کو اِس درجہ عطا فرمایا تھا کہ دیکھنے والا بے اختیار سبحان اللہ بول اُٹھتا تھا چہرہ ایسا روشن تھا جیسے چودھویں رات کا چاند۔ غرض اللہ تعالیٰ نے اُس کو ہر طرح کی نعمت دنیاوی مرحمت فرمائی تھی سال بھر میں تین لاکھ تین ہزار دینار کی آمدنی تھی اور ان سب کو اپنی عیش و عشرت میں اُڑا دیتا تھا اُس نے ایک بہت بلند بالاخانہ اپنے رہنے کے لئے بنا رکھا تھا۔ اور اس کے دونوں طرف دریچے تھے ایک طرف کے دریچے تو شارع عام کی طرف تھے جو شام کو بیٹھکر آنے جانے والوں کی سیر کرتا تھا اور دوسری طرف کے دریچے چمنستان میں تھے اُس طرف بیٹھکر چمنستان سے دل بہلاتا اور اُس بالاخانہ کے اندر ایک ہاتھی دانت کا قبہ چاندی کی میخوں سے جڑا ہوا اور سونے سے ملمع کیا ہوا تھا اور اُس میں ایک نہایت قیمتی تخت تھا اُس پر وہ جلوہ افروز ہوتا اور بدن میں نہایت بیش بہا کپڑا اور سر پر موتیوں کا جڑاؤ عمامہ ہوتا اور اِدھر اُدھر بھائی برادر اور یارانِ جلسہ کا جمگھٹا اور پیچھے غلام و خادم کھڑے رہتے اور قبہ سے باہر گانے والی عورتیں رہتیں قبہ میں اور اُن عورتوں میں ایک پردہ حائل تھا جب چاہتا اُنھیں دیکھتا اور جب راگ کو دل چاہتا تو پردہ ہلا دیتا وہ گانا شروع کر دیتیں۔ اور جب بند کرنا چاہتا تو پردہ کی طرف اشارہ کر دیتا وہ چُپ ہو جاتی تھیں۔

غرض اسی شغل میں اُس کی رات گذرتی۔ رات کو یارانِ جلسہ اپنے اپنے گھر چلے جاتے تھے اور وہ جس کے ساتھ چاہتا خلوت کرتا۔ اور صبح کو شطرنج اور نرد کھیلنے والوں کا اکھاڑہ جمتا۔ کوئی اُس کے سامنے بیماری یا موت یا کسی ایسی شئے کا جس سے

---

[۱] آرام چاہنا ۱۲ [۲] جسم پالنا ۱۲ [۳] خوبصورت لڑکیاں ۱۲

غم وحزن پیدا ہو نے نہ کرنے پاتا۔ حکایات اور عجیب وغریب باتیں جن سے ہنسی دل لگی ہو اس کے سامنے ہوتیں۔ اور ہر روز نئی نئی پوشاکیں اور قسم قسم کی خوشبوئیں استعمال کرتا اِسی حال میں اُسے ستائیس برس گذرے۔

کانوں میں قرآن کی آواز اور اس کا اثر

ایک رات کا قصہ ہے کہ وہ اپنے معمول کے موافق لہو ولعب میں مشغول تھا اور کچھ حصہ رات کا گذرا تھا کہ ایک نہایت دردناک آواز اپنے مطربوں کی آواز جیسی سنی اور اُس کے سننے سے اُس کے دل پر ایک چوٹ سی پڑی اور اپنے اُس لہو ولعب کو چھوڑ کر اُس کی طرف مشغول ہو گیا اور مطربوں کو حکم دیا کہ گانا بند کر دو اور قبہ کی کھڑکی سے وہ آواز سننے کو منھ نکالا کبھی تو وہ آواز کان میں آجاتی اور کبھی نہ آتی اپنے غلاموں کو آواز دی کہ اِس آواز دینے والے کو یہاں لے آؤ یہ شراب کے نشہ میں چور تھا غلام اُس کی تلاش کرنے کے لئے نکلے رفتہ رفتہ اُس تک پہنچے۔ دیکھا کہ ایک جوان ہے جو نہایت لاغر اور گردن بالکل سوکھ گئی اور رنگ زرد لب خشک، پریشان بال، پیٹ اور پیٹھ دونوں ایک۔ اور دو پھٹی پرانی چادریں اوڑھے ہوئے ننگے پاؤں مسجد میں کھڑا ہوا اپنے پاک پروردگار کے سامنے مناجات کر رہا ہے اُنھوں نے اُسے مسجد سے نکالا اور لے گئے۔ اور کچھ بات چیت اُس سے نہ کی اُسے لیجا کر سامنے کھڑا کر دیا اُس نے دیکھکر پوچھا یہ کون ہے؟ سب نے عرض کیا حضور یہ وہی آواز والا ہے جس کی آواز آپ نے سُنی ہے۔ پوچھا یہ کہاں تھا؟ کہا کہ مسجد میں کھڑا ہوا نماز میں قرآن پڑھتا تھا۔ اُس نے پوچھا تم کیا پڑھتے تھے کہا میں کلام اللہ پڑھ رہا تھا۔ کہا ذرا ہم کو بھی سُنا دو۔ اُس نے اعوذ اور بسم اللہ

پڑھکر پڑھا اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِیْ نَعِیْمٍ عَلَی الْاَرَآئِكِ یَنْظُرُوْنَ تَعْرِفُ فِیْ وُجُوْهِهِمْ نَضْرَةَ النَّعِیْمِ یُسْقَوْنَ مِنْ رَّحِیْقٍ مَّخْتُوْمٍ خِتٰمُهٗ مِسْكٌ وَفِیْ ذٰلِكَ فَلْیَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْنَ وَمِزَاجُهٗ مِنْ تَسْنِیْمٍ عَیْنًا یَّشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُوْنَ (یعنی بیشک نیک بندے آرام میں ہوں گے تختوں پر بیٹھے (سیر) دیکھ رہے ہوں گے تو پہچانے گا اُن کے چہروں پر نعمت کی تازگی اُن کو پلائی جائے گی خالص شراب سربمہر اس کی مہر (بجائے موم) مشک کی ہے اور اس شراب میں رغبت کرنے والوں کو چاہیئے کہ رغبت کریں اور اُس کی ملونی (یعنی ملاوٹ) تسنیم کی ہوگی وہ ایک چشمہ ہے جس میں سے مقرب بندے پیتے ہیں)۔

آیت سُناکر نصیحت یہ آیت پڑھکر اور ترجمہ سُناکر اُس سے کہا ارے دھوکہ میں پڑے ہوئے وہاں کی نعمتوں کا کیا بیان ہے وہ کہاں اور تیرا یہ قبہ اور مجلس کہاں؟ چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔ وہاں تخت ہیں اُن پر بچھونے اونچے اونچے ہوں گے اُن کے استر استبرق کے ہوں گے اور سبز قالینوں اور قیمتی بچھونوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے اور وہاں دو نہریں بہتی ہیں اُس میں ہر میوہ کی دو قسم ہیں نہ وہاں کے میوے کبھی ختم ہوں گے اور نہ کوئی اُن سے جنتیوں کو روکنے والا ہے بہشت بریں کی پسندیدہ عیش میں رہیں گے اور وہاں کوئی بیہودہ کلام نہ سُنیں گے اور اُس میں اونچے اونچے تخت ہیں اور آبخورے رکھے ہوئے اور تکیے ایک قطار میں لگے ہوئے اور مخملی نہالچے بکھرے پڑے ہوں گے ہمیشہ سایہ اور چشموں میں رہیں گے اور جنت کے پھل دائمی ہیں یہ سب تو متقیوں کے لئے ہے۔

اب کافروں کی سُنیئے اُن کے لئے آگ ہے اور آگ بھی کیسی کہ جس میں ہمیشہ

ہمیشہ کور رہیں گے اور عذاب کبھی اُن سے ہلکا نہ کیا جاوے گا اُسی ہیں نا اُمید پڑے رہیں گے اور جب اُنھیں مُنھ کے بل گھسیٹیں گے تو اُن سے کہا جاوے گا یہ عذاب چکھو۔ غرضکہ اُن پر طرح طرح کا عذاب ہو گا۔

ہاشمی نوجوان کی توبہ

جب اُس ہاشمی نے یہ سُنا تو بے اختیار اُٹھا اور اُس جوان سے لپٹ کر چلا چلا کر رونے لگا اور اپنے سب لوگوں سے کہا کہ میرے پاس سے تم سب چلے جاؤ اور خود اُس جوان کو لے کر گھر کے صحن میں آکر ایک بورئے پر بیٹھ گیا اور اپنی جوانی کے رائگاں جانے پر افسوس اور حسرت اور نفس کو ملامت کرتا رہا اور وہ جوان نصیحت کرتا رہا۔ صبح تک اِسی میں دونوں مشغول رہے ہاشمی نے اللہ تعالیٰ سے عہد کیا کہ کبھی حق تعالیٰ کی نافرمانی نہ کروں گا اور اپنی توبہ کو اُس نے سب کے سامنے ظاہر کر دیا اور مسجد میں بیٹھ رہا۔ ہر وقت عبادتِ الٰہی میں رہنے لگا اور تمام سونا چاندی کپڑے بیچکر صدقہ کر ڈالے اور تمام نوکر چاکر الگ کر دیئے اور غصب کی تمام جائدادیں اُن کے مالکوں کو واپس کر دیں اور کل جائداد لونڈی غلام بیچ ڈالے اور جسے آزاد کرنا چاہا آزاد کر دیا اور موٹے کپڑے پہن لئے اور جَو کی روٹی کھانے لگا۔ پھر تو یہ حالت ہو گئی کہ ساری ساری رات بیداری میں گذارتا۔ دن کو روزہ رکھتا اور بڑے بڑے صلحاء اُس کی زیارت کو آتے اور اِس سے کہتے بھائی اپنے نفس کو اتنی سختی میں نہ رکھ۔ کچھ آرام بھی دے اللہ تعالیٰ کریم و رحیم تھوڑے سے کام کی بھی قدر دانی فرماتا ہے۔ وہ جواب دیتا بھائیو! میں نے بڑے بڑے گناہ کیے ہیں رات دن اللہ کی نافرمانی میں رہا ہوں اور یہ کہکر خوب روتا۔

توبہ کے بعد ہاشمی نوجوان کا حال

آخر کار پیا پیادہ ننگے پاؤں اور بدن پر

ایک بہت موٹا کپڑا پہنے ہوئے حج کے لئے گیا اور سوائے ایک پیالہ اور توشہ دان کے کوئی چیز اپنے ہمراہ نہ لی۔ اسی حالت میں چلتے چلتے مکہ پہنچا اور حج کیا اور وہیں اقامت کی اور مر گیا۔ مکہ میں رہنے کے زمانہ میں یہ حالت تھی کہ رات کو حجر اسود کے پاس جاکر روتا اور گڑگڑاتا اور اپنے نفس پر گذشتہ افعال یاد کر کے نوحہ وزاری کرتا اور کہتا کہ اے میرے پروردگار اے میرے مولا میری سیکڑوں خلوتیں غفلت میں گذر گئیں اور کتنے ہی برس گناہوں میں ضائع ہوئے۔ اے میرے مولیٰ میری نیکیاں تو سب جاتی رہیں اور حسرت وندامت باقی رہ گئی۔ اب جس دن آپ سے ملوں گا اور میرے نامۂ اعمال کھولے جاویں گے اور دفتر کے دفتر گناہوں اور رسوائیوں کے طشت از بام ہوں گے۔ اس روز کیا ہوگا اور کس طرح منھ دکھاؤں گا۔ اے میرے مولیٰ اب میں تیرے سوائے کس کی التجا کروں اور کس کی طرف دوڑوں، کس پر بھروسہ کروں۔ میرے مولا! میں اس لائق تو ہوں نہیں کہ جنت کا سوال کروں میں تو آپ کے دریائے رحمت ناپیداکنار اور آپ کے ابرِ فضل وعطا سے یہ سوال کرتا ہوں کہ میری خطاؤں کو بخشدیجئے۔ آپ ہی مغفرت والے ہیں۔

خلیفہ ہارون رشید کے ایک لڑکے کا حال

(۱۸) مروی ہے کہ خلیفہ ہارون رشید کے ایک لڑکا سولہ برس کے سن میں تھا وہ زاہدوں اور درویشوں کی صحبت میں بہت رہتا۔ اور اس کی یہ حالت تھی کہ قبرستان میں نکل جاتا اور وہاں جاکر مُردوں سے خطاب کر کے کہتا تم ہم سے پہلے موجود تھے اور دنیا کے مالک تھے اور اب تم قبروں میں ہو۔ اے کاش مجھے خبر ملجائے تم کیا بولتے اور لوگ تم سے کیا کہا کرتے تھے۔ غرضکہ اس قسم کے کلمات حسرت آمیز کہتا اور پھر پھوٹ پھوٹ کر روتا۔

بیٹے پر رسوائی کا الزام

ایک دن کا قصہ ہے کہ یہ لڑکا اپنے باپ ہارون رشید کے پاس آیا اور اُس وقت اُمراء اور وزراء اور ارکانِ دولت سب اپنے اپنے قرینہ سے بیٹھے تھے اور آیا بھی اس حالت سے کہ ایک کمّل اوڑھے اور ایک کمبلی کا تہہ بند کئے ہوئے جب اِس ہیئت کو اعیانِ سلطنت اور ارکانِ دولت نے ملاحظہ کیا تو آپس میں بعض آدمی کہنے لگے کہ امیرالمؤمنین اور خلیفۃ المسلمین کو بادشاہوں میں ایسی ہی اولاد نے بدنام کیا ہے۔ اگر امیرالمؤمنین اس کو تہدید اور تنبیہ کرے تو کچھ بعید نہیں کہ اپنی اِس حالت کو چھوڑ دے۔

شدہ شدہ یہ بات خلیفہ ہارون رشید کے کانوں تک پہنچی اُس کو بھی یہ مشورہ پسند آیا اور بیٹے سے کہا کہ بیٹا! تمھارے اس چال چلن نے مجھے رُسوا کر دیا اُس نے یہ سُن کر ہارون رشید کی طرف دیکھا لیکن جواب نہیں دیا۔

بیٹے کی طرف سے عملی جواب

اتفاقاً ایک پرندہ قلعہ کے بُرج پر بیٹھا تھا لڑکے نے اُس کی طرف دیکھ کر کہا کہ اے پرند تجھ کو تیرے پیدا کرنے والے کی قسم تو میرے ہاتھ پر آ بیٹھ وہ پرندہ یہ سُنکر فوراً لڑکے کے ہاتھ پر آ بیٹھا کچھ دیر کے بعد اُس سے کہا اپنی جگہ چلا جا وہ چلا گیا۔ اور کہا تجھے تیرے خالق کی قسم امیرالمؤمنین کے ہاتھ پر نہ آنا۔ وہ نہ اُترا۔ یہ آیت و قدرت حاضرین کو دکھلا کر باپ سے کہا اباجان آپ ہی نے مجھے اپنی حُبِّ دنیا کی وجہ سے رُسوا کر دیا ہے اور میں نے اب مصمم ارادہ کر لیا ہے کہ میں آپ سے علیحدہ رہوں گا۔ اور یہ کہکر بے توشہ اور بے سامان چل کھڑا ہوا۔ صرف ایک قرآن شریف اور ایک انگوٹھی ہمراہ لی۔ چلتے چلتے بصرہ میں آکر ٹھیرا اور مزدوروں کے ساتھ مٹی گارے کا کام اختیار کیا۔ اور ہفتہ بھر

میں صرف ایک ہفتہ کے دن ایک درہم اور ایک دانگ کی مزدوری کر لیتا اور ایک ہفتہ ایک دانگ روز کے حساب سے اُسے کھاتا۔

اس لڑکے کی کرامت

ابو عامر بصری کہتے ہیں کہ میرے گھر کی ایک دیوار منہدم ہو گئی تھی میں اُسے بنوانے کے ارادہ سے مزدوروں کی تلاش میں نکلا۔ دیکھا کہ مزدور کی ہیئت میں ایک نہایت خوبصورت لڑکا ہے کہ میں نے ایسا حسین لڑکا پہلے نہ دیکھا تھا اُس کے سامنے ایک زنبیل ہے اور قرآن شریف کی تلاوت کر رہا ہے۔ میں نے اُس سے کہا لڑکے کچھ کام کرو گے؟ اُس نے جواب دیا کیوں نہیں کام کے لئے تو پیدا ہی ہوئے ہیں۔ لیکن یہ بات بتاؤ کہ کس قسم کا کام لو گے؟ میں نے کہا گارے مٹی کا کام کرنا ہوگا۔ کہا بہتر ہے لیکن ایک درہم اور ایک دانگ لوں گا اور نماز کے وقت اپنی نماز پڑھوں گا۔ میں نے کہا منظور ہے چلیئے۔ میں لے کر آیا اور کام میں لگا کر چلا گیا جب مغرب کا وقت آیا تو آکر کیا دیکھتا ہوں کہ اُس نے دس آدمیوں کے برابر کا کام کیا ہے میں اُسے بجائے ایک درہم اور ایک دانگ کے دو درہم پورے دینے لگا۔ کہا اے ابو عامر میں اس کو کیا کروں گا۔ اور لینے سے صاف انکار کر دیا۔ پھر میں نے ایک درہم اور ایک دانگ دے کر اُسے رخصت کر دیا۔

دوسرے دن پھر میں اُس کی تلاش میں بازار گیا۔ ہر طرف تلاش کیا لیکن وہ کہیں نہ ملا۔ میں نے لوگوں سے پوچھا کہ ایک ایسی صورت و شان کا لڑکا جو مزدوری کرتا ہے کہاں ہے؟ لوگوں نے کہا وہ صرف ہفتہ کے دن مزدوری کیا کرتا ہے۔ اب تم اُس کو ہفتہ ہی کے دن دیکھو گے میں نے سوچا کہ کام کو موقوف رکھو۔ جب وہ آوے یہ کام اُسی سے لیں گے جب ہفتہ کا دن آیا تو میں اُس کی تلاش میں بازار آیا

دیکھا تو اُسی حالت میں موجود ہے۔ میں نے اُس سے سلام کیا اور کام کے لئے اُس سے کہا اُس نے اُسی طرح کی شرطیں کیں۔ میں سب قبول کر کے اُسے لے آیا اور اُسے کام پر لگا دیا۔ اور دور بیٹھکر دیکھا کہ یہ کس طرح اس قدر جلدی اتنا کام کر لیتا ہے اور میں ایسے موقع پر بیٹھا کہ میں اُس کو دیکھوں اور وہ مجھے نہ دیکھے۔

دیکھتا کیا ہوں کہ اُس نے ہاتھ میں گارا لیا اور اُسے دیوار پر تھوپا اور اُس کے بعد پتھر خود بخود آپس میں ایک دوسرے سے ملتے چلے جاتے ہیں۔ میں نے اپنے جی میں کہا کہ یہ خدا رسیدہ شخص ہے اور ایسے لوگوں کی اسی طرح اللہ تعالیٰ کی طرف سے اعانت اور مدد ہوا کرتی ہے۔

جب اُس نے شام کو واپسی کا قصد کیا تو میں اُسے تین درہم دینے لگا اُس نے انکار کیا۔ صرف ایک درہم اور ایک دانگ لیکر چلا گیا۔

اس لڑکے کی موت

تیسرے شنبہ کو پھر میں بازار آیا تو اس جوان کو نہ دیکھا لوگوں سے اُس کا حال پوچھا معلوم ہوا کہ وہ تین دن سے ایک ویرانہ میں بیمار پڑا ہے اور موت کے قریب ہے۔ میں نے ایک شخص کو کچھ دیا اور کہا کہ بھائی مجھے وہاں لے چل جس جگہ وہ بیمار اجل راحت قلوب رونق افروز ہے۔ وہ مجھے ایک ویرانہ میں لے گیا دیکھا کہ نہ وہاں در ہے نہ دروازہ نہ مسہری نہ کوئی سامان راحت اُسی لق و دق میدان میں بیکس و بے بس وہ جوان بیہوش پڑا ہے میں نے جاکر سلام کیا اور دیکھا تو سر کے نیچے ایک اینٹ کا ٹکڑا رکھا ہوا ہے۔ اور مرنے کے قریب ہو رہا ہے۔ میں نے مکرر پھر سلام کیا تو آنکھ کھولی اور مجھے پہچانا۔ میں نے اُس کا سر لے کر اپنی گود میں رکھ لیا لیکن اُس نے مجھے

اس سے منع کیا۔ اور یہ شعر پڑھے ؎

یَا صَاحِبِی لَا تَغْتَرِرْ بِتَنَعُّمٍ	فَالْعُمْرُ یَنْفَدُ وَالنَّعِیْمُ یَزُوْلُ
وَاِذَا حَمَلْتَ اِلَی الْقُبُوْرِ جِنَازَۃً	فَاعْلَمْ بِاَنَّکَ بَعْدَھَا مَحْمُوْلُ

(یعنی اے میرے دوست خوش عیشی سے دھوکا نہ کھا کیونکہ عمر جا رہی ہے اور عیش وعشرت بھی رخصت ہو رہا ہے + اور جب تو قبرستان میں کوئی جنازہ لیجائے تو یہ جان کہ مجھے بھی ایک دن اسی طرح لیجاویں گے۔

لڑکے کی اخیر وقت وصیت

پھر کہا اے ابو عامر جب میرا طائر روح قفس عنصری سے پرواز کر جاوے تو مجھ کو غسل دینا اور میرے اِن ہی کپڑوں میں کفنا دینا۔ میں نے کہا کیوں نئے کپڑوں میں تجھے نہ کفناؤں؟ کہا مُردہ کی بہ نسبت زندہ زیادہ نئے کپڑوں کا محتاج ہوتا ہے۔ زندگی تو اسی حالت میں گذاردی اب نئے کپڑے کیا کریں گے۔ اور اے ابو عامر اس کو یاد رکھو کہ اگر نئے کپڑے بھی ہوئے تو وہ بھی مٹی ہو جاویں گے۔ اگر کچھ رہے گا تو عمل نیک رہے گا۔

اور یہ میری زنبیل اور تہہ بند تو یہ گورکن کو دینا۔ اور یہ قرآن شریف اور انگشتری امیر المؤمنین ہارون رشید کے پاس پہنچا دینا۔ دیکھو یہ خیال رکھنا کہ تم اپنے ہاتھ سے امیر المؤمنین کے ہاتھ میں دینا اور یہ کہنا کہ یہ میرے پاس تمھاری ایک امانت ہے ایک مسافر مسکین لڑکے نے سپرد کی ہے۔

اور امیر المؤمنین سے یہ بھی کہنا کہ دیکھو بیدار رہو اس غفلت اور دھوکہ میں تمھاری موت نہ آجاوے۔ یہی باتیں ہو رہی تھیں کہ طائر روح قفس جسدی سے پرواز کر گیا اُس وقت میں نے جانا کہ یہ خلیفہ کا جگر گوشہ ہے۔ میں نے اُس کی سب

وصیتوں کو پورا کیا

حسب وصیت قرآن پاک اور انگوٹھی خلیفہ کی خدمت میں

اور قرآن شریف اور انگشتری لیکر بغداد آیا اور خلیفہ ہارون رشید کے محل کے ارادہ سے نکلا اور ایک بلند مقام پر جو میں جاکر کھڑا ہوا دیکھا کہ عظیم الشان لشکر آرہا ہے کہ اُس میں تخمیناً ایک ہزار سوار ہوں گے پھر اُس کے بعد پے در پے دس رسالے آئے اور ہر رسالہ میں ہزار ہزار سوار تھے دسویں رسالہ میں امیر المؤمنین خلیفہ ہارون رشید تھے میں نے پکارا کہ تم کو قرابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قسم ہے ذرا توقف کرو جب امیر المؤمنین نے مجھ کو دیکھا اور آواز سُنی تو توقف فرمایا۔ میں نے قریب جاکر وہ قرآن شریف اور انگشتری سپرد کی اور جو کچھ اُس لڑکے نے پیغام کہا تھا سب پہنچا دیا۔ امیر المؤمنین نے یہ سُنکر کچھ دیر سر جھکایا اور آنسو بہائے اور ایک دربان کو اشارہ کیا کہ اس شخص کو اپنے پاس رکھو جب میں طلب کروں اُس وقت میرے پاس لانا۔

ہارون رشید کی خدمت میں قاصد کی حاضری

القصہ جب قصرِ شاہی میں واپس آئے حکم دیا کہ پردے چھوڑ دو پردے سب چھوٹ گئے اور خلوت ہوگئی اُس وقت دربان سے کہا کہ اُس شخص کو لاؤ اگرچہ وہ میرے غم کو تازہ ہی کرے گا۔ دربان نے مجھ سے آکر کہا کہ اے ابو عامر امیر المؤمنین بہت غمگین و محزون ہیں اگر تمہارا ارادہ زیادہ بات کہنے کا ہو تو بجائے دس کے پانچ کرنا۔ میں نے کہا اچھا یہ کہکر میں اندر گیا تو امیر المؤمنین نے کہا۔ اے ابو عامر میرے قریب آ بیٹھو میں قریب ہو بیٹھا۔ اور پوچھا تم میرے لڑکے کو

جانتے تھے اور وہ کیا کام کرتا تھا؟ میں نے کہا گارے اینٹ کے کام میں رہتا تھا پھر پوچھا کیا تم نے بھی اُس سے کام لیا ہے؟ میں نے کہا ہاں لیا ہے۔ کہا کہ تم کو اُس سے ایسا کام لیتے ہوئے شرم نہ آئی قرابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی تم نے پاس نہ کیا میں نے کہا اے امیر المومنین خدا کے لئے مجھے معافی دو میں اُس سے واقف نہ تھا اُس کی وفات کے وقت مجھے معلوم ہوا کہ یہ (طاق) مشکوٰۃ خلافۃ کی شمع ہے۔

خلیفہ پر مزدور بیٹے کی موت کا اثر

پھر پوچھا کیا تم نے اُسے اپنے ہاتھ سے غسل دیا ہے میں نے عرض کیا ہاں خود اپنے ہاتھ سے غسل دیا ہے۔ کہا ذرا ہاتھ لاؤ اور میرا ہاتھ لیکر اپنے سینہ پر رکھ لیا اور آنسوؤں کی ندیاں بہائیں۔ اور کہا تم نے کس طرح اُس مسافر بے کس، بے بس، سرمایۂ حیات کو غسل وکفن دیا تمھارے دل نے کیسے اُس پر مٹی دینا گوارا کیا۔ یہ کہکر پھر بہت سے دردناک اشعار پڑھے۔ اور بصرہ جانے کی تیاری کی۔

حاصل کلام یہ کہ امیر المومنین مجھے لیکر بصرہ تشریف لے گئے اور اپنے لڑکے کی قبر پر آئے جب قبر کو دیکھا تو بے ہوش ہو گئے۔ جب ہوش میں آئے تو چند اشعار غم وحسرت آمیز پڑھے اور حاضرین اور شجر وحجر سب کو رلا دیا۔

ابو عامر کا خواب اور مغفرت کی بشارت

ابو عامر کہتے ہیں کہ اُس رات جیسا میں اپنے وظائف سے فارغ ہو کر سویا دیکھتا کیا ہوں کہ ایک نور کا قبہ ہے اور اُس پر ایک نور کا ابر ہے ناگاہ وہ ابر پھٹا اور اُس میں سے وہ لڑکا کہتا ہوا نکلا کہ اے ابو عامر حق تعالیٰ تم کو جزائے خیر دے تم نے خوب میری وصیتوں کو پورا کیا میں نے پوچھا۔ بیٹا! تم پر کیا گذری

اور تمہارا ٹھکانا کہاں ہوا؟ کہا اپنے پروردگار رحیم وکریم کے پاس ہوں۔ اور وہ مجھ سے راضی ہے کچھ ناراض نہیں۔ اور مجھے ایسی ایسی نعمتیں عطا فرمائیں کہ نہ کسی آنکھ نے دیکھیں اور نہ کسی کان نے سُنی اور نہ کسی کے دل پر اُن کا خیال تک گذرا۔ اور حق تعالیٰ نے قسم کھا کر فرمایا ہے کہ جو بندہ دنیا کی نجاستوں سے ایسا نکل آئے گا جیسا کہ تُو نکلا ہے تو اُسے ایسی ہی نعمتیں دوں گا جیسی تجھے دی ہیں اُس کے بعد جو میری آنکھ کھلی تو دل میں اُس کی باتوں اور بشارت سے ایک خوشی و سرور پایا۔

میں کہتا ہوں کہ یہ حکایت مجھے ایک اَور طریق سے بھی پہنچی ہے اُس میں اس طرح ہے کہ جب ابو عامر نے سب حال اُس کا خلیفہ سے کہا تو حاضرین میں سے کسی نے پوچھا یہ کون ہے؟ اور کس کا حال ہے؟ ہارون رشید نے کہا میری خلافت میں مبتلا ہونے سے پہلے ایک بیٹا پیدا ہوا تھا اُس نے اچھی طرح نشو ونما پائی اور قرآن شریف اور علم پڑھا۔ جب میں خلیفہ ہوا تو مجھے چھوڑ دیا اور دنیا کے مال ومتاع میں سے کچھ نہ لیا چلتے ہوئے اُس کی والدہ نے یہ انگشتری اُس کو دیدی تھی اور وہ انگوٹھی بہت قیمتی تھی میں نے اُس کی ماں سے کہدیا تھا کہ یہ اُس کو دیدینا آخر اُس کو بھی وہ کام میں نہ لایا اور دنیا سے اُسی زہد میں رخصت ہوا اور اپنی ماں کا بہت خدمت گذار تھا۔

خلیفہ ہارون رشید کی ملاقات بہلول سے

عبد اللہ بن مہران رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ خلیفہ ہارون رشید حج کے لئے مکہ معظمہ گئے اور وہاں چند روز قیام کیا پھر کوچ کا حکم دیا سب لوگوں نے کوچ کیا بہلول مجنون رضی اللہ عنہ بھی لوگوں کے ساتھ میں نکل کھڑے ہوئے اور لڑکے اُن کے ساتھ چھیڑ خانی کرتے تھے اور اوروں کو اُن کے چھیڑنے کی رغبت دیتے۔ اسی حالت

ہیں خلیفہ ہارون رشید کی سواری کی آمد شروع ہوئی یہ دیکھکر سب بچے بھاگ گئے جب ہارون رشید کی سواری اُس مقام پر پہنچی تو بہلول رضی اللہ عنہ نے اُن کو بآواز بلند پکارا کہ اے امیرالمؤمنین اے امیرالمؤمنین۔ ہارون رشید نے پردہ اُٹھاکر جواب دیا۔ لبیک اے مجنون کیا کہتے ہو؟ بہلول نے فرمایا اے امیرالمؤمنین ہم سے ایمن بن مائل نے قدامہ بن عبداللہ عامری سے روایت کیا ہے کہ قدامہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مقام منیٰ میں ایک ایسے اونٹ پر سوار دیکھا کہ اُس پر ایک نہایت کم قیمت کجاوہ تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری کے ساتھ لوگوں کو اِدھر اُدھر نہ ہٹاتا تھا اور نہ مار دھاڑ نہ ہٹو بڑھو۔ پس اے امیرالمؤمنین اس سفر میں تیرا تواضع اور پستی اختیار کرنا تکبر اور بڑائی سے بہتر ہے۔

ہارون رشید یہ سُن کر رونے لگا اور اس قدر رویا کہ آنسو زمین پر گرنے لگے۔ پھر بہلول رح سے کہا اے بہلول ہمیں کچھ اور نصیحت کی باتیں سُناؤ۔ اُنھوں نے یہ شعر پڑھے ؎

یا صاحبی لا تغترر بتنعم	فالعمر ینفد والنعیم یزول
واذا حملت الی القبور جنازۃ	فاعلم بانک بعدھا محمول

(یعنی یہ مان لے کہ تو ساری زمین کا مالک ہوا۔ اور یہ بھی مان لے کہ تمام عالم تیرا مطیع ہوگیا لیکن اگر یہ سب کچھ ہوگیا تو پھر کیا نفع۔ کل تیرا ٹھکانا قبر کے اندر ہوگا اور یہ اور وہ تیرے اوپر مٹی ڈالتا ہوگا)۔

ہارون رشید یہ سُن کر بہت رویا اور کہا بہلول! تم نے خوب بات کہی کچھ اور کہو بہلول رح نے کہا امیرالمؤمنین! جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے مال اور جمال عطا فرمایا ہو اور

اُس نے اپنے مال کو اللہ کی راہ میں خرچ کیا اور اپنے جمال کو حرام سے بچایا وہ حق تعالیٰ کے دفتر میں ابرار میں سے لکھا جاوے گا۔ ہارون رشید نے کہا بہلول! تم نے خوب کہا اور انعام کے بھی مستحق ہوئے۔ بہلول نے کہا اپنا انعام اُسے دے جو لے ہمیں حاجت نہیں۔

پھر ہارون رشید نے کہا بہلول! اگر تمھارے ذمّہ کچھ قرض ہو تو کہو میں ادا کردوں؟ کہا میں دین کے بدلے دَین ادا کرانا نہیں چاہتا۔ اہلِ حق کو اُن کا حق دے اور اپنے نفس کا قرض ادا کر۔ پھر ہارون رشید نے کہا اگر رائے ہو تو کچھ وظیفہ مقرر کردیا جائے۔؟ بہلول نے یہ سُنکر سر آسمان کی طرف اُٹھایا اور کہا امیر المؤمنین! میں اور تُو دونوں اللہ کے بندے ہیں۔ پھر یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھے تو یاد رکھے اور مجھے بھول جائے۔ ہارون رشید نے یہ بات سُن کر پردہ چھوڑ دیا اور سواری آگے بڑھی۔

خلیفہ ہارون رشید کا پیادہ پا سفرِ حج اور ایک ولی سے ملاقات

(۲۰) مروی ہے کہ ایک مرتبہ خلیفہ ہارون رشید نے یہ قسم کھائی کہ پیادہ پا حج کروں گا جب حج کے دن قریب آئے تو عراق سے بیت اللہ تک نہایت بیش قیمت مخملی فرش بچھائے گئے اُس پر خلیفہ پا پیادہ چلے جب چلتے چلتے تھک گئے تو ایک مقام پر ایک میل کے سہارے سے بیٹھ گئے اسی حالت میں تھے کہ سعدون مجنون رضی اللہ عنہ کا اُس طرف گذر ہوا اور خلیفہ سے ملاقات ہوئی سعدون نے چند اشعار پڑھے جن کا مضمون یہ تھا:۔

مان لے اور فرض کرلے کہ دنیا تیرے موافق ہے ✣ لیکن کیا حاصل کیا موت نہ آئے گی ✣ بس تو دنیا کو کیا کرے گا ✣ تجھے تو ایک میل ہی کافی ہے ✣ اے طالب دنیا خبردار ہو ✣ دنیا کو اپنے دشمن کے لئے چھوڑ دے ✣ جس طرح تجھے زمانہ نے ہنسایا ہے ✣ اسی

طرح یہ زمانہ تجھے ایک دن رُلائے گا۔

ہارون رشید نے جب یہ اشعار سُنے ایک چیخ ماری اور بے ہوش ہو کر گر پڑا اور اتنی دیر بے ہوش پڑا رہا کہ تین نمازیں فوت ہو گئیں جب ہوش آیا تو حضرت سعدون رضی اللہ عنہ کو تلاش کرایا مگر اُن کا کہیں پتہ نہ ملا۔ بہت متاسف ہوا۔

حضرت سعدون مجنون کی دعا کا اثر

محمد بن صباح رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم بصرہ میں تھے کہ وہاں بارش نہ ہوئی تھی۔ سب بصرہ والے دعائے باراں کے لئے شہر سے باہر جنگل میں آئے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ سعدون مجنون رحمہ اللہ سر راہ بیٹھے ہیں جب اُنھوں نے دیکھا تو کھڑے ہو گئے اور پوچھا کہ تم یہاں کیوں آئے ہو؟ میں نے کہا مینہ کی دعا کے لئے۔ پوچھا کیسے دلوں کے ساتھ آئے ہو سماوی (یعنی کدورتِ ارضی سے پاک وصاف) یا بالکل خالی؟ میں نے کہا نہیں سماوی دل سے آئے ہیں۔ فرمایا اگر یہ بات ہے تو بیٹھو اور دعا کرو۔ ہم سب بیٹھ گئے اور دعا کرنے لگے۔ دعا کرتے کرتے خوب دن چڑھ گیا اور آسمان پر کہیں ابر کا نام و نشان نظر نہ آیا بلکہ اور آسمان صاف ہوتا گیا اور آفتاب کی تیزی بڑھتی گئی۔

سعدون رحمۃ اللہ علیہ نے یہ حالت دیکھکر ہماری طرف التفات کیا۔ فرمایا اے بیہودو! اگر تمہارے دل سماوی ہوتے تو کیا ابتک بارش نہ ہوتی؟

پھر خود اُٹھے اور وضو کر کے دو رکعت پڑھی اور آسمان کی طرف دیکھکر کچھ فرمایا کہ میں اُسے مطلق نہیں سمجھا۔ خدا کی قسم سعدون رحمۃ اللہ علیہ نے ابھی تک کلام ختم بھی نہ کیا تھا کہ بادل گرجا اور بجلی چمکی اور خوب زور کی بارش ہوئی۔ پھر ہم نے

سعدون رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا کہ تم نے سر اُٹھا کر کیا کہا تھا؟ فرمایا جاؤ ہم لوگوں کے دل غمگین ہوئے اور آہ وزاریاں کیں اور پھر معائنہ کیا اور جان لیا جو کچھ جانا اور کیا جو کچھ کیا اور اپنے رب پہ توکل کیا۔

ایک خدارسیدہ پہ آخرت کا خوف

(۲۲) مالک بن دینار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں ایک روز بصرہ کے جنگل میں گیا دیکھا کہ ایک مقام پر سعدون مجنون رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں نے پوچھا آپ کا کیا حال ہے؟ فرمایا اے مالک اُس شخص کا کیا حال دریافت کرتے ہو جس کا صبح وشام بڑے بھاری سفر کا ارادہ ہو اور کچھ سامان اور توشہ اُس کے پاس نہ ہو اور تمام بندوں کے حاکم وعادل اور رب کے ہاں اُس کی پیشی ہو۔ یہ کہکر بہت روئے میں نے پوچھا کیوں روتے ہو؟ فرمایا قسم ہے اللہ کی کہ میں دنیا کی حرص یا موت اور مصائب کے ڈر سے نہیں روتا بلکہ اس وجہ سے کہ میری عمر کا ایک دن ایسا گذر گیا کہ اُس میں مجھ سے اچھا عمل نہیں ہوا اور نیز مجھے زادِ راہ کی قلت اور راہِ دور و دراز ہونا اور سخت گھاٹی کا پیش آنا رُلا رہا ہے مجھے کچھ معلوم نہیں کہ میرا ٹھکانا جنّت ہے یا دوزخ۔

مجنون نہیں محبّتِ الٰہی

مالک بن دینار رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے اُن سے یہ کلام حکمت آمیز سُنکر کہا لوگ تو تمھیں مجنون کہتے ہیں مگر تم تو بڑے عاقل ہو۔ فرمایا تم بھی لوگوں کے دھوکہ میں آ گئے لوگوں نے مجھے مجنون سمجھ رکھا ہے حالانکہ مجھ میں کوئی بھی جنون کی بات نہیں۔ البتہ میرے مولا کی محبّت میرے دل اور میرے گوشت و پوست درگ و ریشہ و ہڈیوں اور خون میں رَچ گئی ہے اُس محبّت کی وجہ سے میں متحیّر و فریفتہ ہوں۔ میں نے عرض کیا اے سعدون آپ لوگوں کے پاس

کیوں نہیں بیٹھتے اور اُن سے کیوں نہیں ملتے جلتے ؟ یہ سُنکر سعدون رحمۃ اللہ علیہ نے دو شعر پڑھے جن کا مضمون یہ ہے :-

عزیز لوگوں سے بالکل الگ رہا کر اور حق تعالیٰ کو اپنا مصاحب اور ساتھی بنا ÷ لوگوں کو جس طرح چاہے آزما کر دیکھ لے وہ ہر حالت میں بچھو ہی نظر آئیں گے۔

حضرت سعدونؒ پر خوفِ خداوندی کا اثر

(۲۳) ذوالنون مصری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایک روز بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا اور حالت یہ تھی کہ سب لوگوں کی آنکھیں بیت اللہ کی طرف لگ رہی تھیں اور اُسے دیکھ دیکھ ٹھنڈی آہ کر رہے تھے کہ اسی حالت میں ایک شخص بیت اللہ کے مقابل سے ہو کر اس مضمون کی دعا کرنے لگا "اے میرے پروردگار میں تیرا مسکین بندہ اور آپ کے در سے بھاگا اور دھتکارا ہوا ہوں اے اللہ میں ایسی چیز کا سوال کرتا ہوں کہ وہ آپ کی محبت و قرب کا زیادہ ذریعہ ہو اور ایسی عبادت مانگتا ہوں جو آپ کو زیادہ پسند ہو اور اے اللہ میں آپ سے آپ کے برگزیدہ بندوں اور انبیاء کے وسیلہ سے سوال کرتا ہوں کہ اپنی محبت کا پیالہ مجھے پلا دیجئے اور میرے دل سے اپنی معرفت کے لئے جہل کے پردے اُٹھا دیجئے تاکہ میں شوق کے بازوؤں سے آپ تک اُڑ کر عرفان کے باغ میں آپ سے مناجات کروں"

اس دعا کے بعد وہ شخص اتنا رویا کہ آنسوؤں سے زمین کی کنکریاں تر ہو گئیں پھر ہنسا اور وہاں سے چلدیا۔ میں بھی اُس کے پیچھے پیچھے ہو لیا۔ اور اپنے جی میں کہا کہ یہ شخص یا تو کوئی عارف ہے یا مجنون۔

القصہ وہ مسجد الحرام سے نکل کر مکہ مکرمہ کے ویرانہ کی طرف ہو لیا پھر مجھ سے مخاطب

ہو کر کہا تمھیں کیا ہوا۔ کیوں آ رہے ہو جاؤ۔ میں نے پوچھا آپ کا نام کیا ہے کہا عبد اللہ میں نے پوچھا کس کے بیٹے ہو؟ کہا عبد اللہ کا۔ میں نے کہا یہ تو میں جانتا ہوں کہ ساری خلقت عبد اللہ (اللہ کے بندے) اور ابن عبد اللہ (اللہ کے بندے کے بیٹے ہیں) میں آپ کا خاص نام دریافت کرتا ہوں۔ کہا کہ میرے باپ نے میرا نام سعدون رکھا ہے۔ میں نے کہا جو مجنون کے نام سے مشہور ہے کہا ہاں وہی۔ میں نے پوچھا وہ کون لوگ ہیں جن کے وسیلہ سے تم نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی ہے فرمایا وہ کہ اپنے اللہ کی طرف ایسے چلتے ہیں جیسے وہ چلتا ہے اور وہ خدا کی محبت کو نصب العین بنائے ہوئے اور لوگوں اور دنیا کی تمام چیزوں سے ایسے الگ ہوئے ہیں کہ جیسا کہ کسی کے دل میں آگ لگی ہوئی ہو۔

حضرتِ سعدون مجنون کا حال

(۴۲) مروی ہے کہ سعدون مجنون رحمۃ اللہ علیہ بصرہ کے کوچوں میں پھرا کرتے تھے جس گھر پر گذر ہوتا وہاں ٹھیرتے اور آیۂ یَا اَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمْ پڑھتے۔ اور پھر رو کر یہ اشعار پڑھتے ؎

فَلَوْ لَمْ یَکُنْ شَیْءٌ سِوَی الْمَوْتِ وَالْبِلٰی	وَتَفْرِیْقُ اَعْضَاءٍ وَلَحْمٍ مُبَدَّدٍ
لَکُنْتَ حَقِیْقًا یَا ابْنَ اٰدَمَ بِالْبُکَاءِ	عَلٰی نَائِبَاتِ الدَّهْرِ مَعَ کُلِّ مُسْعِدٍ

یعنی اگر سوائے موت اور جسم کے کہنگی اور اعضا کے ٹکڑے ٹکڑے ہونے اور گوشت کے ریزہ ریزہ ہو جانے کے انسان پر اور کوئی بھی حادثہ نہ ہوتا تو اے ابن آدم زمانے کے اسی قدر حوادث کی وجہ سے تجھے یہ بات لائق اور شایان تھی کہ تو روتا اور خود تنہا ہی نہیں بلکہ دوسرے رونے والے کو بھی اپنی امداد کے لئے ساتھ لیکر روتا چہ جائیکہ علاوہ ان سختیوں کے اور بہت سے حوادث قیامت کے اور سب سے زیادہ حق تعالیٰ

کے غضب کا خوف دامنگیر اور سوہان روح ہے اس حالت میں تو روتے روتے ندیاں اور نالے بہانے چاہئیں۔

اور جب سعدون رحمۃ اللہ علیہ کو بھوک زیادہ لگتی تو یہ اشعار پڑھا کرتے تھے۔

اِلٰہِیْ اَنْتَ قَدْ اٰلَیْتَ حَقًّا	بِاَنَّکَ لَا تُضِیْعُ مَنْ خَلَقْتَا
وَاِنَّکَ ضَامِنٌ لِلرِّزْقِ حَتّٰی	تُؤَدِّیْ مَا ضَمِنْتَ کَمَا قَسَمْتَا
وَاِنِّیْ وَاثِقٌ بِکَ یَا اِلٰہِیْ	وَلٰکِنَّ الْقُلُوْبَ کَمَا عَلِمْتَا

(یعنی اے میرے معبود آپ نے سچی قسم کھائی ہے کہ آپ کسی اپنی مخلوق کو ضائع نہ کریں گے۔ نیز آپ رزق کے ضامن ہیں حتیٰ کہ آپ اپنی ضمانت کی شے (رزق) کو ادا کریں گے جس طرح آپ نے تقسیم کیا ہے۔ اور اے میرے معبود بیشک میں آپ پر پورا بھروسہ رکھتا ہوں۔ لیکن دلوں کو آپ خوب جانتے ہیں کہ کیسے ہیں)

اور سعدون رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک صوف کا جُبّہ تھا۔ اس کی دونوں آستینوں کے آگے پیچھے دو دو شعر نہایت عبرت انگیز لکھے تھے۔ لوگوں نے پوچھا تم بڑے حکیم ہو مجنون نہیں لوگ تمہیں مجنون بتاتے ہیں۔ فرمایا مجھ میں اعضائے ظاہری کا جنون ہے اور میرا قلب مجنون نہیں بلکہ بہت ہوشیار ہے یہ کہکر بھاگ گئے (رضی اللہ عنہ)

(۲۵) ایک خدا رسیدہ نوجوان اور اس کی باتیں

ابوالجوال المغربی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے

وہ فرماتے ہیں کہ میں اور ایک صالح شخص بیت المقدس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں ایک جوان ہمارے پاس آنکلا کیا دیکھتے ہیں کہ اس کے گرد شہر کے بچے جمع ہیں اور ڈھیلے کنکریاں پتھر مار رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ باولا ہے۔ جوان مسجد میں گیا اور پکار کر کہا

اے اللہ مجھے اِس دار (یعنی دنیا) سے راحت دے میں نے اُس سے پوچھا یہ بات تو تُو نے دانائی کی کہی یہ حکمت کی بات تُو نے کہاں سے سیکھی۔؟ کہا کہ جو شخص خاص اللہ کے واسطے خدمت اور عبادت کرتا ہے اللہ میاں اُسے حکمت کی نادر نادر باتیں سکھا دیتے ہیں اور عصمت کے اسباب سے اُس کی تائید فرماتے ہیں اور مجھے جنون نہیں بلکہ اضطراب وخوف ہے۔ پھر اُس نے چند اشعار درد اور شوق کے پڑھے۔ میں نے کہا یہ اشعار تو تم نے خوب پڑھے جنہوں نے تم کو مجنون کہا اُس نے سخت غلطی کی۔ یہ سُنکر میری طرف دیکھکر رو یا اور کہا کچھ جانتے ہو کہ اخوانِ طریقت کس طرح مرتبۂ وصل کو پہنچے۔ میں نے کہا بتاؤ کہا اُنھوں نے اپنے اخلاق کو تمام نجاستوں سے پاک کر کے تھوڑے سے رزق پر قناعت کی اور محبتِ الٰہی سے تمام آفاق میں متحیر پھرے اور راستبازی کی آزار اور خوفِ الٰہی کے ردا سے آراستہ ہوئے اور اس دنیائے فانیہ کو دار باقی کے عوض بیچدیا اور میلان اور عزم اختیار کیا پھر اُن کی یہ حالت ہوئی کہ پہاڑوں کی چوٹیوں اور بیابانوں میں رہے اور مخلوق سے غائب ہوگئے اُن کی شان یہ ہے کہ اگر وہ حاضر بھی ہوں تو کوئی اُن کو نہ پہچانے اور اگر غائب ہوں تو کوئی اُنھیں نہ ڈھونڈے اور جو مر جاویں تو کوئی اُن کے جنازہ پر نہ آوے۔ ابوالجوال راوی کہتے ہیں کہ میں یہ باتیں سُنکر دنیا کو بالکل بھول گیا اور وہ یہ کہکر چلدیا۔

(۲۶) پاگل خانہ میں ایک باخدا نوجوان

ابن قصاب صوفی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم چند آدمی پاگل خانہ کی سیر کو گئے وہاں جا کر ایک جوان کو دیکھا کہ نہایت دردمند تھا ہم اُسے دیکھکر متحیر ہوگئے اور ہمارا تحیر بڑھا اور اُس کے حالات معلوم کرنے کے لئے اس کے پیچھے ہوئے

وہ ہمیں آتے دیکھکر پکار اُٹھا لوگو! دیکھو یہ لوگ کیسی کیسی عبا و قبا سے آراستہ اور طرح طرح کے پھولدار کپڑوں سے پیراستہ اور بدن کو عطر لگائے ہوئے ہیں اور اُن کی حالت یہ ہے کہ دنیا اور دین کا سب کام چھوڑ کر ایک حقیر اور ہلکی بات کے پیچھے پڑ گئے اور اُسی کو بضاعت بنا لیا اور علم کی باتوں سے بالکل برکنار ہو گئے یہ کچھ آدمی نہیں۔ ہم نے یہ باتیں سُنکر اُس سے کہا کہ اگر ہم کچھ پوچھیں تو تم عمدہ جواب بھی دو گے۔ اُس نے کہا واللہ میں خوب جواب دوں گا تم پوچھو۔ ہم نے پوچھا کہ سب سے زیادہ ناشکرا کون ہے؟ کہا کہ سب سے کم ناشکرا وہ ہے جو کسی مصیبت سے عافیت و امن دیا گیا ہو۔ پھر وہ اُسی بلا اور مصیبت کو دوسرے شخص پر دیکھے اور عبرت نہ حاصل کرے اور بیہودگی اور بیکاری میں مشغول ہو جاوے۔ اُس کی باتیں سُنکر ہمارے دل بہت نرم ہوئے پھر ہم نے بعض خصائلِ محمودہ کی حقیقت دریافت کی اُس نے کہا وہ بات تمھاری حالت کے خلاف ہے۔ پھر وہ جوان رویا اور روکر کہنے لگا اے اللہ اگر آپ میری عقل واپس نہیں دیتے تو میرے ہاتھ ہی مجھی کو دیدیجئے میں اِن لوگوں کے ایک ایک چپت لگاؤں۔ یہ سُنکر ہم وہاں سے کافور ہو گئے۔

خدا کی عبادت کا اثر

(۲۷) عبد الواحد بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے تین رات یہ سوال کیا کہ اے اللہ مجھے اُس شخص کو دکھا دیجئے جو جنّت میں میرا رفیق ہو گا۔ ارشاد ہوا کہ اے عبد الواحد تیرا رفیق جنّت میں میمونہ سوداء ہے۔ میں نے عرض کیا کہ وہ کہاں ہے ارشاد ہوا کہ کوفہ میں فلاں قبیلہ میں ہے۔ میں کوفہ میں اُسی پتہ پر گیا اور لوگوں سے پوچھا اس نام کی عورت کہاں ہے؟ لوگوں نے کہا کہ وہ تو ایک مجنونہ ہے بکریاں.

چرایا کرتی ہے۔ میں نے کہا میں اُس کو دیکھنا چاہتا ہوں۔ کہا کہ فلاں جنگل میں چلے جاؤ وہ ملے گی میں اُس مقام پر گیا تو دیکھا کہ وہ کھڑی ہوئی نماز پڑھ رہی ہے اور اُس کے سامنے ایک عصا ہے اور ایک اُون کا کپڑا پہنے ہوئے ہیں اور اُس کپڑے پر یہ لکھا ہے "کہ یہ نہ بیچی جا سکتی۔ اور نہ خریدی"۔

اور ایک عجیب واقعہ یہ دیکھا کہ بکریاں اور بھیڑیے ایک جگہ جمع رہے ہیں' نہ تو بھیڑیے بکریوں کو کھاتے ہیں اور نہ بکریاں بھیڑیوں سے ڈرتی ہیں۔ جب اُس نے مجھے دیکھا تو نماز کو مختصر کیا اور سلام کو پھیر کر کہا کہ اے ابن زید اس وقت جاؤ یہ وقت وعدہ کا نہیں ہے کا [illegible] پوچھا تجھے کس نے بتایا کہ میں ابن زید ہوں۔ کہا کہ یہ خبر نہیں کہ حدیث میں آیا ہے کہ ارواح لشکر کی لشکر ایک جگہ میں جن ارواح میں وہاں تعارف ہو گیا وہ یہاں بھی آپس میں ایک دوسرے سے اُلفت کرتے ہیں۔ اور جو وہاں ایک دوسرے سے ناواقف اور انجان رہے اُن کا یہاں بھی اختلاف رہتا ہے۔ پھر میں نے کہا مجھے کچھ نصیحت کر۔ کہا جس بندہ کو دنیا کی کوئی چیز حق تعالیٰ نے دی اور وہ پھر اُسی کی طلب میں رہا اللہ تعالیٰ اُس سے اپنی خلوۃ کی محبت سلب فرما لیتا ہے اور قرب کو بُعد سے بدل دیتا اور اس کی بجائے وحشت اُس کے دل میں بٹھا دیتا ہے۔ پھر چند عبرتناک اشعار پڑھے۔ پھر میں نے پوچھا کہ بھیڑیے بکریوں کے ساتھ کس طرح رہتے ہیں۔ نہ تو بکریاں بھیڑیوں سے ڈرتی ہیں اور نہ بھیڑیے اُنھیں ستاتے ہیں۔ کہا جاؤ یہ باتیں مت کرو میں نے اپنے مولیٰ سے صلح کر لی ہے اس لیے اُس نے بھیڑیے اور بکریوں میں موافقت کر دی۔

(۲۸) ابو الربیع | قرآن کی قدر و قیمت ایک با خدا عورت کی نظر میں

رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اور محمد بن منکدر اور ثابت بنانی رحمہم اللہ ایک رات ریحانہ مجنونہ رحمۃ اللہ علیہا کے پاس رہے۔ شروع رات میں انھیں دیکھا کہ کھڑے ہو کر انھوں نے یہ شعر پڑھا ؎

قَامَ الْمُحِبُّ اِلَی الْمُؤَمَّلِ قَوْمَۃً	کَادَ الْفُؤَادُ مِنَ السُّرُوْرِ یَطِیْرُ

یعنی عاشق اپنی امید گاہ کے سامنے اس طرح کھڑا ہے کہ دل خوشی کے مارے اڑا جا رہا ہے اور جب آدھی رات ہوئی تو یہ شعر پڑھے ؎

لا تانس بمن توحشک نظرتہ	فتمنعن من التذکار فی الظلم
واجھد وکد وکن فی اللیل ذا شجن	یسقیک کاس وداد العز والکرم

یعنی جس کی طرف دیکھنا تجھ کو وحشت میں ڈالتا ہو اس سے انس و الفت مت کر کیونکہ وہ شئے تاریکیوں میں تجھ کو ذکر سے روک دے گی اور (اللہ کی راہ میں) محنت و مشقت کر اور رات کو غمگین رہ۔ اس کے صلہ میں حق تعالیٰ تجھے اپنی دوستی اور بخشش کے پیالہ سے سیراب کرے گا۔

جب صبح قریب ہوئی تو بہت حسرت و افسوس کے ساتھ آہ و نالہ کیا میں نے پوچھا کہ اس قدر غم و الم کیوں کرتی ہو؟ جواب میں یہ شعر پڑھا ؎

ذَھَبَ الظَّلَامُ بِاُنْسِہٖ وَبِاُلْفِہٖ	لَیْتَ الظَّلَامُ بِاُنْسِہٖ یَتَجَدَّدُ

یعنی رات کی تاریکی اپنی انس اور الفت کے ساتھ لے گئی کاش یہ تاریکی اسی انس کے ساتھ پیدا ہوتی رہتی۔

ایک مجنونہ کا خدا پر اعتماد

(۲۹) عتبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز میں نے بصرہ سے نکلکر دشت پیمائی شروع کی چلتے چلتے کچھ خانہ بدوش بدویوں پر گذر ہوا جو خیموں میں سکونت رکھتے اور زراعت کرتے تھے میں ان

کے خیموں کی سیر کرنے لگا اثنا رسیر میں ایک خیمہ کے اندر ایک مجنونہ لڑکی دیکھی کہ جس کے بدن پر صوف کا ایک جبہ تھا اور اُس جُبّہ پر یہ مضمون لکھا تھا کہ "لونڈی نہ بیع کی جائے، ورنہ خریدی جائے"۔ میں نے اُس کے قریب جا کر سلام کیا۔ لیکن اُس نے سلام کا جواب نہ دیا اور تھوڑی دیر کے بعد چند اشعار پڑھے۔ میں نے پوچھا یہ کھیتی کس کی ہے کہا اگر صحیح سلامت رہ گئی تو ہماری ہے میں اُسے وہیں چھوڑ کر ایک اور خیمہ میں گیا کہ آسمان سے موسلادھار بارش شروع ہوئی۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ میں بھی آج دیکھتا ہوں کہ اِس بارش کی نسبت یہ مجنونہ کیا کہتی ہے یہ سوچ کر باہر نکلا دیکھا تو تمام زراعت غرق ہوگئی اور وہ کھڑی کہہ رہی ہے کہ اُس ذات کی قسم جس نے میرے دل میں اپنی محبت کی خالص شراب بھر دی ہے میرا قلب آپ کی رضا کا یقین رکھتا ہے پھر میری طرف التفات کر کے کہا اے شخص دیکھ اُسی نے تو یہ کھیتی بوئی اور اُسی نے اُگائی اور اُسی نے قائم کی اور اُسی نے بالیں نکالیں اور اُسی نے اُس کو بارش سے سیراب کیا اور اُسی نے اُس کی حفاظت کی۔ جب کٹنے کے قریب ہوئی اُسی نے اُسے تباہ بھی کر دیا۔ پھر آسمان کی طرف سر اُٹھا کر کہا۔ اے اللہ یہ سب تیرے بندے ہیں اور ان کا رزق تیرے ذمہ ہے اب آپ جو چاہے کریں۔

میں نے کہا تو کس طرح صبر کرتی ہے؟ کہا اے عتبہ چُپ رہ میرا معبود بے نیاز اور تعریف کیا گیا ہے ہر دن اُس کے ہاں مجھے نیا رزق ملتا ہے۔ عتبہ فرماتے ہیں کہ اب جب مجھے اُس کا کلام یاد آجاتا ہے تو ایک قسم کا ہیجان پیدا ہو کر رونا لگ جاتا ہے۔

ایک عارف باللہ کا حال

(۳۰) ذوالنون مصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے بعض لوگوں نے بیان کیا کہ کوہ لکام میں ایک عارف رہتا ہے مجھے اُس کے ملنے کا شوق ہوا جب اُس پہاڑ پر پہنچا تو دور

سے سنائی دیا کہ کوئی شخص نہایت درد اور گریہ زاری کے ساتھ یہ اشعار پڑھ رہا ہے

یَا ذَا الَّذِیْ اَنِسَ الْفُؤَادُ بِذِکْرِہٖ	اَنْتَ الَّذِیْ مَا اِنْ سِوَاکَ اُرِیْدُ
تَفْنِی اللَّیَالِیْ وَالزَّمَانُ بِاَسْرِہٖ	وَھَوَاکَ غَضٌّ فِی الْفُؤَادِ جَدِیْدُ

یعنی اے وہ ذات کہ جس کے ذکر سے میرے قلب نے انس پایا ہے تیرے سوا میں کسی کا ارادہ نہیں رکھتا راتیں اور زمانہ بتمامہ فنا ہوتا جاتا ہے لیکن تیری محبت ویسی ہی جی میں تر و تازہ اور ہری بھری ہے۔

ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں یہ آواز سُن کر اُس طرف چلا کہ جس طرف سے یہ آواز آئی جب میں اُس مقام پر پہنچا دیکھا کہ ایک خوبصورت حسین خوش آواز جوان بیٹھا ہوا ہے مگر اس کی تمام خوبصورتی اور حُسن خاک میں مل رہا ہے اور وہ نہایت لاغر اور زرد پڑ کر آتش عشق میں سوختہ جان مضطرب و حیران ہے میں نے سلام کیا۔ وہ سلام کا جواب دے کر مشتشدر رہ گیا اور پھر یہ اشعار پڑھے

اَعْمَیْتُ عَیْنِیْ عَنِ الدُّنْیَا وَزِیْنَتِھَا	فَاَنْتَ وَالرُّوْحُ مِنِّیْ غَیْرُ مُفْتَرِقٖ
اِذَا ذَکَرْتُکَ وَافٰی مُقْلَتِیْ اَرَقٌ	مِنْ اَوَّلِ اللَّیْلِ حَتّٰی مَطْلَعِ الْفَلَقٖ
وَمَا تَطَابَقَتِ الْاَجْفَانُ عَنْ سِنَۃٍ	اِلَّا رَاَیْتُکَ بَیْنَ الْجَفْنِ وَالْحَدَقٖ

یعنی میں نے دنیا اور اس کی زینت سے اپنی آنکھ کو اندھا کر دیا ہے۔ لیکن اے اللہ آپ اور میری روح یہ آپس میں جدا نہ ہوں گے۔ اور اے اللہ جب میں آپ کو یاد کرتا ہوں تو میری آنکھوں میں شام سے صبح تک بیداری رہتی ہے۔ اور جب میری آنکھ نیند سے جھپکنا چاہتی ہے تو میں اپنی آنکھ کے سامنے آپ کو جلوہ آرا دیکھتا ہوں۔

عشق و محبت الٰہی کا اثر پھر فرمایا ذوالنون تم کہاں اور ہم کہاں تم مجنونوں کے

پیچھے کیوں پڑے، کیسے تشریف لائے۔؟

ذوالنون فرماتے ہیں میں نے کہا مجھے تم سے ایک بات دریافت کرنی ہے اسلئے حاضر ہوا ہوں۔ فرمایا پوچھو۔ میں نے کہا تمہارے نزدیک کس شئے نے تنہائی کو محبوب بنا دیا اور کس چیز نے تمہیں جنگلوں اور پہاڑوں میں پھرایا۔ فرمایا میری محبت نے مجھے جنگل اور پہاڑوں میں پھرایا اور میرے شوق نے مجھے برانگیختہ کیا اور میرے عشق نے مجھے سب سے علیحدہ کر دیا۔ پھر کہا اے ذوالنون کیا تمہیں دیوانوں کی باتیں اچھی لگتی ہیں؟ میں نے کہا خدا کی قسم مجھے ایسے لوگوں کی باتیں بہت بھلی معلوم ہوتی ہیں اور ان سے مجھے رقّت اور حزن طاری ہوتا ہے۔ ذوالنون فرماتے ہیں کہ وہ جوان پھر میرے سامنے سے غائب ہو گیا اور پتہ نہ لگا کہ کہاں گیا۔

اللہ جلّ مجدہٗ کی محبّت کا اثر

(۱۳۱) ذوالنون مصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے بعض احباب نے کہا کہ کوہ مقطم میں ایک لڑکی اللہ تعالیٰ کی بہت عبادت کرنے والی ہے میرے دل میں اُس کے بھی ملنے کا شوق ہوا اور وہاں پہنچکر اُسے تلاش کیا وہ نہ ملی۔ مگر ایک عابد زاہد لوگوں کے ایک گروہ میں سے ایک شخص سے ملا اور اُن سے حال پوچھا تو کہا تم داناؤں سے بھاگتے ہو۔ اور دیوانوں کو پوچھتے ہو؟ میں نے کہا آپ بتا تو دیں کہ وہ مجنونہ کہاں ہے؟ کہا کہ وہ فلاں جنگل میں ہے میں اُن کے بتائے ہوئے پتہ پر گیا دور سے ایک غمناک آواز سُنی میں اُس آواز کے پیچھے چلا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک لڑکی پتھر کی ایک چٹان پر بیٹھی ہے میں نے اُسے سلام کیا۔ اُس نے سلام کا جواب دے کر کہا ذوالنون! تمہیں دیوانوں سے کیا کام میں نے کہا کہ کیا تو دیوانی ہے؟ کہا اگر دیوانی نہ ہوتی تو لوگ مجھے کیوں دیوانی کہتے۔ میں نے

کہا تجھے کس شے نے دیوانہ بنا دیا؟ کہا ذوالنون! اُس کی محبت نے مجھے دیوانہ اور اُس کے شوق نے حیران کر دیا اور اُس کے دریافت کرنے نے قلق اور تڑپ میں ڈالدیا کیونکہ محبت تو قلب میں ہوتی ہے اور شوق فواد میں اور دریافت کرنا سر میں۔ میں نے پوچھا لڑکی! کیا فواد اور شے ہے اور قلب اور کچھ ہے؟ کہا ہاں فُواد قلب کے نور کو بولتے ہیں اور سر فواد کے نور کو۔ سو قلب تو محبت کرتا اور فواد مشتاق ہوتا ہے اور سرّ پاتا ہے۔ میں نے پوچھا سر کس شے کو پاتا ہے کہا حق کو۔ میں نے پوچھا کہ حق کو کس طرح پاتا ہے؟ کہا ذوالنون! حق کو پانا بلاکیف ہوتا ہے میں نے کہا بھلا تیرا حق کو پانے میں صادق ہونا کیا ہے؟ یہ سُنتے ہی اُس نے رونا شروع کر دیا اور اس قدر روئی کہ قریب تھا اُس کی جان تک بہہ جائے جب ہوش میں آئی تو بہت سے ہائے کے نعرے مارے۔ اِس پر چند اشعار دردانگیز پڑھے پھر ایک چیخ ماری اور کہا کہ دیکھ صادق اور سچے لوگ اس طرح جاتے ہیں۔ پھر اُس پر غشی طاری ہوئی۔ میں نے پاس جاکر جو اُسے ہلایا تو مردہ پایا میں نے کوئی چیز ڈھونڈی کہ جس سے اُس کے لئے قبر کھودوں دیکھا تو وہ میری نظروں سے غائب ہوگئی۔ رحمۃ اللہ علیہ

فُضیل بن عیاضؒ کے فاقہ کا واقعہ

(۳۳) فُضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ کوفہ کی جامع مسجد میں تین دن رہا نہ کھانا کھایا نہ پانی پیا۔ جب چوتھا دن ہوا تو بھوک نے مجھے خستہ وشکستہ کر دیا۔ اِسی حالتِ شکستگی میں بیٹھا تھا کہ ایک دیوانہ مسجد کے دروازہ سے آیا اور اُس کے ہاتھ میں ایک بڑا بھاری پتھر تھا۔ اور گردن میں بڑا بھاری طوق پڑا ہوا تھا لڑکے اُس کے گرد تھے وہ دیوانہ مسجد میں لگا چکر کھانے جب وہ میرے سامنے آیا تو مجھے گھورنے لگا۔ میں اپنے جی میں گھبرایا اور دل میں کہا خداوندا! آپ نے

مجھ کو بھوکا بھی رکھا اور پھر ایسے شخص کو مجھ پر مسلط کر دیا جو مجھے قتل کر دے۔ میرے جی میں یہ مضمون آہی رہا تھا کہ اُس مجنون نے میری طرف التفات کر کے یہ شعر پڑھا ؎

مَحَلُّ نَبَاتِ الصَّبْرِ فِیْكَ غَرِیْزَةٌ　　فَیَا لَیْتَ شِعْرِیْ هَلْ لِصَبْرِكَ اٰخِرٌ

یعنی قند صبر کا محل تیری ایک طبیعت ہے (یعنی تجھ میں صبر کے ٹھیرنے کی جگہ ہے) اے کاش مجھے خبر ہو کہ تیرے صبر کا کوئی اختتام بھی ہے۔

یہ سُنکر میرے ہوش ٹھکانے لگے اور میرا گھبرانا جاتا رہا اور کہا کہ اے میرے مخدوم! اگر امید نہ ہوتی تو میں صبر نہ کرتا۔ اُس نے کہا کہ تیری امید کی جائے قرار کہاں ہے۔ میں نے کہا میری امید کی جائے قرار وہی ہے جہاں عارفین کے افکار قرار پاتے ہیں کہا واہ اے فضیل خوب کہا بیشک عارفین کے قلوب کی آبادی افکار ہیں اور حزن و غم اُن کے اوطان۔ میں نے اُس حزن کو پہچان لیا ہے اِس لئے اُس سے اُنس حاصل کیا ہے عارفین ہی کے عقول صحیح اور اُن کے دل انوار الٰہی میں ڈوبے ہوئے اور اُن کی ارواح ملکوت اعلیٰ میں معلق ہیں۔

فضیل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اُس کے مستانہ کلام نے مجھے ایسا بیخود بنایا کہ میں دس دن متواتر بے آب و دانہ پڑا رہا۔ اُسے بڑی خوشحالی نصیب ہو جو مخلوق سے وحشت پکڑے اور حق سے اُنس حاصل کرے۔

بہلول پر خوفِ الٰہی کا اثر

(۲۳۳) شبلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز بہلول مجنون جنگل کی طرف جا رہے تھے اور حالت یہ تھی کہ ایک بانس کا گھوڑا بنا رکھا تھا جیسا لڑکے بنالیا کرتے ہیں اور ہاتھ میں ایک کوڑا تھا اور بھاگ رہے تھے۔ میں نے پوچھا بہلول کہاں جاتے ہو فرمایا اللہ تعالیٰ کے ہاں پیشی

ہے وہاں جاتا ہوں۔ میں وہاں بیٹھ گیا۔ کچھ دیر بعد لوٹ کر آئے تو وہ بانس کا گھوڑا ٹوٹا ہوا تھا اور آنکھیں روتے روتے سُرخ تھیں۔ میں نے پوچھا کیا گذری فرمایا میں اللہ تعالےٰ کے سامنے جا کر اِس اُمید پر کھڑا ہوا کہ مجھے بھی غدام میں لکھ لیا جائے لیکن جب مجھے پہچانا تو دھتکار دیا۔

میں کہتا ہوں۔ بہلول رضی اللہ عنہ کا یہ قول عارف محب مقبول کے قول کی مثل ہے جو قلب حزین اور خوفِ الٰہی میں ڈوبے ہوئے سے صادر ہوا ہے۔

ایک بزرگ کا قبرستان میں قیام اور اس کی وجہ

(۳۴) سری سقطی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرا ایک روز قبرستان میں گذر ہوا دیکھا تو بہلول مجنون رضی اللہ عنہ بیٹھے ہیں میں نے پوچھا یہاں کیا کرتے ہو فرمایا میں ایسی قوم کا ہمنشین ہوں جو مجھے ستاتی نہ بیٹھ پیچھے میری غیبت کرتی ہے میں نے پوچھا اے بہلول کیا تم بھوکے نہیں ہوتے یہ سُنکر مجھ سے مُنھ پھیر لیا اور یہ شعر پڑھا۔

تَجُوْعُ فَاِنَّ الْجُوْعَ مِنْ عِلْمِ التُّقٰی	وَاِنَّ طَوِیْلَ الْجُوْعِ یَوْمًا سَیَشْبَعُ

یعنی بھوکا رہا کر کہ بھوک تقویٰ کی علامت ہے اور بے شک بے بھوک والا عنقریب سیر ہو جائے گا۔

اور منقول ہے کہ ایک مجنون جو واقع میں سب سے زیادہ عقلمند تھے ایک مقبرہ کی طرف سے آرہے تھے۔ کسی نے پوچھا کہاں سے آتے ہو؟ فرمایا کہ اِس قافلہ کے پاس سے جو یہاں اُترا ہوا ہے اُس نے کہا تمھاری اُن سے کچھ بات چیت بھی ہوئی اُنھوں نے تم سے کچھ کہا اور تم نے اُن سے کچھ پوچھا۔ فرمایا ہاں میں نے اُن سے یہ پوچھا کہ تمھارا

کوچ کب ہوگا؟ کہا جب تم یہاں آجاؤ گے۔

اور مروی ہے کہ کسی بزرگ سے کسی نے پوچھا کہ یہ لوگ مجنون تو ہوتے ہیں اور باتیں حکمت اور معرفت کی کرتے ہیں یہ کیا راز ہے؟ فرمایا اِن لوگوں میں فضل اور عقل دو چیزیں تھیں جب حق تعالیٰ نے عقل اِن سے لے لی محض فضل چھوڑ دیا اس لئے حکمت اور معرفت کی باتیں کرتے ہیں۔

ایک لونڈی کی خدا سے مناجات

(۳۳۵) عطار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک بازار میں گیا دیکھا تو وہاں ایک مجنونہ لونڈی فروخت ہو رہی ہے میں نے اُسے سات دینار دے کر خرید لیا اور اپنے گھر لے آیا۔ جب رات کا کچھ حصہ گذرا میں نے اُسے دیکھا کہ اُٹھی اور وضو کر کے نماز شروع کر دی اور نماز میں اُس کی یہ حالت تھی کہ آنسوؤں سے اُس کا دم گُھٹا جاتا تھا اور یہ مناجات کرتی تھی کہ اے میرے معبود آپ کو مجھ سے محبت رکھنے کی قسم مجھ پر رحم کیجئے یہ حال اُس کا دیکھ کر مجھے اُس کے جنون کی حالت معلوم ہوئی کہ اِسے اِس قسم کا جنون ہے۔ میں نے اُس کی یہ مناجات سُن کر کہا۔ لونڈی تُو اس طرح نہ کہہ بلکہ یوں کہہ اے اللہ تجکو میری محبت رکھنے کی قسم۔ یہ سُنکر بولی چل دُور ہو مجھے قسم ہے اُس حق کی اگر اُسے مجھ سے محبت نہ ہوتی تو تجھے میٹھی نیند نہ سُلاتا اور مجھے یوں کھڑا نہ رکھتا۔ پھر مُنھ کے بل گر پڑی اور یہ شعر پڑھے ؎

اَلْکَرْبُ مُجْتَمِعٌ وَالْقَلْبُ مُحْتَرِقٌ	وَالصَّبْرُ مُفْتَرِقٌ وَالدَّمْعُ مُسْتَبِقٌ
کَیْفَ الْقَرَارُ عَلٰی مَنْ لَا قَرَارَ لَہٗ	مِمَّا جَنَاہُ الْھَوٰی وَالشَّوْقُ وَالْقَلَقُ
یَارَبِّ اِنْ کَانَ شَیْءٌ فِیْہِ لِیْ فَرَجٌ	فَامْنُنْ عَلَیَّ بِہٖ مَادَامَ بِیْ رَمَقٌ

یعنی اضطراب جمع ہونے والا اور دل جلنے والا ہے اور صبر الگ ہے اور آنسو آگے

بڑھنے والے ہیں جس کو عشق اور شوق اور تڑپ کے حملوں سے بالکل چین نہیں اس کو بھلا کس طرح سکون اور قرار ہوا ہے میرے رب اگر کوئی شے ایسی ہو کہ اُس سے غم و حزن دفع ہو تو جب تک کچھ جان باقی ہے اُس سے مجھ کو ممنون فرمائیے۔

پھر نہایت بلند آواز سے پکاری کہ اے اللہ میرا اور آپ کا معاملہ اب تک پوشیدہ رہا اور اب مخلوق کو بھی خبر ہو چلی ہے اب مجھے آپ اپنے پاس بلا لیجئے یہ کہکر زور سے ایک ایسی چیخ ماری کہ اُس کے صدمہ سے جان دیدی اور کوچ کر گئی۔ رحمہ اللہ علیہا۔

ایک بزرگ کا دعویٰ کہ ہر آن خدا کو دیکھتا ہوں

(۳۶) شبلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دن راہ میں میں نے ایک مجنون کو دیکھا کہ لڑکے اُس کے پیچھے ڈھیلے پتھر مارتے ہیں اور اُس کا سر اور مُنھ مارے پتھروں کے لہولہان کر رکھا ہے۔ میں اُن لڑکوں کو دھمکانے اور الگ کرنے لگا تو وہ لڑکے بولے کہ اے شیخ ہم کو ہمارے حال پر چھوڑ دے ہم اسے قتل کریں گے یہ کافر ہے۔ میں نے پوچھا کہ اس میں کفر کی کیا بات ہے؟ کہنے لگے یہ اس بات کا مدعی ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کو دیکھتا ہوں اور اُس سے باتیں بھی کرتا ہوں۔ میں نے لڑکوں سے کہا کہ ذرا ٹھیرو میں اُس کے پاس آیا تو دیکھا تو کچھ ہنس ہنس کر کہہ رہا ہے۔ میں نے پاس جاکر غور سے سُنا تو اُسے یہ کہتے پایا کہ یہ جو کچھ آپ سے صادر ہوا ہے نہایت بہتر ہے مجھ پر آپ نے اِن لڑکوں کو مسلّط کر دیا ہے کہ مجھ پر پتھراؤ کر رہے ہیں۔ میں نے پوچھا کہ بھائی یہ لڑکے تمھارے ذمہ کچھ تہمت لگاتے ہیں کہا اے شبلی کیا کہتے ہیں؟ میں نے کہا لڑکے یہ کہتے ہیں کہ تم اس بات کے مدعی ہو کہ میں حق تعالیٰ کو دیکھتا ہوں۔ یہ سُنکر اُس نے ایک بڑے زور سے چیخ ماری اور کہا شبلی قسم ہے اُس ذات کی جس نے اپنی محبت سے مجھ کو شکستہ کر دیا ہے اور اپنے قرب اور بُعد کے درمیان مجھے بھٹکا دیا اگر وہ

مجھ سے ایک پلک جھپکنے کے قدر بھی پردہ میں ہوجاوے تو میں دردِ فراق سے پارہ پارہ ہوجاؤں پھر مجھ سے منھ موڑ کر یہ کہتا ہوا بھاگا ؎

خَیَالُكَ فِیْ عَیْنِیْ وَذِکْرُكَ فِیْ فَمِیْ	وَمَثْوَاكَ فِیْ قَلْبِیْ فَاَیْنَ تَغِیْبُ

یعنی تیرا خیال میری آنکھ میں ہے اور تیرا ذکر میرے منھ میں اور تیرا ٹھکانا میرے دل میں پھر تو کہاں غائب ہوسکتا ہے۔ میں کہتا ہوں بہتر یہ ہے کہ اس بیت کو اس طرح بدل دیا جائے

جَمَالُكَ فِیْ عَیْنِیْ وَذِکْرُكَ فِیْ فَمِیْ	وَحُبُّكَ فِیْ قَلْبِیْ فَاَیْنَ تَغِیْبُ

یعنی تیرا جمال میری آنکھ میں اور تیرا ذکر میرے منھ میں ہے اور تیری محبت میرے قلب میں۔ پھر تو کہاں غائب ہے۔ اور وجہ اس ترمیم کی یہ ہے کہ لفظ خیال اور مثوا (ٹھکانا) کو حق تعالیٰ کی طرف مضاف نہیں کر سکتے کہ وہ اس سے پاک اور منزہ ہے۔

ایک لڑکے کا حال

(۳۷) محمد بن محبوب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرا ایک مرتبہ بیمارستان میں گذر ہوا دیکھا کہ ایک لڑکا طوق و زنجیر سے جکڑا ہوا ہے مجھے دیکھ کر بے اختیار بولا کہ اے ابن محبوب کچھ خبر ہے کہ وہ (مالک حقیقی) مجھ سے اس طوق و زنجیر پر بھی راضی ہی ہے یہ سب کچھ اُسی کی محبت میں ہے پھر رویا۔ اور چند اشعار دردناک پڑھے۔

ایک دیوانہ کی روداد

(۳۸) علی بن عبدان رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ہمارے پاس ایک مجنون رہتا تھا دن کو دیوانہ اور رات کو اچھا خاصا ہوجاتا۔ نماز پڑھتا۔ حق تعالیٰ سے مناجات اور گریہ وزاری کرتا۔ میں نے اُس سے پوچھا تو کب سے دیوانہ ہوا ہے؟ کہا کہ جب سے عارف ہوا ہوں۔ پھر یہ شعر پڑھے ؎

اَنَا الَّذِیْ اَلْبَسَنِیْ سَیِّدِیْ	لَمَّا تَقَرَّبْتُ لِبَاسَ الْوِدَادِ
فَصِرْتُ لَا اَوِیْ اِلٰی مُؤْنِسٍ	اِلَّا اِلٰی مَالِکِ رِزْقِ الْعِبَادِ

یعنی میں وہ ہوں جس کو میرے مالک نے جب میں اُس کا مقرب بن گیا دوستی اور اپنے عشق کا لباس پہنا دیا۔ اس لئے میں کسی مونس کی طرف سوائے رزاق حقیقی کے قرار نہیں پکڑتا۔

محمد بن محبوب فرماتے ہیں کہ میں نکلا اور پھر جو اُس سے ملا تو دیکھا کہ دیوانہ ہو رہا ہے اور یہ آیت پڑھتا ہے اتنا غداءنا لقد لقینا من سفرنا ھذا نصبا (تو ہمیں دیتا ہے ہمارا صبح کا کھانا اس سفر سے ہم نے مشقت اُٹھائی) میں سمجھ گیا کہ یہ بھوکا ہے اُسی وقت کھانا لاکر پیش کیا۔ کھانا کھا کر پانی پیا اور چند اشعار حمد الٰہی میں پڑھے۔ پھر میں نے اُس سے کہا مجھے کچھ نصیحت کیجئے۔ فرمایا ؎

اَلْزِمِ الْخَوْفَ مَعَ الْحُزْنِ	اِنَّ تَقْوَی اللّٰہِ تَرْبَحُ
وَاتْرُکِ الدُّنْیَا جَمِیْعًا	اِنَّ تَقْوَی اللّٰہِ اَرْجَحُ
وَاجْتَہِدْ فِیْ ظُلْمَۃِ اللّٰہِ	سَلْ اِذَا مَا اللَّیْلُ اَجْنَحُ
وَاقْرَعِ الْبَابَ قَلِیْلًا	فَلَعَلَّ الْبَابَ یُفْتَحُ

یعنی خوف وحزن اور اللہ کے تقوے کو لازم پکڑ نفع مند ہو گا اور تمام دنیا کو چھوڑ دے بیشک تقویٰ زیادہ بہتر اور راجح ہے اندھیری رات میں (عبادت کے اندر) خوب کوشش کر جب رات خوب چھا جاوے اور دروازہ کچھ دنوں کھٹکھٹا (عبادت اور ریاضت کر) امید ہے کہ دروازہ کھلے گا۔

مخلوق سے علیحدگی کا مشورہ منقول ہے کہ ایک شخص نے کسی بزرگ سے

عرض کیا مجھے کوئی شئے تعلیم فرمائیے جو نفع دے۔؟ فرمایا مخلوق سے بھاگ اور اُن سے میل جول نہ رکھ۔ اس سے تیرا اتصال (باری تعالیٰ سے) تام اور کامل ہوگا اور عذاب کم ہوگا اُس نے کہا کچھ اور فرمائیے۔ فرمایا ؎

اَلْزِمِ الصِّدْقَ وَالتُّقٰی	وَاتْرُكِ الْعُجْبَ وَالرِّیَا
وَاغْلِبِ النَّفْسَ وَالْھَوٰی	تُرْزَقِ السُّؤلَ وَالْمُنٰی

یعنی صدق اور تقویٰ کو لے اور عُجب اور ریا کو چھوڑ اور نفس اور اُس کے خواہش پر غالب ہو اس سے تو اپنی تمنّا اور مقصد سے فائز ہوگا۔

ایک بزرگ کی نصیحت

(۳۹) ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے کوہِ لبنان کے ایک غار میں ایک بزرگ کو دیکھا کہ اُن کا سر اور داڑھی بالکل سفید اور سر کے بال غبار آلود ہیں اور وہ نہایت لاغر ہیں اور نماز میں مشغول ہیں جب اُنھوں نے سلام پھیرا تو میں نے سلام کیا۔ انھوں نے سلام کا جواب دے کر پھر نیت باندھ لی۔ اسی طرح عصر تک برابر نماز میں مشغول رہے۔ پھر ایک پتھر کے سہارے بیٹھ گئے اور سبحان اللہ سبحان اللہ پڑھنے لگے اور مجھ سے کچھ بات چیت نہ کی۔ میں نے خود ہی عرض کیا کہ حضرت میرے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تجکو اپنے قرب سے مانوس فرمادے۔ میں نے عرض کیا اور کچھ فرمائیے۔ فرمایا بیٹا جسے اللہ اپنے قرب سے مانوس کر دیتا ہے اُسے چار خصلتیں عطا فرماتا ہے۔ عزّت بغیر خاندان، علم بے طلب، غنا بغیر مال، اُنس بے جماعت۔ یہ کہکر زور سے ایک چیخ ماری اور بے ہوش ہو گئے اور پورے تین دن بعد افاقہ پایا اُٹھ کر وضو کیا اور مجھ سے پوچھکر سب فوت شدہ نمازوں کی قضا

کی اور مجھ سے سلام کر کے رخصت ہونے لگے بوقت رخصت میں نے عرض کیا حضرت میں تو تین دن اسی امید پر پڑا رہا کہ شیخ امد کچھ نصیحت فرما دیں گے اور مجھے اُس وقت رونا آگیا فرمایا اپنے مولا کو دوست رکھ اور اُس کے بدلہ کسی کی چاہت نہ کر۔ کیونکہ اللہ کے دوست رکھنے والے ہی تمام بندوں کے سرتاج اور اللہ کے برگزیدہ اور اُس کے خالص بندے ہیں پھر ایک چیخ ماری اور جان بحق ہو گئے۔ کچھ دیر کے بعد عابدوں کی ایک جماعت پہاڑ سے اُتری اور تجہیز و تکفین کرنے میں مشغول ہو گئی۔ دفن کے فارغ ہونے کے بعد میں نے اُن سے پوچھا صاحبو! اِس شیخ کا کیا نام تھا؟ کہا کہ شیبان مصاب رحمہ اللہ تعالیٰ ونفعنا بہ۔

ایک خدا رسیدہ عورت کی مناجات اپنے خدا سے

(۴۰) ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

میں کہ میں ایک مرتبہ بیت المقدس کے صحرا میں چلا جا رہا تھا کہ ایک آواز میرے کان میں پڑی کوئی کہتا ہے اے بیحد و بے انتہا نعمتوں والے۔ اور اے جود ادا حقیقی بقا والے میری قلبی نگاہ کو اپنے میدان جبروت میں جولانی دے کر نفع مند کر۔ اور میری ہمت کو اپنے لطف کے متصل فرما۔ اور اے رؤف اپنے جلال کے صدقہ مجھ کو متکبرین اور سرکشوں کی راہوں سے پناہ دے اور تنگی اور فراخی دونوں حالتوں میں مجھے اپنا خادم اور طالب رکھ۔ اور اے میرے دل کے روشن کرنے والے۔ اور اے میرے مطلوب حقیقی میرے قصد میں تو ہی میرا ساتھ رہ۔

ذوالنونؒ فرماتے ہیں کہ میں اس عجیب مضمون کو سُن کر اُس آواز کے پیچھے ہو لیا۔ شدہ شدہ معلوم ہوا کہ وہ آواز ایک عورت کی تھی جو ریاضات مجاہدات

کی آگ سے جل کر مثل سوختہ آتش ہوگئی تھی اور بدن پر اُس کے ایک اُون کا کرتہ اور سر پر بالوں کا دوپٹہ تھا۔ مشقت نے اُسے بالکل لاغر بنا رکھا تھا اور اندوہ نہانی نے فنا کر دیا تھا اور عشقِ الٰہی کی آگ نے پگھلا دیا تھا۔ میں نے قریب جا کر کہا اَلسَّلَامُ عَلَیْکِ جواب ملا وعلیکم السلام۔ اے ذوالنون! میں نے تعجب سے کہا لا الٰہ الا اللہ تو نے میرا نام کس طرح جانا۔ تو نے آج کے سوا مجھے پہلے کبھی نہیں دیکھا۔؟ کہا ذوالنون! میرے محبوب حقیقی نے اسرار کے پردے مجھ سے اُٹھا دیئے ہیں اور قلب سے اندھاپن کھو دیا ہے۔ اس لئے مجھے تیرا نام معلوم ہوگیا۔

ذوالنون فرماتے ہیں میں نے کہا تو اپنی مناجات پھر کر۔ یہ سُن کر اُس نے ایک ٹھنڈی سانس بھری اور کہا اے نور اور رونق والے میں تجھ سے سوال کرتی ہوں کہ جس شئے کے شر کو میں ادراک کرتی ہوں اُسے مجھ سے علیحدہ کر دے کیونکہ میں اِس زندگی سے بہت متوحش ہوں۔ یہ کہکر ذرا سی دیر کے بعد مردہ ہو کر گر پڑی اور میں حیران متفکر کھڑا رہ گیا۔ تھوڑی دیر نہ گذری تھی ایک بڑھیا آئی اور اس کے چہرہ کو دیکھکر بولی الحمد للہ الذی اکرمھا (تمام تعریف اللہ کو ہے جس نے اُس کو معزز فرمایا) میں نے اُس بڑھیا کو پوچھا کہ یہ عورت کون ہے اور تم کون ہو اور یہ کیا قصہ ہے؟ کہا مجھے زہرا والہانہ کہتے ہیں اور میری بیٹی ہے بیس برس سے اس کی یہی حالت ہے۔ لوگ تو یہ سمجھتے تھے کہ یہ دیوانی ہوگئی مگر واقعی بات یہ ہے کہ شوقِ الٰہی نے اِس حال پر پہنچایا تھا۔ سبحان اللہ۔ کیا خوب کسی شاعر نے کہا ہے ؎

قَالُوْا اُجْنِنْتَ بِمَنْ تَهْوٰى فَقُلْتُ لَهُمْ	مَا لَذَّةُ الْعَيْشِ اِلَّا لِلْمَجَانِيْنِ

یعنی لوگ کہتے ہیں کہ تو اپنے محبوب کے عشق سے دیوانہ ہوگیا ہے میں نے

اُن کو جواب دیا کہ زندگی کی لذت بھی دیوانوں کو ہی نصیب ہے (پھر میں کیونکر ایسا دیوانہ نہ بنوں)

ایک خدا رسیدہ عورت کا حال

(۱۴) شیخ ابو عبداللہ اسکندری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ کوہ لکام کی دشت پیمائی اس لئے اختیار کی کہ شاید مردانِ خدا سے کوئی نظر پڑے تو اُس سے کچھ حاصل کروں۔ اتفاقاً میں ایک روز چند اشعارِ عشقیہ پڑھ رہا تھا کہ ایک عورت سُنتی ہوئی آگئی میں نے اپنے دل میں کہا کہ اگر کسی مرد سے ملاقات ہوتی تو اچھا تھا۔ یہ خطرہ دل میں گذرا ہی تھا کہ بولی اے عبداللہ تمھارا حال بھی بہت عجیب ہے بھلا جس شخص کو عورتوں کے مقامات تک بھی دسترس نہ ہو وہ مردوں کے ملنے کا کیا ارادہ کرے میں نے کہا کہ تم نے تو بہت بڑا دعویٰ کیا۔ کہا وہ دعویٰ تو حرام ہے جو بے دلیل ہو۔ میں نے کہا کہ تمھارے پاس کونسی دلیل ہے؟ کہا دلیل یہ ہے کہ مالک و محبوب حقیقی میرے لئے ایسا ہے جیسا کہ میں ارادہ کرتی ہوں۔ کیونکہ میں اُس کے لئے ایسی ہوں جیسا اُس کا ارادہ ہے۔

میں نے کہا کہ اگر یہ بات ہے تو ابھی بھُنی ہوئی مچھلی آئے کہا کہ لاحول ولا قوۃ تم نے تو بہت ہی ادنیٰ چیز کا سوال کیا۔ یہ کیوں نہ سوال کیا کہ اللہ تعالیٰ شوق کے ایسے باز و عطا فرمادے کہ اُس کے ذریعہ سے میری طرح اُس تک اُڑ جائے پھر یہ کہکر اُڑ گئی۔

ابو عبداللہ کہتے ہیں کہ میں یہ سُنکر بہت نادم ہوا اور اُس وقت کوئی شئے اپنی ذلّت سے زیادہ تلخ اور اُس کے مرتبہ اور عزت سے زیادہ شیریں نہ معلوم

ہوئی۔ اور میں بھی اُس کے پیچھے دوڑا اور کہا کہ اے سیدہ تمھیں اُس ذات کی قسم کہ جس
نے تمھیں دیا اور مجکو محروم کیا اور تم پر بخشش کی اور مجھے بے نصیب کیا خدا کے واسطے
میرے لئے کچھ دعا کی امداد کرو۔ کہا کہ تم کو تو مردوں کی دعا چاہئے عورتوں سے کیا
مطلب؟ میں نے کہا خیر اگر دعا نہیں کرتیں تو برائے خدا ایک نظر توجہ ہی سہی۔ کہا کہ جس
رفیع حال میں میں مشغول ہوں وہ حالت تیری طرف نظر ڈالنے سے بدرجہا بہتر ہے میں نے
کہا وہ کلمہ دعا ہی سہی۔ کہا کل صبح تو ایک دعا کرنے والے مقبول سے ملے گا یہ کہکر روانہ
ہوگئی اور میرے عیش کو تلخ کر گئی۔ خیر جوں توں شام ہوئی اور رات جس طرح گذری گذر گئی
صبح ہوئی تو دیکھا کہ سامنے سے ایک شخص گھٹنوں کے بل آرہا ہے اور چہرہ پر بزرگی کے علامات
ہویدا ہیں اور محبت کے آثار نمایاں۔ اُنھیں دیکھکر میرے دل میں خطرہ گذرا کہ اُس عورت
نے جس بزرگ کا ذکر کیا تھا وہی معلوم ہوتے ہیں۔ وہ بزرگ میری طرف متوجہ ہو کر بولے
ہاں ہاں میں وہی ہوں۔
میں نے عرض کیا حضرت للہ کچھ ایسی دعا فرمائیے جس سے محبوب حقیقی تک کچھ
کچھ دسترس ہو۔ فرمایا ابو عبداللہ جس میں کچھ دعویٰ نہ تھا اُس کی دعا سے تو تم محروم رہے کیا
تمھیں اس قدر بصیرت بھی نہیں کہ ریحانہ کو فیہ کو پہچانو۔ اب میں اس وقت تک دعا
نہیں کرونگا جب تک تم دیوانوں سے نہ ملو اور وہ کل تمھیں ملیں گے۔ یہ کہکر وہ بزرگ
غائب ہوگئے اور مجھ پر غم کے پہاڑ کے پہاڑ آپڑے۔ دوسرے روز دیکھا کہ ایک قاری
ایسی دردناک آواز اور غمناک قلب سے یہ آیت تلاوت کرتا ہے کہ سُننے والا پانی پانی
ہوا جاتا تھا وَعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا حَتّٰٓى اِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ
الْاَرْضُ الآیۃ (ترجمہ) اور ان تین شخصوں پر جو پیچھے رکھے گئے یہانتک کہ

زمین ان پر تنگ ہوگئی۔

میں یہ آیت سن کر اس کی آواز پر مفتون ہوگیا اور اس سے کہا تجھے اس ذات پاک کی قسم جس نے تیری آواز میں یہ حسن بخشا ہے تو میرے قلب خستہ پر رحم کر۔

خدا رسیدہ کی دعاء

کچھ دیر بعد ایک شخص برآمد ہوا کہ محبت الٰہی سے چور چور تھا بولا تجھے ایسے دیوانہ سے کیا کام جس کے آنسو کسی وقت بھی نہیں تھمتے لیکن چونکہ تجکو دعا کے لئے میرے حوالے کیا ہے۔ اس لئے میں کہتا ہوں کہ ایسے دیوانوں کی درگاہ کو لازم پکڑ اور جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو مضبوط تھام لے۔ پھر میں نے ان سے عرض کیا حضرت اور کچھ نصیحت فرمایئے۔ فرمایا اپنے نفس پر رحم کر۔ یعنی گناہوں کو چھوڑ دے دنیا کے پاس بھی نہ جا۔ کیونکہ یہ دنیا ایسی بے وفا ہے جو اس کے بڑے چاہنے والے ہیں انھیں تو ڈبو ہی دیتی ہے اور نیچ والوں کا گلا گھونٹتی اور کم درجے والوں کو آگ میں جلا کر خاک سیاہ کر دیتی ہے اللہ تجھے اپنی قبولیت اور وصول وصدق سے بہرہ مند کر کے اپنے پسندیدہ لوگوں سے بنا دے اور انشاء اللہ میں تجھے لذّتِ نظر سے محروم نہ کروں گا اور اُن لوگوں میں تجھے کر دوں گا جو معائنہ کے بعد خبر پر قناعت کرتے ہیں۔

ابو عبداللہ فرماتے ہیں کہ جو کچھ انھوں نے اشارہ فرمایا۔ میں سمجھ گیا (رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ)۔

ایک دیوانی عورت کے احوال

(۴۲) ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں انطاکیہ کے ایک پہاڑ پر جا رہا تھا۔ کہ ایک دیوانی سی لڑکی صوف کا جبہ پہنے ہوئے نظر پڑی۔ میں نے سلام کیا اس نے جواب دے کر کہا تم ذوالنون ہو۔ میں نے حیران ہو کر پوچھا تو نے مجھے کس طرح پہچانا۔ کہا محبوب

حقیقی کی معرفت ہے۔ پھر کہنے لگی کہ ذوالنون! میں یہ دریافت کرتی ہوں سخا رکیا چیز ہے؟
میں نے کہا سخاوت داد و دہش ہے۔ کہا یہ تو دنیا کی سخاوت ہے۔ دین کی سخاوت کیا ہے؟
میں نے کہا اللہ تعالیٰ کی طاعت میں سعی کرنی۔ کہا جب بندہ طاعت میں سعی کرتا ہے تو محبوب
حقیقی قلب پر متجلی ہوتا ہے لیکن اُس وقت چاہئے کہ تو اُس سے کچھ نہ مانگے۔ اے ذوالنون
بیس برس سے میرا ارادہ ہوتا ہے کہ اُس سے ایک شئے طلب کروں مگر اُس سے شرم آتی
ہے کہ بُرے مزدور کی طرح ہو جاؤں گی کہ جب وہ کام کرتا ہے فوراً ہی اُجرت مانگ لیتا
ہے اس لئے میں تو اس کی تعظیم اور جلال کی وجہ سے کام کرتی ہوں۔ یہ کہہ اور روانہ ہوئی

اپنے کو خدا کے حوالہ کردو

(۴۳) ذوالنون رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں بنی اسرائیل کے بیابان میں چلا جاتا تھا (جس میں اُنھیں حیران پھرنے کی حق تعالیٰ کے یہاں سے سزا ملی تھی) کہ ایک حبشیہ سے ملاقات ہوئی اور حالت اُس کی یہ تھی کہ محبت الٰہی سے حیران پریشان اور نگاہ آسمان پر چڑھی ہوئی تھی۔ میں نے کہا اے بہن السلام علیک۔ کہا ذوالنون! وعلیک السلام۔ میں نے پوچھا تو نے مجھے اُس طرح پہچانا؟ کہا ارے بے وقوف اتنی بھی خبر نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بدن پیدا کرنے سے دو ہزار برس پہلے ارواحیں پیدا کی تھیں پھر جن میں وہاں تعارف ہو گیا وہ یہاں بھی آپس میں اُلفت کرتے ہیں اور جن میں وہاں ناشناسائی ہوئی اُن میں یہاں بھی اختلاف ہے چنانچہ اُسی دوران میں میری روح نے تیری روح کو پہچان لیا تھا۔

ذوالنون فرماتے ہیں کہ میں نے یہ باتیں سُنکر کہا معلوم ہوتا ہے کہ تجھے اللہ تعالیٰ نے حکمت سکھلائی ہے۔ کچھ اپنے علم میں سے مجھے بھی تعلیم کر۔ کہا اے ابوالفیض! اپنے اعضاء پر عدل کی ترازو رکھ لے (یعنی اپنے اعضاء کو شریعت کے تابع کر دے)

تاکہ جو کچھ اللہ کے سوا رہے وہ سب گل کر فنا ہو جاوے اور قلب صاف، شفاف ہو جائے سوائے اللہ کے کوئی اُس میں نہ ہو اُس وقت تجھے اپنے دروازہ پر جگہ دیں گے اور ایک نئی ولایت سے تجھے مشرف فرماویں گے اور تمام چیزوں کی محافظین کو تیری طاعت کا حکم کر دیں گے۔ میں نے کہا اے بہن کچھ اور کہو۔ کہا اے ابوالفیض اپنے نفس میں سے کچھ اپنے نفس کے لئے حصّہ لے (یعنی اپنے نفس کو طاعۃ میں مشغول رکھ) اور خلوت میں اللہ کی طاعت کر پھر جب تو دعا کرے گا قبول ہو گی۔

ایک لڑکی پر خوفِ الٰہی کا اثر اور اس کا حال

(۴۴) حضرت ابو القاسم جنید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

کہ میں ایک مرتبہ تن تنہا بیت اللہ شریف گیا اور وہاں کی مجاورۃ اختیار کی اور میری عادت تھی کہ جب شب کو خوب تاریکی ہو جاتی تو میں طواف کرتا حسب عادت ایک دن طواف کر رہا تھا کہ ایک نو عمر لڑکی کو دیکھا کہ طواف کرتی جاتی ہے اور یہ اشعار نہایت ذوق و شوق سے گاتی ہے ؎

اَبَی الْحُبُّ اَنْ یَّخْفٰی وَکَمْ قَدْ کَتَمْتُہٗ	فَاَصْبَحَ عِنْدِیْ قَدْ اَنَاخَ وَطَنَّبَا
اِذَا اشْتَدَّ شَوْقِیْ ھَامَ قَلْبِیْ بِذِکْرِہٖ	وَاِنْ رُمْتُ قُرْبًا مِّنْ حَبِیْبِیْ تَقَرَّبَا
وَیَبْدُوْ فَاُفْنِیْ ثُمَّ اُحْیَا بِہٖ لَہٗ	وَیُسْعِدُنِیْ حَتّٰی اَلَذَّ وَاَطْرَبَا

یعنی محبت اور عشق کو میں نے بہت چھپایا لیکن اب کسی طرح نہیں چھپ سکتا اُس نے تو میرے پاس ڈیرہ ہی ڈال دیا۔ جب مجھے محبوب کا شوق زیادہ ہوتا ہے تو میرا دل اُس کی یاد سے حیران و مضطرب ہوتا ہے اور اگر میں اپنے دوست کے قرب کا قصد کرتی ہوں تو وہ مجھے اپنی دولتِ قرب سے محروم نہیں فرماتا۔ بلکہ قریب ہو جاتا ہے۔ اور جب میرا

محبوب متجلی ہوتا ہے تو میں فنا ہو جاتی ہوں۔ اور پھر اُس کے لئے اور اُسی کی دستگیری کر زندہ ہو جاتی ہوں۔ اور وہی میری امداد کرتا ہے۔ حتیٰ کہ میں اُس کی عنایتوں سے لذت حاصل کرتی ہوں۔

حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اُس سے کہا لڑکی! تو اللہ سے نہیں ڈرتی۔ بیت اللہ شریف میں ایسے اشعار گاتی ہے۔ وہ میری طرف ملتفت ہو کر بولی۔ جنید! بھلا اگر خوفِ الٰہی نہ ہوتا تو میں کیوں خوابِ شیریں چھوڑتی۔ ارے خوف ہی نے تو مجھے میرے وطن سے بے وطن کر دیا۔ اُسی کے عشق میں تو میں بھاگی پھرتی ہوں۔ اُسی کی محبت نے مجھے حیران بنا رکھا ہے۔

پھر پوچھا جنید! بتاؤ تم بیت اللہ کا طواف کرتے ہو یا ربِّ بیت اللہ کا؟ میں نے کہا کہ میں تو بیت اللہ کا طواف کرتا ہوں۔ یہ سُنکر آسمان کی طرف مُنہ اُٹھایا اور بولی سبحان اللہ آپ کی بھی کیا شان ہے مخلوق جو خود مثل پتھروں کے ہیں وہ پتھروں ہی کا طواف کرتے ہیں۔

جنیدؒ فرماتے ہیں مجھ پر ایسی کیفیت طاری ہوئی کہ میں بیہوش ہو گیا جب ہوش آیا تو پھر اُس لڑکی کو نہ دیکھا۔

ایک باخدا کی نظر میں محبت کی حقیقت

(۵۴) ذوالنون مصری رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ تیہ بنی اسرائیل میں میں ایک عورت سے ملا جو بالوں کا ایک کرتہ اور اون کی اوڑھنی اوڑھے ہوئی تھی اور ہاتھ میں ایک لوہے کا عصا تھا۔ میں نے قریب جا کر سلام کیا۔ سلام کا جواب دے کر کہا کہ مردوں کو عورتوں سے کیا مطلب ہے؟ میں نے کہا تمہارا بھائی ذوالنون ہوں۔ کہا

یعنی دینی بھائی ہوں

مرحبا آئیے۔ پھر میں نے پوچھا تم یہاں کس شغل میں ہو؟ کہا میرا شغل کیا پوچھتے ہو۔ میری حالت تو یہ ہے کہ جب کسی ایسے شہر میں میرا گذر ہوتا ہے کہ وہاں میرے محبوب حقیقی کی مخالفت اور نافرمانی ہوتی ہو تو وہاں کا رہنا مجھے گراں گذرتا ہے کہ پھر کوئی اور پاک جگہ ڈھونڈتی ہوں اور وہاں جاکر اپنے قلب سے جو کرشدۂ شوق سے سوختہ اور گداختہ ہو رہا ہے مناجات کرتی ہوں۔

ذوالنون فرماتے ہیں کہ پھر میں نے کہا تم تو محبوب حقیقی کی باتیں خوب کرتی ہو۔ بھلا یہ تو بتاؤ کہ محبت کی حقیقت کیا ہے؟ کہا سبحان اللہ تم ایسے جلیل القدر واعظ اور حکیم ہو کر مجھ سے محبت کی حقیقت دریافت کرتے ہو سنو! محبت کی شان یہ ہے کہ جب وہ شروع ہوتی ہے تو محب کو ایک دائمی الم اور قلق لگ رہتا ہے شدہ شدہ کثرتِ محبت سے اہلِ محبت کی ارواح غایت صفائی پر پہنچ جاتی ہیں تو اللہ تعالیٰ انھیں اپنی محبت کے مزے دار جام سے سیراب کرتا ہے جسے وہ خوب مزہ لے کر پیتی ہیں۔ یہ کہکر ایک چیخ ماری اور بیہوش ہو کر گر پڑی پھر جب ہوش میں آئی تو یہ اشعار پڑھے ؎

أُحِبُّكَ حُبَّيْنِ حُبَّ الْهَوٰى	وَحُبًّا لِأَنَّكَ أَهْلٌ لِذَاكَا
فَأَمَّا الَّذِي هُوَ حُبُّ الْهَوٰى	فَذِكْرٌ شَغَلْتُ بِهِ عَنْ سِوَاكَا
وَأَمَّا الَّذِي أَنْتَ أَهْلٌ لَهُ	فَكَشْفُكَ لِلْحُجُبِ حَتّٰى أَرَاكَا
وَلَا حَمْدَ فِي ذَا وَلَا ذَاكَ لِي	وَلٰكِنْ لَكَ الْحَمْدُ فِي ذَا وَذَاكَا

یعنی اے محبوبِ حقیقی مجھے آپ سے دو قسم کی محبت ہے۔ ایک محبت تو اس وجہ سے کہ مجھ میں اُس کا مقتضا ہے۔ اور دوسری قسم کی محبت اس واسطے کہ آپ محبوب

بننے کے اہل ہیں۔ پہلی قسم کی محبت جس کا اقتضا مجھ میں ہے اُس کا اثر تو ذکر ہے کہ جس سے آپ نے اپنے ماسوا ہر سے مجھے علیحدہ کر دیا ہے اور وہ دوسری قسم کی محبت کہ جس کے آپ اہل ہیں اُس کا ثمرہ یہ ہے کہ آپ حجاب سامنے سے اُٹھا دیں تاکہ میں آپ کو دیکھوں۔ اور دو قسم کی محبت میں میرا کچھ کمال نہیں اس لئے میری کوئی اس میں حمد نہیں بلکہ ہر صورت میں آپ کے ہی لئے حمد اور ستودگی ثابت ہے۔

ایک جوان کا حال اور محبّتِ دُنیا کا علاج

(۶۴) محمد بن رافع رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ میں شام کے ایک شہر سے آ رہا تھا راستہ میں ایک جوان کو دیکھا کہ ایک صوف کا جُبّہ پہنے ہوئے ہاتھ میں عصا ہے میں نے پوچھا کہاں کا ارادہ ہے؟ کہا میں نہیں جانتا۔ پھر پوچھا کہاں سے آ رہے ہو؟ کہا خبر نہیں اُس کی ان باتوں سے میں یہ سمجھا کہ پاگل ہے۔ پھر میں نے پوچھا تجھے کس نے پیدا کیا ہے؟ یہ سُنتے ہی اُس کا رنگ ایسا زرد ہو گیا جیسے کسی نے زعفران سے رنگ دیا ہو۔ کہا مجھے ایسی ذات نے پیدا کیا ہے کہ جس کی یہ شان ہے (یعنی یہ کہ اُس نے مجھے زرد کر دیا) میں نے کہا تو گھبراتا نہیں میں کوئی اجنبی شخص نہیں بلکہ تمھارا ایک بھائی ہوں مجھ سے تنگ نہ ہو۔ کہنے لگا قسم ہے اللہ کی اگر مجھکو لوگوں سے الگ رہنے کی اجازت ملجاوے تو کسی ایسے بلند پہاڑ پر کہ جس پر چڑھنا دشوار ہو چلا جاؤں یا کسی غار میں چھپ جاؤں کہ دنیا اور اہلِ دنیا سے راحت ملجائے۔ میں نے کہا دنیا نے تمھارا کیا قصور کیا ہے جو تم اس سے اس قدر ناراض ہو؟ کہا ایک قصور تو اُس نے یہی کیا کہ اس کے نقصان ہمیں نظر نہیں آتے۔ میں نے کہا اس نابینائی کا کچھ علاج بھی تمھارے پاس ہے؟ کہا کہ علاج تو ہے لیکن سخت مشکل ہے تم سے ہو نہ سکے گا کوئی سہل سی دوا کا استعمال کرلو۔ میں نے کہا بہتر

ہے۔کوئی لطیف دوا بتلا دیجئے۔فرمایا مرض بیان کرو۔کہا مرض حب دنیا۔سُنکر ہنسا اور کہا کہ اس سے زیادہ کوئی مرض نہیں۔اس کا علاج یہ ہے کہ تازہ تازہ زہر کے جام نوش کرو اور سخت سخت مصائب جھیلو۔میں نے کہا اُس کے بعد کیا کروں۔کہا اس کے بعد صبر کے تلخ گھونٹ پیو مگر اُس میں جزع فزع نہ ہو۔اور جس تعب میں راحت نہ ہو اس کا شربت پیو۔میں نے کہا پھر کیا کروں فرمایا کہ اس کے بعد وحشت بلا اُنس اور فراق بلا اجتماع کا بوجھ اُٹھا۔میں نے کہا پھر کیا کروں۔کہا پھر اپنے محبوب سے تسلی اور صبر ہے اگر معالجہ کا ارادہ ہے تو اس کا استعمال کرو ورنہ گوشۂ عافیت اختیار کرو اور فتنوں سے الگ رہو پھر میں نے پوچھا مجھکو کوئی ایسا عمل بتائیے جس سے مجھے اللہ تعالیٰ کا قرب نصیب ہو۔کہا بھائی میں نے سب عبادتوں کو خوب آزما دیکھا مجھ کو تو لوگوں سے الگ رہنا سب سے زیادہ نافع معلوم ہوتا ہے۔قلب کے اگر دس حصے کئے جاویں تو نو حصوں کا تعلق تو لوگوں سے ہے اور ایک حصہ اور دنیا سے علاقہ رکھتا ہے۔سو وہ شخص تنہا رہنے پر قادر ہوگیا اور اُس نے قلب کے نو حصوں پر قبضہ کر لیا۔اس کے بعد وہ چلا گیا اور پھر میں نے اُسے نہ دیکھا۔

ایک عجیب و غریب نسخہ جس کے استعمال سے آدمی آدمی ہو جاتا ہے

(۷۴) ایک بزرگ فرماتے ہیں۔کہ ایک طبیب پر میرا گذر ہوا دیکھا کہ اُس کے چاروں طرف مریضوں کی بھیڑ لگ رہی ہے اور وہ اُن کو اُن کے مرض کے مناسب دوائیں بتا رہا ہے۔میں بھی اُس کے سامنے گیا اور نبض دکھائی نبض دیکھکر تھوڑی دیر سر جھکایا پھر کہا تم فقر کی جڑ صبر کے پتے تواضع کا ہلیلہ اور تمام اجزاء کو یقین کے ظرف میں رکھو اور اُس پر

آبِ خوف وحیاء ڈالو۔ پھر اس کے نیچے آتش حزن واندوہ روشن کرو۔ پھر اُس کو مراقبہ کی چھلنی سے جام رضا میں چھانو۔ پھر شرابِ توکل سے ممزوج کرکے جام استغفار میں بھر کر دستِ صدق سے پکڑ کر پی جاؤ۔ پھر تقویٰ کے پانی سے کلی کر ڈالو۔ اور حرص و طمع سے پرہیز رکھو انشاء اللہ صحت یاب ہوگے۔

ازالۂ گناہ کا مجرّب نسخہ مع ترکیب استعمال

(۴۸) منقول ہے۔ کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ بصرہ کے ایک کوچہ میں تشریف لیجا رہے تھے دیکھا کہ لوگوں کا ایک بڑا اور بھاری حلقہ ہے اور مخلوق اس کے گرداگرد گردنیں اُٹھا اُٹھا کر دیکھ رہی ہے۔ یہ دیکھکر حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی وہاں تشریف لے گئے تاکہ معلوم ہو کہ کس وجہ سے یہ خلقت جمع ہے دیکھا کہ ایک نوجوان شخص وقار اور سکنیت سے آراستہ کرسی پر بیٹھا ہے اور لوگ اس کے پاس قارورہ کی شیشیاں لا رہے ہیں اور وہ مریضوں کے مرض کو تشخیص کر رہا ہے۔ اور جو دوا جس جس کے مناسب ہے بتا رہا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی اُس کے پاس تشریف لے گئے سلام کرکے پوچھا تمہارے پاس گناہ کی بھی کوئی دوا ہے کہ اس کے معالجے سے سب طبیب عاجز آگئے ہیں طبیب نے یہ سُنکر سر جھکا لیا اور دیر تک اُسی حالت میں رہا۔ حضرت امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ نے پھر دوبارہ پوچھا اُس نے کچھ جواب نہ دیا۔ تیسری مرتبہ پھر پوچھا تو اُس نے سر اُٹھا کر سلام کا جواب دیا اور کہا اب فرمائیے آپ کیا دریافت فرماتے ہیں؟ فرمایا تم گناہوں کی دوا بھی جانتے ہو۔ کہا ہاں۔

اوّل بستانِ ایمان میں جاؤ اور وہاں سے یہ ادویہ بیخِ نیت حبِ ندامت برگِ تدبیر تخمِ ورع ثمرِ فقہ شاخِ یقین مغزِ اخلاص قشرِ اجتہاد بیخِ توکل

اکمام اعتبار تریاق تواضع خضوع قلب اور فہم کامل سے کفِ توفیق اور انگشتانِ تصدیق سے لو۔ پھر ان سب کو طبق تحقیق میں رکھکر آب اشک سے شستہ کر کے رجا کی دیگچی میں رکھو پھر اُس پر آتش شوق اس قدر روشن کرو کہ اس پر حکمت کا کف آجاوے پھر اُسے رضا کے پیالوں میں نکالو اور استغفار کے پنکھے سے ٹھنڈا کرو اس سے ایک عمدہ شربت تیار ہو جائے گا پھر اُسے ایسی جگہ جاکر استعمال کرو کہ وہاں خدا کے سوا کوئی نہ دیکھتا ہو انشاء اللہ تعالیٰ گناہوں کا مرض جاتا رہے گا اِس کے بعد اس طبیب نے ایک چیخ ماری اور واصل بحق ہوا۔ یہ قصہ دیکھکر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا واللہ تُو تو دنیا اور آخرت دونوں کا طبیب ہے پھر اُس کی تجہیز و تکفین کا حکم فرمایا۔

ایک طبیب سے گناہوں کے نسخہ کا مطالبہ

(۴۹) ذوالنون مصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک طبیب کو دیکھا کہ اس کے اِرد گرد مَردوں اور عورتوں کا بیشمار مجمع ہے اور وہ ہر ایک کو مناسب دوا بتاتا ہے میں نے بھی اُس کے قریب جاکر سلام کیا اور کہا آپ مجھے ذنوب کی دوا بتلایئے اُس نے تھوڑی دیر سر جھکایا پھر سر اُٹھاکر کہا اگر میں بیان کروں تو سمجھو گے؟ میں نے کہا انشاء اللہ تعالیٰ کہا اول یہ اجزاء جمع کر لو۔ بیخ فقر برگِ صبر ہلیلہ تواضع بلیلۂ خضوع روغن بنفشہ ہیبت خطمی محبت تمر ہندی سکینت گلاب صدق۔ ان سب اجزاء کو لے کر احکام کی دیگچی ڈال کر آب احکام سے تر کر کے اس کے نیچے نار اشتیاق و سوزش روشن کرو اور کفچہ عظمت سے ہلاؤ کہ اُس پر حکمت کا کف آجاوے جب صفاءِ فکر سے خوب صاف ہو جاوے تو اُس کو جامِ ذکر میں رکھو اور پھر رضا کی چھلنی سے صاف کر کے اُس میں محمودۂ انابت اور عمل میں سعی کرنے کی مقل اور ملائی جلائے پھر حانوت خلوت میں جاکر پیو اور آبِ

وفا سے کلی کر لو اور خوف اور گرسنگی کی مسواک کرو اور اوپر سے قناعت کا سیب کھالو اور پھر اپنے لبوں کو اعراض ماسوائے اللہ کے رومال سے صاف کر لو۔ یہ شربت ان شاء اللہ گناہوں کو بالکل زائل کر دے گا اور اللہ تعالیٰ کا قرب عطا فرمائے گا۔

ایک مریض بزرگ سے درخواست اور ان کی طرف سے جواب

(۵۰) منقول ہے کہ ایک بزرگ بیمار ہوئے اور بہت ضعیف ہو گئے اور رنگ زرد ہو گیا لوگوں نے عرض کیا کہ حضرت کسی طبیب کو بلا دیں وہ کوئی دوا تجویز کر دے گا۔ فرمایا کہ خود طبیب ہی نے تو مجھکو مریض کیا ہے اور یہ کہہ کر ایک شعر پڑھا ؎

كَيْفَ أَشْكُو إِلَىٰ طَبِيبِي مَا بِي	وَالَّذِي بِي أَصَابَنِي مِنْ طَبِيبِي

یعنی میں اپنی تکلیف کی اپنے طبیب سے کس طرح شکایت کروں حالانکہ یہ جو کچھ مجھے پیش آرہا ہے میرے طبیب ہی کی طرف سے ہے۔

حضرت ذوالنونؒ مصریؒ کا ایک دلچسپ بیان

ذوالنون مصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے بہت سے ایسے بندے ہیں کہ انھوں نے گناہوں کے بہت سے درخت لگائے اور پھر ان کو آب توبہ سے سینچا تو ان کو ندامت اور حزن کے پھل لگے اور بغیر جنون کے مجنون بن گئے اور بلا کسی عیب کے کند ذہن بن گئے اور باوجود بلیغ فصیح ہونے کے گونگے ہو گئے اور حالت اُن کی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت میں وہ کامل ہیں۔ پھر انھوں نے جام صفا پیا تو اُن کو طول بلاء کے ساتھ صبر کی میراث ملی۔ پھر اُن کے دل ملکوت میں والہ و حیران ہوئے اور اُن کے افکار جبروت کے سراپردوں میں جولانی کرنے لگے اور ندامت کے چھپّوں کا سایہ

داصل کرنے لگے اور خطاؤں کے صحیفہ کی تلاوت میں مشغول ہوئے (یعنی اُن کو اپنی خطائیں پیشِ نظر ہوگئیں) اور جزع و فزع کی دولت ان کو ملی۔ یہاں تک کہ وہ ورع کے زینہ کے ذریعہ سے بامِ زہد پر پہنچ گئے اور ترکِ دنیا کی تلخی انھیں شیریں معلوم ہونے لگی۔ اور سخت بستر کی سختی کو وہ مثلِ حریر (ریشم) نرم سمجھنے لگے یہاں تک کہ وہ کمندِ نجات اور سلامتی کے عروۂ وثقیٰ (مضبوط دستہ) سے قائم ہوئے اور اُن کی ارواح ملاءِ اعلیٰ کی سیر کرنے لگیں اور بستانِ نعیم (نعمتوں کے باغ) میں مقیم ہوگئے اور بحرِ حیات (زندگی کے سمندر) میں گھس گئے اور خواہشاتِ نفسانیہ کے پُلوں سے گذر کر صحنِ علم میں جا اُترے اور حوضِ حکمت سے سیراب ہوئے اور کشتیٔ عطیہ میں سوار ہو کر بستانِ راحت اور معدنِ عز و کرامت میں پہنچ گئے۔

حضرت ذوالنون مصری کی مناجات

اور نیز حضرت ذوالنون رضی اللہ عنہ اپنی مناجات میں فرماتے ہیں اے اللہ مجھے اُن لوگوں میں سے کر دیجئے جن کی ارواح عالمِ ملکوت میں حیران ہیں اور جن کے لئے جبروت کے حجاب کھول دیئے گئے ہیں اور وہ بحرِ یقین (یقین کے سمندر) میں غوطہ مار رہے ہیں اور بستانِ متقین (اللہ سے ڈرنے والوں کے باغ) میں گشت لگا رہے ہیں اور توکل (خدا پر بھروسہ) کی کشتی میں سوار ہیں اور جداولِ قرب (اللہ کی نزدیکی کی کیاریوں) میں ہوائے محبت سے بہہ کر ساحلِ اخلاص (اخلاص کے کنارے) پر آ لگے ہیں اور خطیئات کو پس پشت ڈال کر طاعات کو لے لیا ہے۔ برحمتک یا ارحم الراحمین۔

اولیاء اللہ کا شہر

(۵۲) **ایک** بزرگ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ مطہرہ پر نو اولیاء اللہ کو دیکھا

میں اُن کے پیچھے ہولیا اُن میں سے ایک نے میری طرف ملتفت ہو کر فرمایا کہاں جاتے ہو۔؟ میں نے کہا تمھارے ساتھ۔ کیونکہ مجھے تم سے محبت ہے اور میں نے سُنا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے المرء مع من احب یعنی آدمی اُسی کے ساتھ ہے جس سے اُس کو محبت ہے۔ پھر ایک نے اُن میں سے کہا جہاں ہم جاتے ہیں تم وہاں نہیں جاسکتے کیونکہ وہاں وہ شخص جاسکتا ہے جس کی عمر چالیس سال کی ہو۔ پھر ایک اور نے کہا آنے دو کیا عجیب ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے بھی وہاں جانا نصیب کردے۔

القصہ میں چلا اور زمین ہمارے نیچے سے خود بخود قطع ہوتی جاتی تھی چلتے چلتے ایک ایسے شہر میں پہنچے کہ وہ چاندی سونے سے بنایا گیا تھا اور وہاں کے درخت خوب گنجان تھے اور نہریں جاری تھیں اور عمدہ عمدہ میوے بکثرت تھے۔ غرض ہم اُس شہر کے اندر گئے اور وہاں سے انواع انواع کے میوے کھائے اور تین سیب وہاں سے میں نے اپنے پاس رکھ لیئے اور انھوں نے بالکل منع نہیں کیا جب وہاں سے واپس آنے لگے تو میں نے پوچھا یہ کونسا شہر ہے۔؟ فرمایا یہ اولیاء اللہ کا شہر ہے جب اُن کا سیر کرنے کو جی چاہتا ہے تو جہاں کہیں وہ ہوں ان کے سامنے یہ شہر ظاہر ہو جاتا ہے لیکن چالیس سال کی عمر سے کم کا سوائے تیرے یہاں آجتک کوئی نہیں آیا۔

پھر جب ہم مکہ آئے تو میں نے ایک دامغانی کو ان سیبوں میں سے ایک سیب دیا۔ اس نے پھینکدیا۔ اس پر میرے ہمراہیوں نے مجھے ملامت کی اور کہا کہ جب تو گرسنہ ہو اس باقی سیب سے کھالینا۔ وہ بدستور رہے گا فنا نہ ہوگا۔

القصہ میں اپنے گھر آیا اور میرے پاس ایک سیب باقی تھا۔ میری بہن مجھ کو آکر لپٹ گئی اور کہنے لگی کہ بھائی جو تم ہمارے واسطے سفر سے ایک عجیب چیز لائے

ہو وہ لاؤ۔ میں نے کہا کیا عجیب چیز لاتا ہے مجھے دنیا کی کیا چیز میسر ہوتی ہے جو تمھارے لیئے لاتا اُس نے کہا وہ سیب کہاں ہے؟ میں نے اسے چھپالیا اور کہا کونسا سیب۔ اُس نے کہا ہم سے کیوں چھپاتے ہو۔ تمھیں تو اس شہر کی سیر دھکّے کھاکر نصیب ہوئی اور مجھے تو بیس برس کی عمر ہی میں اس شہر میں لے گئے تھے اور واللہ بغیر میری خواہش کے مجھے بلایا گیا تھا۔ میں نے کہا بہن یہ کیا کہتی ہو مجھ سے تو ایک بزرگ نے یہ فرمایا کہ چالیس سال سے کم عمر والا اس میں کوئی آج تک سوائے تیرے نہیں آیا۔ کہا ہاں یہ قاعدہ مریدین اور عشاق کے لئے ہے اور جو مراد اور محبوب ہیں وہ اس میں جب چاہیں جا سکتے ہیں اور اُس سے کچھ راضی نہیں ہوتے اور جب تم چاہو میں اُس شہر کو دکھلا سکتی ہوں۔ میں نے کہا اچھا اب دکھاؤ۔ اُس نے کہا اچھا دکھاتی ہوں۔ یہ کہکر آواز دی کہ اے شہر حاضر ہو۔ میں قسم کھاکر کہتا ہوں کہ اُس کے کہتے ہی بعینہٖ وہی شہر آنکھوں سے دیکھ لیا اور دیکھا کہ وہ شہر میری بہن کی طرف جھک رہا ہے۔ میری بہن نے اُس کی طرف ہاتھ بڑھاکر مجھ سے پوچھا کہ اب بتاؤ تمھارا سیب کہاں ہے؟ اُس کے بعد وہ سیب جو میرے اوپر تھا مجھ پر گر پڑا میں یہ عجیب معاملہ دیکھکر ہنسا۔ یہ عجیب واقعہ دیکھ کر میں نے اپنے آپ کو بہت حقیر سمجھا اور میں پہلے سے نہ جانتا تھا کہ میری بہن بھی ایسے لوگوں میں سے ہے۔

ف کوئی شخص ایسے واقعات کا انکار نہ کرے۔ جن حضرات اولیاء اللہ کو عالم مثال منکشف ہو گیا ہے وہ اس سے زیادہ عجیب وغریب وقائع دیکھتے ہیں۔ اور نہ اس کو نظر بندی اور مسمریزم پر جس کے بناء قوۃ خیالیہ کی ازدیاد پر ہے، محمول کرے ۱۲ *

مہمان کی مدارات پر دودھ و شہد دینے والی بکری کا عطیہ

(۵۳) شیخ ابو الربیع مالکی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سُنا ایک بستی میں ایک عورت بہت صالحہ اور خدا پرست ہے اگرچہ میری عادت کسی عورت کی زیارت کی نہ تھی لیکن اُس کی کرامت کی شہرت نے مجھے اُس کی زیارت پر مستعد کیا اور وہ ولیہ فضہ کے نام سے مشہور تھی۔ القصہ میں نے اس شہر میں جاکر اس کی یہ کرامت سُنی کہ اُس کے پاس ایک بکری ہے جو دودھ اور شہد دیتی ہے۔ میں ایک نیا پیالہ خرید کر اُس کے پاس گیا جاکر سلام کیا۔ سلام کے بعد عرض کیا میں آپ کی بکری کی برکات سے متمتع ہونا چاہتا ہوں اُس نے وہ بکری مجھے دیدی میں نے اس کو دوہا تو واقعی اس نے دودھ اور شہد دیا۔ یہ عجیب و غریب واقعہ دیکھکر سخت حیرت ہوئی

میں نے پوچھا یہ بکری تمہارے پاس کہاں سے آئی؟ کہا کہ اس کا قصہ اس طرح پر ہے کہ ہمارے پاس ایک بکری تھی اور ہم لوگ محتاج اور فقیر تھے کچھ ہمارے پاس نہ تھا عید کا روز جب آیا تو میرے شوہر نے جو ایک مرد صالح تھا کہا ہم آج اس بکری کو ذبح کریں۔ میں نے کہا اس بکری کو ذبح نہ کرو کیونکہ قربانی ہمارے ذمہ فرض تو ہے نہیں اگر ہم نہ کریں گے تو ہم کو اجازت ہے اور اللہ تعالیٰ کو خوب معلوم ہے کہ ہم کو اس بکری کی احتیاج رہتی ہے۔

القصہ یہ بات میرے شوہر کو پسند آئی اور ذبح نہ کی۔ ایک روز ایسا اتفاق ہوا کہ ہمارے یہاں ایک مہمان آگیا۔ میں نے اپنے شوہر سے کہا کہ آج مہمان آگیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے ہم کو مہمان کی مدارات کا حکم فرمایا ہے اس لئے مناسب ہے کہ آج اس

بکری کو ذبح کر ڈالو۔ جب اُس کے ذبح کا ارادہ ہوا تو یہ خیال آیا کہ اس کے ننھے ننھے بچے اسے ذبح ہوتے دیکھکر سخت پریشان ہوں گے۔ اس لئے میں نے شوہر سے کہا کہ اسے باہر لیجاؤ اور دیوار کے نیچے ذبح کر لاؤ۔

کچھ دیر کے بعد میں نے دیکھا کہ ایک بکری دیوار پر کھڑی ہے میں سمجھی کہ شاید بکری قابو میں نہیں آئی اور بھاگ کر چلی آئی ہے۔ میں اُس کے دیکھنے کے لئے چلی دیکھا کہ میرا شوہر بکری کی کھال کھینچ رہا ہے۔ میں نے اس دوسری بکری کا قصہ بیان کیا۔ کہا کہ کیا عجب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے بدلے ہم کو اچھی بکری عطا فرمائی ہو۔ دیکھا تو وہ نئی بکری دودھ اور شہد دیتی ہے اور وہ پہلی صرف دودھ دیتی تھی۔ مہمان کی مدارات کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ہم کو یہ برکت عطا فرمائی۔

پھر اُس عورت نے اپنے معتقدین سے خطاب کر کے فرمایا کہ بیٹو! یہ ہماری بکری تمہارے قلوب میں چرتی ہے اگر تمہارے دل پاکیزہ ہوں گے تو اس کا دُودھ بھی عمدہ ہوگا اور اگر تمہارے دلوں میں کچھ تغیر ہو گا تو دودھ میں بھی خرابی ہو گی۔ اس لئے تمھیں چاہیے کہ اپنے دلوں کو سنوارو۔

اپنے کو احکامِ الٰہیہ سے آراستہ رکھنے کا بدلہ

(۵۴) حضرت سری سقطی رضی اللہ عنہ کے ایک مرید فرماتے ہیں کہ حضرت سریؒ کے یہاں ایک عورت ان کی شاگرد رہتی تھی اور اس عورت کا ایک لڑکا معلم کے پاس پڑھتا تھا ایک روز معلم نے اُس لڑکے کو پن چکی پر بھیجدیا وہ لڑکا پانی میں ڈوب گیا۔ معلم نے حضرت سریؒ کو اطلاع دی۔ حضرت سریؒ مع اپنے اصحاب کے اُس کی والدہ کے پاس آئے اور اول صبر کے متعلق بہت طویل بیان کیا اور پھر رضا کا

بیان فرمایا اُس نے سُن کر عرض کیا کہ حضرت آپ کا اس بیان سے کیا قصد ہے؟ فرمایا کہ تمھارا بیٹا پانی میں ڈوب گیا۔ کہا میرا بیٹا؟ فرمایا تیرا بیٹا۔ کہا ہرگز نہیں حق تعالیٰ نے ایسا نہیں کیا۔ حضرت سری ؒ نے پھر مکرر فرمایا کہ تمھارا بیٹا ڈوب گیا ہے اس میں کچھ شک نہیں۔ کہا اگر فی الواقع یہ قصہ صحیح ہے تو مجھ کو اس موقع پر لے چلو۔

الغرض سب اُس نہر پر گئے اور اُس کو بتایا کہ وہ گُل خوبی و سرو محبوبی یہاں پژمردہ ہوا ہے۔ اُس نے اُس کو پکارا "بیٹا محمد" اُس نے فی الفور جواب دیا اماں حاضر ہوں۔ یہ آواز سُن کر وہ پانی میں اُتری اور اس کا دستِ سیمیں پکڑ کر نکال لیا اور لے کر اپنے گھر چلی گئی۔

اس واقعہ عجیبہ پر حضرت سری ؒ نے حضرت جنید ؒ کی طرف عنان التفات متصرف فرمائی اور عرض کیا کہ یہ کیا قصہ ہے فرمایا یہ عورت احکام الٰہیہ کے حلیہ سے اپنے کو آراستہ پیراستہ رکھتی ہے اُس کی برکت سے اللہ تعالیٰ کا معاملہ اُس کے ساتھ یہ ہے کہ اُس کے متعلق جب کوئی واقعہ ہوتا ہے اُسے پہلے اطلاع کی جاتی ہے اور اس غرق کے واقعہ سے اُسے آگاہی نہیں دی گئی اس سے اُس نے انکار کیا اور نہایت پختگی سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ایسا نہیں کیا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ونفعنا بہا۔

ابو عامر واعظ کے پاس ایک خط

(۵۵) ابو عامر واعظ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں بیٹھا تھا کہ ایک غلام حبشی رقعہ لیکر آیا۔ میں نے اُسے پڑھا تو اس میں مرقوم تھا:۔

برادرم تم کو اللہ تعالیٰ دولتِ فکر نصیب فرمادے اور عبرت کی موانست سے

بہرہ ور فرما دے اور حُبّ خلوت (گوشہ نشینی کی محبت) سے کامیاب اور غفلت سے بیداری عطا فرما دے۔ ابو عامر میں بھی تمہارے اخوان طریقت سے ہوں مجھے آپ کے قدوم میمنت لزوم[۱] کا مژدہ[۲] پہنچا تو میں بہت خوش ہوا اور آپ کی زیارت اور آپ سے ہم کلام ہونے کا اس قدر شوق ہوا کہ اگر وہ شوق مجسم ہو کر میرے اوپر ہو تو سائبان بن جائے اور اگر نیچے ہو تو مجھے اٹھالے میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ مجھے شرف قدمبوسی سے محروم نہ فرمادیں۔ والسلام۔

ابو عامر ایک بوڑھے بزرگ کی خدمت میں

ابو عامر کہتے ہیں میں یہ نامۂ محبت دیکھکر حامل رقعہ کے ساتھ ہو لیا اور چلتے چلتے جب ہم قبا میں پہنچے تو وہ شخص ایک بہت وسیع ویران مکان میں گیا اور مجھے کہا کہ آپ باہر ٹھیریں میں اندر آپ کی تشریف آوری کی اطلاع کرتا ہوں کچھ دیر میں آیا اور کہا چلیے میں اندر گیا تو دیکھا کہ نہایت ٹوٹا پھوٹا گھر ہے اور کھجور کی لکڑیوں کے اس میں کیواڑ لگ رہے ہیں۔ غرض ہر صورت سے شکستہ حالت میں ہے اور دیکھا کہ ایک پیر مرد ضعیف (بوڑھا کمزور آدمی) حزن (غم) کے ساتھ خشیت (خوف) کو لئے ہوئے اور تحیر کے ساتھ کربے (اندوز ہیں) رُخ بقبلہ بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں نے قریب جاکر سلام عرض کیا اور غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ باوجود اس شیخوخت (بڑھاپے) اور کرب (تکلیف) وحزن (غم) کے نابینا اور اپاہج ہے اور سہام امراض واحزان ومصائب کا ہدف (نشانہ) بن رہا ہے مجھے دیکھکر فرمایا۔ ابو عامر اللہ تعالیٰ تمہارے دل کو چرک معاصی (گناہوں کے میل) سے صاف وپاک فرمائے میرے دل

---

[۱] مبارک آنا ۱۲ [۲] خوشخبری ۱۲

میں تمہارے دیکھنے (اور) تمہارے سخنان دل آویز (دل سے لگنے والی باتوں کے) سُننے کی نار اشتیاق (شوق کی آگ) بہت شعلہ زن تھی اور میرے ایک ایسا زخم دل خراش (دل چھیلنے والا) ہے کہ تمام واعظین اُس کے مداوا سے عاجز ہیں اور تمام اطباء و مسیحا نے جواب دیدیا ہے اور میں نے سُنا ہے کہ تمہارے پاس مرہم جان بخش ہے خدا کے لئے ذرا مہربانی فرما کہ وہ تریاق حیات اگرچہ تلخ اور ناگوار ہوئے تو اُس کی ناگواری پر صبر کر لوں گا۔

شیخ سے گذارش

ابو عامرؒ فرماتے ہیں کہ اُس شیخ کی باتیں سُن کر میرے سامنے ایک ہیبت ناک منظر کا سماں بندھ گیا اور اُس کے کلام میں میں نے ایک صولۃ پائی اور ایک فکر طویل کے بعد اُس کے مضامین دقیقہ مجھے حاصل ہوئے پھر میں نے کہا اے شیخ ذرا اپنی نگاہ قلب کو عالم ملکوت کی طرف منصرف کیجئے (پھیریئے) اور اپنے گوشِ معرفت (خدا کو پہچاننے والے کانوں) کو اس طرف متوجہ فرمائیے اور اپنی حقیقت ایمان کو جنت الماویٰ کی طرف مائل کیجئے تو جو نعمتیں اور دولتیں منعم حقیقی نے اپنے اولیاء کیلئے تیار فرمائی ہیں وہ آپ کے پیش نظر ہو جاویں گی (یعنی وہ نعمتیں حالاً متصور ہوں گی یا یہ معنی کہ اُن کی صور مثالیہ کا انکشاف ہوگا)

اس کے بعد آپ ذرا نار جہنم کی طرف بھی عنانِ توجہ کو مہمیز کیجئے وہاں اللہ تعالیٰ نے جو جو عذاب و عقاب (سزا) اشقیاء کے لئے تیار فرمائے ہیں آپ ملاحظہ کریں گے (بالتفسیر مذکور) اُس وقت آپ کو واضح ہوگا اللہ اکبر دونوں دار یعنی دار ثواب و دار عقاب میں کس قدر فرق ہے اور یہ بھی معلوم ہو گا کہ دونوں فریق موت میں برابر نہیں (یعنی اہل جنت اور اصحاب نار کی موت مساوی درجہ کی نہیں)۔

لے رعب ودبدبہ ۱۲ ؎ اسی وقت ۱۲ ؎ ڈالئے، توجہ کو پھیریئے ۱۲

شیخ پر حقیقت کا اثر

ابو عامرؒ کہتے ہیں میری یہ باتیں سُنکر شیخ روئے اور ٹھنڈے سانس بھرے اور مثل مار کے پیچیدہ ہوئے اور کہا ابو عامر واللہ تمہاری دوا کارگر ہوئی اور مجھے کامل یقین ہے کہ تمہاری دوا سے مجھے شفا کامل نصیب ہوگی خدا تعالیٰ تم پر بھی اپنا ابرِ رحمت برسا دے۔

پھر میں نے کہا شیخ! اللہ تعالیٰ تمہارے راز سے واقف ہے اور تم کو خلوت اور جلوت میں دیکھنے والا ہے اور جب تم خلقت سے پوشیدہ ہو کر بیٹھتے ہو اُس وقت بھی تم کو جانتا ہے یہ سُنکر مثل سابق پھر ایک نعرہ مارا اور کہا کون ہے جو میرے فقر کو زائل کرے کون ہے جو میرے فاقہ کو دفع کرے؟ کون ہے جو میرے گناہ اور بھول چوک بخشے؟ اے میرے مولیٰ آپ ہی یہ حاجتیں پوری کرنے والے ہیں اور آپ ہی بازگشت اور ملجا (پناہ کی جگہ) و ماویٰ (ٹھکانا) ہیں یہ کہہ کر گر پڑا دیکھا تو بیجان تھا رحمہ اللہ تعالیٰ۔

شیخ کی لڑکی کی آمد

اس کے بعد ایک نوعمر لڑکی میرے پاس آئی جو صوف کا کرتہ اور دوپٹہ پہنے ہوئے تھی اور پیشانی وسمۂ سجود سے آراستہ تھی اور کثرتِ قیام سے قدموں پر ورم اور خوفِ الٰہی سے رنگ اُس کا زرد تھا اور آکر مجھ سے کہا کہ اے قلوبِ عارفین کے حدی خوان اور اے غم رسیدگان کی سوزش کے برانگیختہ کرنے والے تم نے خوب کام کیا شاباش حق تعالیٰ کے ہاں کام تمہارا مقبول ہوگا۔ یہ شیخ میرے باپ ہیں بیس برس سے اسی حالت میں نماز پڑھتے پڑھتے اپاہج ہوگئے اور روتے روتے نابینا ہوگئے اور تمہارے ملنے کی اللہ تعالیٰ سے تمنا کیا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ ایک مرتبہ میں ابو عامرؒ کی مجلس میں حاضر ہوا تھا انہوں نے میرے مردہ فکر کو حیات بخشی تھی اور میری غفلت کو دفع فرمایا تھا اگر پھر بھی میں اُس کی

باتیں سنوں تو یقین ہے کہ وہ مجھے قتل کر دے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

یہ کہکر اپنے باپ کے پاس آئی اور اُس کی پیشانی کو بوسہ دیا۔ اور خوب روئی اور کہا ابّا تم بہت اچھے تھے گناہوں کے خوف سے روتے روتے تم نابینا ہو گئے تھے اور آپ کو حق تعالیٰ کی وعید نے جان سے مار ڈالا۔ الحاصل اپنے باپ کے مناقب اور محامد بیان کر کے وہ رو رہی تھی۔

ابو عامر رح کہتے ہیں میں نے کہا تم اتنا کیوں روتی ہو۔ تمہارے والد ماجد تو دار الجزاء میں تشریف لے گئے ہیں اور اپنے اعمالِ نیک کا بدلہ انھوں نے دیکھ لیا۔ یہ سُنکر اُس لڑکی نے اپنے باپ کے مثل ایک نعرہ مارا اور غرق غرق ہو گئی پھر رحلت فرمائی عالم جاودانی ہو گئی میں نے اُن دونوں پر نماز پڑھی۔

حکایت (۵۶) حضرت بہلول رح کی ایک خدا رسیدہ لڑکے سے گفتگو

حضرت بہلول رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں بصرے کی راہ میں مجھے چند لڑکے ملے جو اخروٹ و بادام سے کھیل رہے تھے اُن سے علیحدہ ایک لڑکے کو دیکھا جو اُن لڑکوں کو دیکھ دیکھ کر رو رہا تھا۔ میں نے اپنے دل میں کہا شاید یہ لڑکا ان کے پاس اخروٹ و بادام دیکھکر رو رہا ہے اس کے پاس کھیلنے کی کوئی چیز نہیں ہے۔ میں نے کہا میاں لڑکے! کیوں روتے ہو۔ میں تمھیں اخروٹ و بادام مول لے دوں گا۔ تم اُن سے کھیلنا۔ اُس لڑکے نے میری طرف سر اُٹھا کر دیکھا اور کہا اے کم عقل ہم کھیل کود کے لئے پیدا نہیں ہوئے۔ میں نے کہا اے صاحبزادے پھر کس لئے پیدا ہوئے ہو۔ کہا علم حاصل کرنے اور خدا کی عبادت کرنے کے لئے۔ میں نے کہا یہ کہاں سے تمھیں معلوم ہوا۔ خدا تمھاری عمر میں برکت دے۔ کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ۔ کیا تم خیال کرتے ہو کہ ہم نے تمھیں بیکار محض نکما پیدا کیا ہے اور تم پھر کر ہمارے پاس نہ آؤ گے ؟

لڑکے کی نصیحت آمیز باتیں

میں نے کہا صاحبزادے تم تو مجھے عقلمند معلوم ہوتے ہو کچھ مختصر سی نصیحت کرو۔ کہا دنیا چل چلاؤ پر کمر بستہ آمادۂ سفر ہے۔ نہ دنیا کسی کے واسطے رہنے والی ہے اور نہ کوئی شخص دنیا میں باقی رہے گا۔ دنیا کی زندگی اور موت انسان کے واسطے ایسی ہے جیسے دو گھوڑے تیز رفتار یکے بعد دیگرے آنے والے ہوں۔ اے دنیا کے فریفتہ! دنیا چھوڑ اور سامانِ سفر اس میں درست کر۔

حضرت بہلولؒ فرماتے ہیں وہ لڑکا یہ کہکر آسمان کی طرف دیکھنے لگا اور ہاتھوں سے اشارہ کیا اور آنسو اس کے دونوں رخساروں پر موتیوں کی لڑیوں کی طرح گرنے لگے اور یہ کہا **نظم**

اے خدائے چارہ ساز بیکساں[1]   اے رحیم چارۂ دردِ نہاں[2]

جس کسی نے بھی لگائی تجھ سے آس[3]   پا گیا مطلب نہی دل میں نہ یاس[4]

یہ کہہ کر وہ لڑکا بیہوش ہو کر گر پڑا۔ میں نے اُس کا سر اپنی گود میں اُٹھا لیا اور اپنی آستین سے اُس کے چہرہ کی خاک صاف کی۔

لڑکے پر خدا کے خوف کا اثر

جب ہوش میں آیا۔ میں نے کہا صاحبزادے تمھیں کیا ہوا ہے تم تو ابھی بچے معصوم ہو۔ کوئی گناہ تمھارے نام نہیں لکھا گیا۔ کہا بہلول مجھے چھوڑ دو میں نے اپنی ماں کو دیکھا ہے وہ آگ جلانے میں جب تک چھوٹے چھوٹے تنکے گھاس پھوس بڑی لکڑیوں میں نہیں ملاتیں آگ نہیں روشن ہوتی۔ میں ڈرتا ہوں کہ خدانخواستہ دوزخ کے ایندھن میں چھوٹی لکڑیوں کی جگہ کہیں میں نہ ہوں۔ پھر میں نے کہا صاحبزادے

[1] بے کسوں کے کام بنانے والے ۱۲ [2] چھپے ہوئے ۱۲ [3] امید ۱۲ [4] ناامیدی ۱۲

تم بڑے ہی عقلمند ہوشیار ہو مجھ کو مختصر سی اور کچھ نصیحت کرو۔

دنیا کی بے ثباتی

کہا افسوس میں غفلت میں رہا۔ موت پیچھے آرہی ہے آج نہ گیا تو کل تو ضروری جانا ہے۔ دنیا میں اپنے جسم کو نرم و نفیس پوشاک میں چھپایا تو کیا فائدہ آخر کو مرنے کے بعد گل سڑ کر خاک ہو جانا ہے۔ اور قبر میں خاک کا اوڑھنا۔ اور خاک کا ہی بچھونا ہے۔ ہائے مرتے ہی سب خوبی حسن و جمال جاتی رہے گی اور ہڈیوں پر گوشت پوست کا نشان تک نہ رہے گا۔ وائے صد وائے عمر گذر گئی اور کوئی مراد حاصل نہ ہوئی۔ نہ میرے ساتھ کوئی سفر کا توشہ۔ اور میں ایسے حاکم و مالک کے روبرو اس حال میں کھڑا ہوں گا کہ گناہوں کا بار سر پر ہوگا۔ دنیا میں ہزاروں پردوں میں خدائے کریم کی نافرمانی کرکے گناہ کیے مگر قیامت میں وہ سب عالم الغیب کے سامنے ظاہر ہوں گے۔ کیا دنیا میں خدا کے غضب سے بیخوف ہو کر گناہ کرتا تھا۔ نہیں بلکہ اُس کی مغفرت اور بردباری پر تکیہ تھا۔ وہ ارحم الراحمین چاہے عذاب دے چاہے محض اپنے کرم سے درگذر فرمادے حضرت بہلول فرماتے ہیں جب وہ لڑکا وعظ کہہ کر خاموش ہوا میں بے ہوش ہو کر گر پڑا اور وہ لڑکا چل دیا۔

جب مجھے ہوش آیا تو اُن لڑکوں میں تلاش کیا کہیں پتہ نہ پایا۔ لڑکوں نے جو اُس بچے کا حال دریافت کیا تو بولے تم نہیں پہچانتے؟ میں نے کہا نہیں۔ کہا یہ لڑکا حضرت سیدنا حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم کی اولاد سے ہے۔ میں نے کہا مجھے تعجب تھا کہ یہ کسی ایسے ہی بڑے عظیم الشان درخت کا پھل ہوگا۔

ایک باخدا کی اللہ تعالیٰ سے مناجات

حکایت (۵۷) حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے عرفہ

کے دن ایک شخص کو دیکھا کہ خدا کی محبت کے غلبہ میں رو رہا اور نہایت شدت سے پکار کر کہہ رہا تھا پاک ذات ہے وہ اگر ہم اُسے سجدہ کریں اور سر و آنکھوں کو کانٹوں اور سوئیوں پر رکھیں تو اُس کی نعمتوں کا حق دس ہیں سے ایک نہ ادا کر سکیں۔ خداوندا! ہم نے کس قدر خطائیں کیں اور تجھے اس وقت یاد نہ کیا۔ اور تو اے مالک ہمیں پوشیدہ یاد کرتا ہے ہم نے جہالت سے گناہ کیا اور تجھ سے اپنی دانست میں چھپایا اور تو ہمارے ساتھ مہربانی سے پیش آیا اور ہمارے گناہوں پر پردہ پوشی فرمائی کہتے ہیں وہ میری نظروں سے غائب ہو گیا جب میں نے نہ دیکھا لوگوں سے پوچھا تو معلوم ہوا کہ وہ ابو عبید خواص خاصانِ خدا میں سے ہیں۔ ستر برس گذرے کہ انھوں نے آسمان کی طرف منھ اُٹھا کر نہ دیکھا لوگوں نے اس کا سبب پوچھا تو بولے میں شرماتا ہوں کہ اپنا مُنھ اپنے محسن کی طرف کروں۔

تعجب ہے کہ نیک فرمان بردار ہو کر باوجود حسن طاعت کے عجز و انکسار کرے اور نافرمان سرکشی اور تمرد سے پیش آئے اور اپنے گناہوں سے نہ شرمائے۔ خداوندا! اپنے دیدار سے محروم نہ کرنا اور اپنے نیک و پاک دوستوں کی برکت سے ہم کو نفع دارین عطا فرمانا اور انھیں بزرگوں کے ساتھ ہمارا حشر کرنا۔ آمین۔

حکایت (۵۸) ایک شخص کی حج کے لئے خالی ہاتھ روانگی اور اسکے عزائم

مالک بن دینار رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔ کہتے ہیں میں حج کے لئے بیت اللہ جاتا تھا۔ کہ ایک شخص سے ملاقات ہوئی اُس کے پاس نہ تو کوئی توشہ تھا نہ پانی تھا اور نہ سواری پا پیادہ ذوق و شوق سے راہ طے کر رہا تھا۔ میں نے اُسے سلام کیا اُس نے میرے سلام کا جواب دیا پھر میں نے پوچھا اے جوان! تو کہاں سے آتا ہے؟ کہا اُسی کے پاس سے میں نے کہا

کہاں جانا ہے ؟ کہا اُسی کی طرف۔ میں نے کہا توشہ کہاں ہے ؟ کہا اُسی کے ذمہ۔ میں نے کہا بھلا پانی اور توشہ کے بغیر راستہ کیونکر کٹے گا تیرے پاس تو کچھ نظر نہیں آتا۔ کہا ہاں میں نے گھر سے نکلتے وقت پانچ حرف توشہ کے لئے ہیں۔ میں نے کہا وہ کونسے ہیں کہا قولِ خدا کہیعص۔ میں نے کہا ان کے معنی ؟ کہا کاف کے معنی کافی۔ ہ کے معنی ہادی۔ ی کے معنے جگہ دینے والا۔ ع کے معنی عالم۔ ص کے معنی صادق۔ جس کا مصاحب اور ساتھی کافی۔ ہادی جگہ دینے والا۔ عالم اور سچا ہو وہ برباد نہ ہوگا۔ اور نہ اُسے خوف ہے اور نہ وہ سفر کا توشہ اور پانی پینے کا محتاج۔ مالک بن دینار کہتے ہیں جب میں نے اُس کی باتیں سُنیں تو اپنا کُرتہ اُتار کر پہنانا چاہا اُس نے انکار کیا اور کہا اے شیخ دنیا کے کرتے سے ننگا رہنا بہتر ہے دنیا کی حلال چیز میں حساب ہوگا۔ اور اس کے حرام میں عذاب۔ جب رات ہوئی تو اُس جوان نے اپنا مُنہ آسمان کی طرف کر کے کہا اے وہ خدائے کریم جسے طاعت خوش آتی ہے اور گناہ اس کا کوئی نقصان نہیں کرتا۔ جو تجھے خوش کرے مجھے بخش اور میرے گناہ جو تجھے نقصان نہیں پہنچاتے بخش دے۔ جب لوگوں نے احرام باندھکر لبیک کہا۔ میں نے اُس سے کہا تم لبیک نہیں کہتے۔ ؟

خالی ہاتھ حاجی پر خشیت الٰہی کا اثر

کہا اے شیخ میں ڈرتا ہوں کہ میں تو لبیک کہوں اور جواب میں وہاں سے لا لبیک ولا سعدیک ہو (میں تیری بات نہیں سُنتا اور نہ تیری طرف دیکھتا ہوں) یہ کہکر چل دیا پھر میں نے منیٰ کے سوا اور نہیں دیکھا۔ وہ کہہ رہا تھا۔ میرا دوست وہ ہے جسے میرا خون گرانا پسند ہے اس کے واسطے میرا خون حل اور حرم میں حلال ہے۔ خدا کی قسم اگر میری روح کو معلوم ہو کہ کس سے تعلق ہے تو سر کے بل اُس کے واسطے کھڑی ہو جائے۔ اے

ملامت کرنے والے اس کی محبت میں مجھے ملامت نہ کر۔ کیونکہ جو خوبی و حُسن مَیں اُس میں دیکھتا ہوں اگر تو دیکھ پائے تو ہرگز نہ بچے بلکہ میری طرح اُس کے عشق میں جان و دل قربان کر ڈالے۔ لوگوں نے تو عید کے دن بکری اور مینڈھے قربانی کئے۔ اور میرے دوست نے میری جان کی قربانی کی۔ پھر کہا خداوندا! لوگوں نے قربانیاں کیں اور تجھ سے تقرب حاصل کیا میرے پاس تو کوئی چیز بھی نہیں کہ اُس کے ذریعہ سے تقرب حاصل کروں۔ ہاں ایک جان ہے جو تیری راہ میں قربان کرتا ہوں تو میری طرف سے اسے قبول فرما۔ پھر زور سے ایک چیخ ماری اور مردہ ہو کر گر پڑا۔ ناگاہ ہاتفِ غیبی نے آواز دی۔ یہ خدا کا دوست ہے۔ یہ خدا کا مقتول ہے۔ خدا کی تلوار سے قتل ہوا ہے۔

مالک کہتے ہیں میں نے اس کی تجہیز تکفین کر کے دفن کیا۔ اور اُس رات نہایت درجہ پریشان سویا۔ خواب میں دیکھکر اُس سے پوچھا۔ کہو خدا نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا۔ کہا وہ معاملہ کیا جو بدر کے شہیدوں کے ساتھ کیا بلکہ اُن سے بھی زیادہ دیا۔ میں نے کہا زیادتی کی وجہ؟ کہا وہ لوگ تو کافروں کی تلوار سے مارے گئے۔ اور میں خدائے جبار کی محبت میں۔ خدا اُس سے راضی ہو۔

بزرگوں کا حج

حکایت (۵۹) حضرت ذوالنون مصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حج کے سفر میں ایک میدان جنگل میں مجھے ایک جوان کمسن حسین ملا گویا کہ وہ چاندی کا ڈلا تھا۔ خدا کی محبت اس کے جسم میں اثر کر گئی تھی اور جوشِ محبت میں دیوانہ تھا۔ میں نے اس کو اپنے ساتھ لیا اور سفر میں اپنا وصی بنایا اور اس سے درازی سفر اور بُعد مسافت کا ذکر آیا کہا سُست کاہل لوگوں پر البتہ دور ہے مگر مرد مشتاق کے نزدیک کچھ دور نہیں۔ منقول ہے کہ حضرت شبلیؒ جب عرفات میں پہنچے اور

وہاں قیام کیا آفتاب غروب ہونے تک کسی سے بات نہ کی۔ جب دونوں علم (یعنی میلین اخضرین) سے بڑھ گئے ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے اور عشقیہ درد آمیز (درد ملے ہوئے) اشعار اُن کی زبان پر تھے

حضرت فضیل بن عیاض رضی اللہ عنہ نے میدان عرفات پر مجمع عام میں فرمایا تمہارا کیا خیال ہے کہ ہم سب لوگ اگر کسی سخی کے دروازے جاکر اس سے ایک دانگ کا سوال کریں تو کیا وہ ہمیں نامراد واپس کرے گا۔؟ لوگوں نے کہا نہیں۔ فرمایا خدا کی قسم خدائے کریم کی بخشش کے نزدیک ہم سب کی مغفرت اُس مرد سخی کے مقابلہ میں نہایت درجہ آسان ہے۔ حضرت فضیل رض نے بھی اکثر حج میں وقوف عرفات کیا اور تا غروب آفتاب کسی سے بات نہ کی۔

ایک لونڈی کی مناجات پردہ کعبہ تھام کر

حکایت (۶۰) حضرت ابراہیم بن مہلب سائح رحمہ اللہ فرماتے ہیں میں ایک مرتبہ خانہ کعبہ کا طواف کر رہا تھا کہ ایک لونڈی کو خانہ کعبہ کا پردہ پکڑے ہوئے دیکھا وہ کہہ رہی تھی اے میرے سردار تجھے میرے چاہنے کی قسم میرا دل مجھے پھیر دے۔ میں نے کہا تجھے کیونکر معلوم ہوا کہ خدا تجھے چاہتا ہے۔ کہا اس کی قدیم عنایت سے جانتی ہوں۔ میری طلب میں لشکر بھیجے اور مال خرچ کئے یہاں تک کہ مجھے مشرکوں کے شہروں سے نکال کر توحید میں داخل کیا اور اپنی ذات کی مجھے شناخت کرادی اے ابراہیم کیا یہ عنایت اور محبت نہیں۔ میں نے کہا تیری محبت اُس سے کیسی ہے؟ کہا سب چیز سے بڑی اور بزرگ۔ میں نے کہا کس طرح؟ کہا شراب سے زیادہ رقیق اور گلقند سے زیادہ شیریں۔ یہ کہکر وہ لونڈی چلی گئی۔

ایک ضعیفہ کا عبادتِ آلہی میں عزم

حکایت (۶۱) ایک بزرگ بیان کرتے ہیں۔ میرے پڑوس میں ایک عورت ضعیفہ رہتی تھی محنت عبادت سے ازبس ضعیف و ناتوان ہو گئی تھی۔ میں نے اُس سے کہا اپنی جان کے ساتھ نرمی کر اور اسے آرام دے جواب دیا اے شیخ جان کو آرام دینے سے اپنے مالک کے دروازہ سے دُور اور علیحدہ ہو جاؤں گی اور جو شخص اپنے مولیٰ کے دروازہ سے دنیا کی مشغولی کے سبب غائب ہوا اُس نے اپنی جان کو محنت اور آزمائش دنیوی کے واسطے پیش کیا اور میرے اعمال ہی کتنے ہوتے ہیں۔ جو عمل کرتی ہوں اگر اعمال میں کوتاہی کروں تو کیا رہیں گے۔ پھر کہا ہائے کیا ہی بُری ہے حسرت اُن کی جو آگے بڑھ جاویں۔ اور درد و غم۔ فراق اُن لوگوں کا جو اپنے محبوب سے دور رہے۔ آگے چلے جانے والوں کی حسرت یہ ہے کہ جب روزِ قیامت کو مُردے قبروں سے اُٹھیں نیک لوگ نور کے بُراق پر سوار ہو کر جنت کو سدھاریں اور اُن کو دوستوں کے مرتبے عطا ہوں اور حور و غلمان ان کی خدمت کو دست بستہ کھڑے ہوں اور پچھلے درماندہ غمگین حسرتِ نصیب رہ جاویں اُس وقت حسرت و افسوس و ندامت سے اُن کے دل ٹکڑے ہو کر بہہ جائیں گے۔ اور درد و غم فراق کا یہ ہے کہ لوگ میدانِ حشر میں جماعت اور فرقے کئے جائیں اور یہ اس وقت ہو گا کہ جب خدا تعالیٰ تمام مخلوق کو ایک جگہ جمع کرے گا اور منادی آواز دے گا اے گنہگارو! تم ہٹ جاؤ پرہیزگار اور نیک بندے اپنی مرادوں کو پہنچ گئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَامْتَازُوا الْيَوْمَ أَيُّهَا الْمُجْرِمُونَ آج کے دن اے گنہگارو! جدا ہو جاؤ۔ اُس دن شوہر اپنی زوجہ سے اور فرزند اپنے ماں باپ سے دوست دوست سے علیحدہ ہوں گے کوئی کسی کے کام نہ آوے گا۔ نفسی نفسی صدا بلند ہو گی۔ ایک گو

بتعظیم و عزت تمام جنت میں لئے جاتے ہیں اور ایک طوق بیڑیاں پڑے ہوئے دوزخ کے عذاب دینے کے واسطے کھینچا جاتا ہے۔ ایک دوسرے سے جدا اور رخصت ہو رہے ہیں۔ اور آنسوؤں کی نہریں آنکھوں سے جاری ہیں۔ دل سرد فراق سامنے آہ پُر درد ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے کرم و فضل سے بچائے۔

(بقیہ فہرست صفحہ ۵)

تمت